کوئی ایسا اہلِ دل ہو از نبیلہ عزیز

WWW.NOVELSCLUBB.COM

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوئی ایسا اہلِ دل ہو

از

نبیلہ عزیز

www.novelsclubb.com

"میں کروں گا اس سے شادی۔" مکتوم شاہ کی آواز اتنی بہت سی آوازوں کو یکدم ساکت کر گئی تھی سب نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا تھا لیکن وہ اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا کے اتنے چاہنے والوں میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا سوائے مکتوم شاہ کے۔۔۔اور اس مکتوم شاہ کے جس کا بقول شہر زاد کے اپنا کوئی نام و نشان اپنی کوئی پہچان بھی نہ تھی جس کا کوئی حسب نسب نہیں تھا آج وہی مکتوم شاہ اس کی چادر سے اپنی عزت اور غیرت کا پلو باندھنے کو تیار کھڑا تھا۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔؟ تم بھی تو شاہوں میں سے ہو تم بھی تو اسی خون اسی نسل کا حصّہ ہو تمہاری شادی اس سے کیسے ہو سکتی ہے۔؟ مکتوم شاہ کے فیصلے پر سب سے پہلے چچا فیروز کو اختلاف ہوا تھا۔

"میں شاہوں میں سے ہوں یا نہیں میں نہیں جانتا البتہ انسانوں میں سے ضرور ہوں اور اس بات کا پکا یقین ہے اس لئے انسانیت کے خلاف کوئی کام نہیں ہونے دوں گا اس کی شادی مجھ سے ہی ہو گی ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔۔۔۔پیر سائیں اجازت دیجیے قاضی صاحب نکاح شروع کریں۔

وہ آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گیا تھا اور بڑی سی چادر میں لپٹی وہ دھواں دھواں ہو گئی تھی۔اس کا وجود پہلے ہی خاک کا ڈھیر بنا ہوا تھا اس کی ذات بھی دھجیوں میں بکھر گئی تھی اس کے غرور کے پرخچے اڑ گئے تھے اسے اندازہ نہیں تھا وہ شخص اس پر کرم کرے گا جس پر ہمیشہ وہ ستم کرتی آئی تھی۔اس کے باوجود مکتوم شاہ اس بھری محفل میں اس کے سامنے دیوار کی مانند ڈٹ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس کا نکاح قرآن سے ہو گا تم مداخلت مت کرو۔"اب کے بار بڑے چچا نے لب کشائی کی تھی۔"

اس کا نکاح مجھ سے ھو گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اس فیصلے سے آپ لوگوں میں کوئی مجھے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔" مکتوم کا لہجہ بے لچک تھا اور وہ اپنے مقام پہ اپنے فیصلے پر ڈٹ چکا تھا۔"

پیر سائیں بے جان سے بیٹھے اپنی رسوا عزت اور اپنی بیٹی کی زندہ لاش پر کھڑے ہو کر رشتے داروں کو دیکھ رہے تھے جن کا کسی کو احساس نہیں تھا بس وہ تو مٹھیاں بھر بھر مٹی ڈالنے کو تیار تھے۔ اب اس مٹی تلے ان کی عزت دب جاتی یا بیٹی ان لوگوں کو بھلا کیا فرق پڑتا تھا اور لوگوں کی اسی بے حسی اور اپنی اسی بے بسی پر چپ بیٹھے تھے بکل چپ۔۔۔۔ یوں جیسے یہاں ان کی بیٹی کا نہیں کسی اور کی بیٹی کا فیصلہ ہو رہا ہو۔

www.novelsclubb.com

"تم جانتے ہو یہ فیصلہ پنچائت نے کیا ہے۔ یا اس لڑکی کو کاری کر دیا جائے یا اس کا قرآن سے نکاح کر دی جائے گا اور نکاح کے بعد یہ صرف ایک کمرے میں رہے گی۔ جہاں سے نکلنا بھی اس کے لئے حرام ہو گا۔" چچا فیروز شاہ نے مکتوم کو پنچائت

کے فیصلہ سے آگاہ کرنا چاہا جس سے وہ پہلے ہی باخبر تھا۔"تو پھر آپ اسے کاری کر دیں۔"مکتوم انتہائی سکون سے بولا۔"سب نے چونک کر دیکھا۔

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں کیونکہ آپ کے خیال میں آپ اسے کاری نہ کرتے ہوئے رعایت کر رہے ہیں۔اس کا نکاح قرآن سے کر کے اسے زندگی بخش رہے ہیں۔ لیکن دونوں صورتوں میں آپ اپنے ہاتھوں سے اس کی زندگی ختم کر رہے ہیں۔قرآن سے نکاح کرنے اور ایک کمرے میں قید کرنے کے بعد بھی آپ سمجھتے ہیں آپ کا فیصلہ درست ہے آپ اس کے ساتھ نرمی برت رہے ہے۔؟

چچا سائیں اس کمرے کی قید سے بہتر قبر اور نکاح سے بہتر موت ہو گی۔اس کے لیے جو آپ زندگی بخش رہے ہیں وہ زندگی نہیں عذاب ہے۔آپ ایک لاش کمرے میں بند کرنا چاہتے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں اس لاش کو قبر میں دفن کر دیں۔"مکتوم یکدم غصے سے بھر گیا تھا۔وہ بچپن سے اس خاندان اور اس قبیلے کی عجیب عجیب اور سنگدلانہ اصول دیکھتا آرہا تھا لیکن آج تک بس نا چل سکا تھا کہ ان

لوگوں کو بے رحم رسم و رواج سے روک لیتا۔ آج جب موقع مل ہی گیا تھا تو مکتوم چپ نا رہ سکا تھا اور نا ہی پیچھے ہٹنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

یہ باتیں ہم بھی جانتے ہیں یہ ہماری بیٹی ہے دشمن نہیں مگر بات اصولوں کی ہے فیصلہ پنچائت نے کیا ہے اکا نکاح قرآن سے ہو گا۔

"اور اگر میں آپ کی پنچائت کے فیصلے کو نا مانوں تو؟" مکتوم شاہ سب سے ٹکر لینے پر تلا ہوا تھا۔"

تو تمہیں یہ گاؤں یہ گھر یہ قبیلہ ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہو گا۔ ہمارے فیصلوں سے یا اصولوں سے بغاوت کر کے تم یہاں نہیں رہ سکتے اور نا ہی اس لڑکی سے شادی کے بعد تمہیں یہاں رہنے دیا جائے گا۔ یہ ہمارا ہی نہیں پنچائت کا بھی فیصلہ ہو گا۔"

میرے خلاف آپ کا اور پنچائت کا جو بھی فیصلہ ہو گا مجھے منظور ہو گا۔" مکتوم بے حد سرد آواز میں بولا۔" وہاں موجود تمام افراد کو سانپ سونگھ گیا انہیں مکتوم شاہ سے

اس انتہائی اقدام کی امید نا تھی۔ وہ تو سمجھ رہے تھے اتنے سنگین فیصلے کو سننے کے بعد وہ اپنے ارادے سے بعض آجائے گا لیکن اس کے بر عکس وہ اپنے ارادے پر قائم تھا۔

اگر آپ نے اس نکاح میں رضامندی نہ بھی دی تب بھی میں یہ نکاح ضرور کروں گا آپ کے اصولوں کو میں کسی کی زندگی سے کھیلنے نہیں دوں گا۔" مکتوم کے انداز میں رتی برابر بھی فرق نہ آیا تھا۔"

سوچ لو مکتوم شاہ سب رشتوں سے کٹ جاؤ گے۔

بڑے چچا نے اسے سمجھانا چاہا۔

چچا سائیں یہ تو رشتوں سے کٹ جائے گی۔ آپ کو میرا خیال ہے اس کا کیوں نہیں؟ کیا میں مرد ہوں اس لئے؟ نہیں چچا سائیں یہ سب میرے ہوتے ہوئے نہیں ہو گا۔

پیر سائیں آپ کیوں چپ ہیں۔؟ اگر یہ آپ سب کی نظروں میں قصوروار ہے تو اسے قتل کر دیجیے کاری کر ڈالیے لیکن یوں قرآن سے نکاح لکھنا کس حدیث میں لکھا ہے۔؟ یہ لیں قرآن اگر اس میں کسی عورت کا نکاح قرآن سے طے پانا لکھا ہوا ہو تو میں آپ کو نہیں روکوں گا آپ کر دیجیے نکاح۔۔۔۔۔۔لیکن اس سے پہلے مجھے اس فرسودہ اور ظالمانہ فیصلے کا کوئی ٹھوس وجود اور ثبوت دیجیے یہ قاضی صاحب بیٹھے ہیں یہ مجھے اس بات پر قائل کر لیں تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا بتائے قاضی صاحب اسلام میں یہ سب جائز ہے اگر ہے تو کونسی حدیث میں لکھا ہوا ہے۔بتایئے ۔۔۔۔۔

نکاح نامہ پر سائن کرنے کے پندرہ منٹ بعد مکتوم اسے اپنے ساتھ لیکر حویلی سے ہمیشہ کے لئے نکال آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

رات اپنے سیاہ پر پوری طرح پھیل چکی تھی اور دم توڑتی دسمبر کی سرد آہیں پورے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھیں۔گاڑی کے اندر کی فضا دسمبر کی سرد آہوں

سے بھی زیادہ یخ بستہ محسوس ہو رہی تھیں۔ حالانکہ ہیٹنگ سسٹم آن تھا۔ پھر بھی ٹھنڈا اتنی تھی ہڈیوں میں اترتی جا رہی تھی۔ دونوں طرف مکمل خاموشی تھی۔ غور کیا جائے تو ایسے عالم میں عموماً دو انسانوں کے دل دھڑکتے ہوئے پائے جاتے تھے جن کی فقط چند منٹ پہلے شادی ہوئی ہو۔ لیکن یہاں تو دلوں کی دھڑکنیں بھی سوچوں میں گم اور سپاٹ ہوئی لگ رہیں تھیں۔ اگلے پندرہ منٹ بعد بارش کی بوندوں نے گاڑی کی سکرین پر مدھم سا رقص شروع کر دیا تھا۔ پہاڑی راستہ تھا اسی لئے راستہ ناھموار ہونے کی وجہ سے کافی احتیاط سے ڈرائیونگ کرنا پڑ رہی تھی۔ کئی جگھوں پر گاڑی سلپ ہوتے ہوتے بچی تھی۔ ایسی صورت حال میں ڈرائیو کرنا بھی ایک خطرناک کام ثابت ہو رہا تھا۔ اس پہاڑی علاقے اور پھر اسلام آباد کی حدود سے باہر نکلتے ہوئے اسے اڑھائی تین گھنٹے لگ ہی گئے تھے۔ اور مین روڈ پر گاڑی ڈالتے ہوئے اس نے سی ڈی پلیئر آن کر دیا تھا۔

کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے

www.novelsclubb.com

کہ جیسے تجھ کو بنایا گیا ہے میرے لئے

گلوکار کی بھاری آواز سماعت سے ٹکرائی تو وہ یکدم چونک گیا۔اس کی حساسیت بے دار ہو گئی تھی۔یہ گانا اگرچہ اسے بے حد پسند تھا لیکن اس وقت وہ یہ گانا ھر گز نہیں سننا چاہتا تھا۔کیونکہ جب وہ یہ گانا سنتا تھا اسے کسی کے طنز بھی سننا پڑتے تھے۔اور آج جبکہ طنز بھی خاموش تھے پھر بھی اس نے گانا بند کر دیا تھا۔اور وہ جو لٹے پٹے مسافر کی طرح خاموش بے بس اور تہی داماں بیٹھی تھی اس کو سی ڈی پلیئر بند کرتا دیکھ کر ایک دم سے ضبط کھو بیٹھی اور اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی اور اس کی ہچکیوں کی آواز سننے کی باوجود وہ بے تاثر سے انداز میں ڈرائیونگ میں مصروف رہا تھا۔وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اپنی بے بسی پر رو رہی ہے ورنہ اپنی حرکتوں پر نادم وہ ھر گز نہیں تھی۔

اسے روتے ہوئے نجانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔جب اچانک گاڑی کا انجن بند ہو گیا اس نے سر اٹھایا تو گاڑی ایک خوبصورت ریسٹورانٹ "ٹیولپ" کے سامنے کھڑی

تھی۔ یہ ریسٹورانٹ دریا جہلم کے عین کنارے پر موجود تھا گویا وہ جہلم پہنچ چکے تھے۔

آؤ کچھ کھا لیتے ہیں ابھی سفر آدھا باقی ہے اور ٹائم بھی کافی ہو رہا ہے۔" وہ جیسے کھانا کھانے کی وضاحت دے رہا تھا۔"

مجھے بھوک نہیں ہے۔" یہ فقرہ وہ سفر کے دوران پہلی بار سن رہا تھا۔" مجھے بھوک نہیں ہے۔" ورنہ تو اس کی بھوک کا عالم یہ ہوتا تھا کہ اسے چھوٹے موٹے ڈھابے پر گاڑی روکنا پڑتی تھی۔ اور آج اتنے بہترین ہوٹل پر آکر بھی اسے بھوک نہیں تھی۔ اب کی بار اس کی حالت پر رونا مکتوم شاہ کو آیا تھا۔ کسی نے سچ کہا تھا بادشاہ فقیر ہو جائے تو فقیروں کو بھی اس پر ترس آجاتا ہے۔ بلکل اسی طرح مکتوم شاہ کو بھی اس پر ترس آیا تھا۔ کیوں کے وہ بھی کسی ملکہ سے کم نہیں تھی مگر۔۔۔۔۔

بھوک نہیں ہے تو چائے پی لو بارش تیز ہو رہی ہے اس لئے سردی بھی بڑھ جائے گی۔ مکتوم شاہ سچ مچ اس پر ترس کھا رہا تھا۔ ورنہ اس کی منت کرنے کا ارادہ ھر گز نہ تھا۔ بس ھمدردی نبھا رہا تھا۔ ویٹر کو کھانا آرڈر کرنے کے بعد وہ موبائل نکال کر کسی سے بات کرنے لگا تھا بات کرتے کرتے مکتوم کی نظر اس پر پڑی تو ٹھٹک گیا اس کا سر جھکا ہوا تھا اور آنسو کے قطرے شفاف ٹیبل کی سطح پہ ایک نئ بارش برسا رہے تھے جو باہر کی سرد بارش سے بلکل مختلف تھی گرم گرم نمکین سی

۔۔۔۔۔۔موبائل بند کر کے مکتوم پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"محترمہ آپ اس وقت ایک ہوٹل میں ہیں جو پبلک پلیس ہے۔ آپ کا گھر یا میری گاڑی نہیں ہے جو آپ اپنا شوق پورا کر رہی ہیں ابھی زن دگی پڑی ہے روتی رہیے گا۔" مکتوم کا لہجہ استہزائیہ ہو گیا تھا جس سے وہ مزید بلبلا اٹھی تھی۔

دیکھو مجھے مشکوک مت بناؤ میں لوگوں کو صفائیاں نہیں دے سکتا۔ مکتوم نے لفظ "صفائیاں" پر خاص زور دیا تھا۔ اور وہ اس لفظ سے جیسے زمین میں گڑھ گئ اگرچہ وہ

اس پر چوٹ نہیں کر رہا تھا۔ پھر بھی مکتوم کی بات اس کے دل میں چبھ گئی تھی اور پھر باقی تمام راستے وہ یونہی ساکت و صامت رہی تھی لاہور پہنچ کر وہ جس گھر میں آئی وہ گھر اس کے کے لئے یکسر اجنبی تھا ایک چوکیدار تھا جوان کو دیکھتے ہی چاق و چوبند ہو گیا تھا۔

صاحب کھانا لیکر آؤں۔؟

نہیں کھانا کھا کر آئیں ہیں تم جاؤ آرام کرو۔۔۔۔

ایم سوری مجھے خیال ہی نہیں رہا آؤ تمہیں اپر چھوڑ دوں۔" مکتوم اسے چپ چاپ کھڑا دیکھ کر تیزی سے آگے بڑھا تھا۔ اور وہ مکتوم کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی ایک بیڈ روم کے سامنے آر کی تھی مکتوم دروازے کا ہینڈل گھما کر اندر داخل ہوا اور تمام لائٹس آن کر دیں۔

"یہ بیڈروم میرا ہے اور اس کے علاوہ میں نے کوئی اور کمرہ سیٹ نہیں کیا اور نا ہی فرنیچر رکھوایا ہے۔چند دن مجھے تمکو اور تمہیں مجھکو برداشت کرنا پڑے گا اور ایک ساتھ رہنا پڑے گا اس لئے جتنے دن تم یہاں رہو گی یہ کمرہ تمہارا ابھی اتنا ہی ہو گا جتنا میرا۔۔۔۔مکتوم نے اپنے شاندار سے بیڈروم کی طرف اشارہ کیا تھا جس کی سجاوٹ ہی سے مکین کی نفاست، پسند اور آعلیٰ ذوق کی ترجمانی ہو رہی تھی۔اور وہ ہر چیز کو بس چپ چاپ دیکھے جا رہی تھی پھر مکتوم تو کپڑے بدلنے چلا گیا لیکن وہ بیڈ پر بیٹھی اپنی سابقہ سوچوں میں چکرانے لگی۔

مکتوم واپس آیا تو اسے کسی غیر مرعی نقطے کو گھورتے ہوئے پایا تھا۔رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی وہ ایک چبھن محسوس کر رہی تھی اور اس چبھن دینے والے کانٹے کو نکالنا چاہتی تھی اسی لئے جب مکتوم سونے کے لئے لیٹا تو اس نے بے حد آہستگی کے ساتھ بولنا شروع کیا۔

قسط_2

"اگر آپ کے خیال میں میں جھوٹ بول رہی ہوں یا آپ کے دل میں کوئی شک ہے تو آپ بھی سب کی طرح۔۔۔۔۔۔۔

"بس آگے ایک لفظ نا کہنا۔" مکتوم یکدم سخت لہجے میں بولتا ہوا اس کی سمت پلٹا تھا۔

"

www.novelsclubb.com

"میں جانتی ہوں ہر شخص کی سوچ آزاد ہے۔ جہاں انسان نہیں بھی چاہتا چلی جاتی ہے لیکن اس سوچ سے پہلے میں آپ کو اپنے بارے میں سب کچھ۔۔۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لیکن میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں جاننا چاہتا کیونکہ تمھارے ماں باپ ، تمھارے بھائیوں، تمھارے نیک، باکردار، بااصول اور آعلیٰ خاندان کی طرح مجھے تمہاری صفائیوں اور وضاحتوں کی ضرورت نہیں۔ آئندہ کبھی سوچنا بھی مت کہ مکتوم شاہ تم پہ شک کرتا ہے یا تمہیں جھوٹا سمجھتا ہے کل جو بھی تھا گزر گا آج تم میری عزت ہو اور مجھے اپنی عزت پر اعتماد ہے یہ اعتماد کبھی متزلزل نہیں ہو گا اس لئے اب تم سو سکتی ہو۔" مکتوم انتہائی دو ٹوک انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولا تھا اور وہ خاموش ہو گئی۔ وہ عجیب شخص تھا کبھی غصے اور اجنبیت سے بھرا ہوا اور کبھی اعتماد، مان اور اپنائیت سے مالا مال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے ایک بار پھر اپنی حالت زار پر رونا آنے لگا تھا مگر اب کنٹرول کرنا پڑا کیوں کہ بلکل قریب ہی تو وہ سو رہا تھا۔"

www.novelsclubb.com

-------------*-----------------*----------

"شہزاد پڑھنے کے لئے لاہور جا رہی ہے۔" زرینہ کی اطلاع پر حمرا یکدم اچھل پڑی تھی۔"

لاہور۔؟

جی ہاں لاہور کی پنجاب یونیورسٹی کو عزت بخشنے کا ارادہ ہے اور پیر سائیں نے اجازت بھی دے دی ہے۔ان کی ساری پابندیاں صرف ہمارے لئے ہیں اپنی بیٹی کے لئے کھلی چھوٹ ہے۔"زرینہ کے لہجے سے جلن اور بدگمانی کی بو آرہی تھی جبکہ حمرا کو خوشی ہوئی تھی۔"

اس میں ان کا کیا قصور ھے پڑھنے کیلئے کوشش ہمیں کرنی چاہئے تھی کالج کے بعد ہم ہی آرام سے گھر بیٹھ گئیں تھیں۔انہوں نے نہیں کہا اگر انہوں نے پابندی عائد کرنی ہوتی تو کالج ہی نا جانے دیتے۔اور ایک بات تم بھول رہی ہو کہ مومنہ پھپھو نے بھی ماسٹر یونیورسٹی سے کیا تھا۔

"اچھی طرح جانتی ہوں اپنی بہن اور بیٹی کے لئے ہی تو۔۔۔،"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پلیز زرینہ تم کیوں خوامخواہ بات کو بڑھا رہی ہو اگر تم بھی پڑھنا چاہتی ہو تو ابھی بھی وقت ہے جا کر کہہ دو پیر سائیں سے وہ تمہیں منع نہیں کریں گے۔" زرینہ اور حمرا کی تکرار خاموشی سے سنتی خزینہ رہ نا سکی اور بلا خر بول ہی پڑی تھی۔ خزینہ، زرینہ کی بڑی بہن اور حمرا کی ہونے والی بھابی تھی۔

"اگر انہوں نے منع کر دیا۔؟ وہ جیسے ان کو دیکھانا چاہتی تھی کہ پیر سائیں صرف اپنی اولاد کا بھلا سوچتے ہیں کسی اور کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔" اگر انہوں نے منع کر دیا تو تم جیتیں ہم ہارے۔"۔۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی بھلا بلکہ یہ کہو کہ اگر مجھے پڑھنے کی اجازت نہیں ملی تو شہر زاد بھی لاہور نہیں جائے گی۔"اس نے خزینہ اور حمرا کو چیلنج کیا تھا وہ دونوا یک دوسرے کی صورت دیکھ کر رہ گئیں۔

"ٹھیک ہے ہم شہر زاد کو بھی نہیں جانے دیں گے۔"انہوں نے حامی بھر لی۔"

"ہائے کیا ہو رہا ہے۔؟"اچانک شہر زاد اندر داخل ہوئی تھی۔"

"جو ہونا چاہیے"زرینہ اس کے پاس سے گزر کر باہر چلی گئی تھی اور شہر زاد آگے بڑھ کر خزینہ اور حمرا کے قریب بیڈ پر آ بیٹھی۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے میرے ساتھ ہی ایڈ مشن لے لیتی۔"شہر زاد کو جان کر خوشی ہوئی تھی یوں شہر زاد کا ووٹ بھی زرینہ کے حق میں چلا گیا تھا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں جو پڑھنا تھا پڑھ لیا اب آرام سے گھر بیٹھو اب کیا شہر زاد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حویلی کی تمام عورتیں اٹھ کر یونیورسٹی چلی جایں گی۔؟ارمغان شاہ کا لہجہ بہت سخت تھا محترم زرینہ کے بڑے بھائی تھے۔

www.novelsclubb.com

"مگر پیر سائیں مجھے اجازت دے چکے ہیں۔"

"تم نے اجازت مانگی انہوں نے دیدی اب میں منع کر رہا ہوں تو تم کہیں نہیں جاؤ گی بات ختم۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"لیکن لالا جی شہر زاد بھی تو پڑھنے کیلیئے جا رہی ہے وہ بھی اتنی دور۔۔۔۔۔۔

"اگر شہر زاد خدانخواستہ مر گئی تو کیا تم بھی مر جاؤ گی۔؟

ارمغان شاہ جھنجلا چکا تھا زرینہ بے بس ہو گئی اور اپنی اسی بے بسی پہ کھولتی ہوئی وہ باہر نکل آئی لیکن رات کھانے کے وقت پیر سائیں نے دوبارہ یہ قصہ چھیڑ دیا تھا۔

"کیوں ارمغان شاہ تمہیں زرینہ کے آگے پڑھنے پر کیا اعتراض ہے۔؟" پیر سائیں کا ٹھہرا ہوا نرم لہجہ زرینہ کے لئے حمایت لئے ہوئے تھا خزینہ اور حمرا نے زرینہ کو بیک وقت دیکھا وہ نظر چرا گئی تھی۔

یہ میری بہن ہے اسے میں جانتا ہوں یہ بہت جزباتی ہے اور جزباتی لوگ دنیا کے اس جنگل میں یا تو آگ لگاتے ہیں یا پھر آگ کی نظر ہو جاتے ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا اسے کوئی نقصان ہو کوئی تکلیف ہو۔ جس کے لئے بہتر یہی ہے کہ یہ گھر میں رہے۔" ارمغان شاہ کے جواز پر سب کو حیرانی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

توکیا شہر زاد جذباتی نہیں ہے؟" زرینہ جھٹ سے بولی تھی اور ارمغان شاہ نے ملامتی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

تمہارے جذباتی پن کا یہی ثبوت دیکھ لو کہ تم سے خاموش نہیں بیٹھا جارہا۔ ارمغان شاہ کی بات سے وہ سٹپٹا گئی تھی جبکہ پیر سائیں اور باقی سب بے ساختہ مسکرادیئے تھے۔

میرا خیال ہے کہ زرینہ کو اب اجازت مل ہی جانی چاہیے۔" میراں بی بی نے بھی نرمی سے حمایت کی اور پھر اسے اجازت تو مل گئی لیکن اسلام آباد یونیورسٹی کیلئے اور ویسے بھی لاہور یونیورسٹی کے ایڈمشن ڈیٹ آج سے چار روز قبل ختم ہوگئی تھی البتہ فائن آرٹس کے داخلے اوپن ہوچکے تھے لیکن وہ فائن آرٹس میں دل چسپی نہیں رکھتی تھی اپنی ہی ضد گلے پڑ گئی تھی۔

_____________*_________________*_____________

مکتوم شاہ کہاں ہو اس وقت ؟ وہ اپنی جیب سے چابی نکال کر گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا جب اچانک ہی پیر سائیں کی کال آگئی تھی۔ "جی میں بس نکل ہی رہا ہوں آپ نے جو کام دئے تھے وہ سارے ہو گئے ہیں۔ "مکتوم نے اسلئے کے وہ پریشان نہ ہوں فوراً وضاحت دی۔ ارے کاموں کو گولی مارو آتے ہوئے شہر زاد کو ہوسٹل سے لیتے آنا۔ اس کے اگزیم ختم ہو گئے ہیں۔" پیر سائیں نے جو کام کہا وہ اسے خاموش کرنے کے لئے کافی تھا۔

"ہیلو سن رہے ہو نہ۔ ؟"

جی لے آؤں گا۔ مکتوم نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے کال بند کی تھی۔ اب اسے اسلام آباد کا رخ کرنے سے پہلے شہر زاد کے ہوسٹل جانا تھا۔

وہ کبھی بھی شہر زاد کو لینے کیلئے دل سے رضا مند نہیں ہوتا تھا۔ ہمیشہ مجبوری اور مروت کے مارے جانا پڑتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ اسے دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتی تھی اور

جہاں موقع ملتا وہاں طنز کے تیر چھوڑنے سے بھی باز نہ آتی تھی۔مکتوم نے ہوسٹل کے احاطے میں گاڑی پارک کی اور نیچے اتر کر گہری سانس کھینچی جیسے اپنے آپ کو برداشت کے لئے تیار کر رہا ہو پھر ذرا سمبھل کر قدم آگے بڑھا دیے تھے وارڈن اسے جانتی تھیں اس لئے ڈرائنگ روم میں لے آئیں تھیں۔

"آپ بیٹھیں میں آپ کے لئے چائے اور شہر زاد کو بھجواتی ہوں"

شکریہ چائے کی کوئی ضرورت نہیں جلدی نکلنا ہے۔آپ پلیز شہر زاد کو بلوادیں وہ یقیناتیار ہی ہوگی۔مکتوم نے وارڈن کو خاطر مدارت سے روک دیا تھا ایک دفعہ پیر سائیں یہاں آچکے تھے اور اس ہوسٹل کی مزید ترقی کے لئے بھاری رقم بھی دے کر گئے تھے۔اس حوالے سے وہ کچھ زیادہ ہی مہمان نواز ہو جاتی تھیں اور جب سے شہر زاد یہاں آئی تھی سب سے زیادہ آمد مکتوم شاہ کی ہوئی تھی کبھی وہ اسے کیش دینے آتا کبھی اسے لینے آتا کبھی اسے چھوڑنے کے لئے آتا تھا۔کیوں کہ وہ بھی

لاہور میں ہی رہتا تھا اور آج کل سی ایس ایس کی تیاریوں میں مصروف تھا اور پیر سائیں اکثر شہر زاد کے کام اس کے زمے لگا دیتے تھے۔

چند منٹ بعد ڈرائنگ روم میں محترمہ شہر زاد کی تیکھے نقوش سے مزید صورت دکھائی دی تھی جن میں سے چند نقوش مکتوم شاہ کو دیکھنے کے بعد مزید تیکھے ہو گئے تھے اس نے اس کے قریب آکر سامان سے بھرا بیگ پٹخ دیا تھا۔

باقی سب مر گئے تھے کیا۔؟

یہ تو جا کر ہی پتا چلے گا بس آپ کے چلنے کی دیر ہے۔

مکتوم سرد مہری سے کہتا اس کا بیگ اٹھا کر نکل آیا تھا اور وہ اس کے جواب میں تلملاتی ہوئی اس کے پیچھے نکلی تھی ایسا شاز و نادر ہی ہوتا تھا کہ مکتوم اس کی جلی کٹی باتوں کے جواب میں کچھ کہتا مگر جب کہتا تو آگ لگا دینے کی حد تک کہتا۔اور وہ گھنٹوں نہیں دنوں اور مہینوں کے حساب سے سلگتی رہتی تھی۔

یہ آدمی کون ہے شہزاد کے ساتھ؟" ہوا کے دوش پہ کوئی نسوانی آواز راھداری سے نکلتے ہوئے شہزاد اور مکتوم شاہ کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

"شہزاد تو کہہ رہی تھی ہمارا ملازم ہے لیکن مجھے تو وہ کہیں سے بھی ملازم نہیں لگتا۔" جواباً دوسری آواز نے جو کچھ بیان دیا وہ مکتوم شاہ کے لئے مر جانے کے مترادف تھا اور شاید شہزاد کے ان طعنوں سے وہ مر ہی جاتا اگر اس کے دل میں یہ طنز اور طعنے ختم کرنے کی جستجو اور آرزو نہ ہوتی وہ اس وقت بھی ضبط کر گیا تھا۔

ویسے یار پرسنالٹی تو غضب کی ہے۔اس لئے تو کہتے ہیں خان زادے اور سید زادے ہوتے بہت خوبصورت ہیں اور دور سے ہی پہچانے جاتے ہیں اور ان کی پہچان ان کی آنکھوں سے ہوتی۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ تم لوگ اپنی بکواس بند نہیں کر سکتیں ہر ایک پر فدا ہونا ہر ایک پر کمنٹس کرنا تم لوگوں پر فرض ہو چکا ہے۔" شہزاد چلتے چلتے جھٹکے سے

پیچھے مڑی تھی اور اپنے پیچھے آتی اپنی کلاس فیلوز سے الجھ پڑی تھی وہ بھی اسی ہوسٹل میں رہتی تھیں شہزاد کی ان سے اچھی خاصی ہائے ہیلو تھی۔ لیکن اس وقت اسے وہ دونوں زہر لگ رہیں تھیں۔ مکتوم شاہ کے قدم بھی ٹھٹک گئے تھے۔اس نے ذرا کی ذرا گردن موڑ کے غصے سے بھری شہزاد اور حیرت سے ہکابکا ان دونوں لڑکیوں کو دیکھا پھر آگے بڑھ کر اپنی گاڑی نکالنے لگا تھا گاڑی نکالنے کے بعد اسے دس منٹ اس کا انتظار کرنا پڑا تھا اور جب وہ گاڑی میں آکر بیٹھی تب بھی بڑبڑا رہی تھی وہ خاموشی سے گاڑی روڈ پر ڈال چکا تھا تقریبا آدھا سفر طے کرنے کے بعد وہ اکتا گئی تھی۔

"مسٹر ڈرائیور مجھے بھوک لگ رہی ہے براہ مہربانی کچھ کھلا دیجیے۔" اس کے انداز میں طنز تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اب اسلام آباد پہنچ کر ہی کچھ کھانے کو ملے گا یہاں قریب کوئی بھی اچھا ریسٹورانٹ نہیں ہے۔" وہ گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی اس کا دھیان کھانے سے ہٹانے کیلئے سی ڈی پلیئر آن کر دیا تھا.

کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے .

کہ جیسے تجھ کو بنایا گیا ہے میرے لئے .

تو اب سے پہلے کہیں ستاروں میں بس رہی تھی کہیں

تجھے زمین پر بلایا گیا ہے میرے لئے .

"مکتوم شاہ کا بے حد پسندیدہ گانا گونجنے لگا تھا اور شہزاد کے تیور بگڑنے لگے تھے۔

www.novelsclubb.com

کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو نبیلہ_عزیز

قسط_3

"میں تمہیں پہلے بھی کہہ چکی ہوں میری موجودگی میں یہ گھساپٹا اور خوش فہم گانا مت لگایا کرو کسی روز سارا ساؤنڈ سسٹم توڑ کر رکھ دوں گی۔ ہونہہ۔ اس سے تو بہتر ہے ایف ایم لگادو۔۔۔۔۔وہ نخوت سے کہہ رہی تھی اسے اس گانے سے اس لئے چڑ تھی کہ وہ مکتوم شاہ کو پسند تھا اور وہ گاڑی میں کئی بار سنتا تھا۔

اس نے نہایت شرافت سے سی ڈی پلیئر آف کیا اور ایف ایم سرچ کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

میں جانتا ہوں کہ تو غیر ہے مگر یونہی

کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے

کہ جیسے تجھ کو بنایا گیا ہو میرے لئے

"پبلک ڈیمانڈ شو آن ایئر تھا اور وہاں بھی وہی گانا شہر زاد کا پارہ ہائی کر رہا تھا وہ لب بھینچ کر باہر دیکھنے لگی مکتوم نے ایف ایم کو بھی خیر باد کہا اور گاڑی ایک ریسٹورانٹ میں پارک کی تھی۔

"میں اندر نہیں آؤں گی" شہر زاد نے فوراً اطلاع دی مجبوراً مکتوم تھوڑی بعد کھانے سے بھری ٹرے اٹھائے اگیا تھا۔اور پھر جتنی دیر وہ گاڑی میں بیٹھی خانے میں مصروف رہی وہ باہر کھڑا گاڑی سے ٹیک لگائے سگریٹ سے دل جلاتا رہا تھا پھر برتن واپس کر کے آیا تو اس کے ہاتھ میں مختلف کولڈ ڈرنک کے ٹن، چپس ،چاکلیٹ اور بسکٹ کے پیکٹ تھے۔جو آکر اس نے اسے تھما دیے گویا وہ اگلے سفر میں لگنے والی بھوک کا انتظام کر کے آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے اس کی شکل سے بھی نفرت ہے اور آپ ہر بار اسے لینے کیلئے بھیج دیتے ہیں۔ اتنے لمبے سفر میں اسے برداشت کرنا میرے لئے مشکل ہو جاتا ہے" شہر زاد میرا ان

بی بی کے سامنے جھنجلا رہی تھی اور میراں بی بی اس کی باتوں سے جھنجلائی ہوئی تھیں۔"

"مجھے صرف اتنا بتا دو مکتوم کے خلاف تمھارے دماغ میں یہ خناس کس نے بھرا ہے۔"

یہ خناس نہیں حقیقت ہے اماں سائیں ہمارا اس سے کوئی رشتہ نہیں پتا نہیں کون ہے کون نہیں، آپ لوگوں نے اسے سر پر چڑھا رکھا ہے کیا ثبوت ہے سوائے ایک عورت کے کہنے کے وہ خیام شاہ کا بیٹا ہے اور بقول آپ کے ان کا قتل تو کالج لائف میں ہو گیا تھا پھر یہ بیٹا کہاں سے آ گیا۔؟ اور فرض کریں کسی عورت کے ساتھ ان کے ناجائز تعلقات تھے بھی تو کیا ہم "ان تعلقات" کو گلے کا ہار بنالیں؟ بی بی جان ان پر جان چھڑکتی ہیں تو یہ ان کی ممتا کی مجبوری ہے وہ اپنے بیٹے کی اولاد کو ٹھکرا تو سکتیں نہیں چاہے جائز ہو یا ناجائز لیکن ہم تو مجبور نہیں ہیں نہ ہمیں اسے ذرا

---------"میراں بی بی کا ہاتھ اٹھا اور بیٹی کے چہرے پر نقش ہو گیا تھا اس کی باتیں ان کی برداشت سے باہر ہو گئیں تھیں۔

"مجھے امید تھی کہ میری بیٹی میری اولاد جو اتنے بھرے پرے خاندان میں بھی الگ نظر آتی تھی اس کے سوچ اور خیالات بھی الگ ہونگے لیکن اتنے الگ ہونگے مجھے سن کر کراہت آنے لگے گی میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی، تف ہے میری تربیت پہ آج تمہاری باتوں سے اندازہ ہو رہا ہے انتہائی گھٹیا سوچ ہے تمھاری لیکن ایک بات یاد رکھو جس طرح تم سیدزادی ہو اسی طرح وہ بھی ایک سیدزادہ ہے اگر اس کے سیدزادے ہونے پر تمہیں شک ہو سکتا ہے تو یہ شک وہ بھی تم پہ کر سکتا ہے تمھارے پاس کیا ثبوت ہے تم سیدزادی ہو؟ تمھارا باپ کون ہے؟ تمھارا حسب نسب کیا ہے؟ تمہیں بھی تو ایک عورت نے جسے کبھی کوئی بھی نہیں جان سکتا نم دیا اور یہ بتایا تھا کہ کلام شاہ تمھارے باپ ہیں اس کے علاوہ کیا ثبوت ہے؟ پھر بھی تم سیدزادی کہلاتی ہو؟

www.novelsclubb.com

شاید اس لئے کہ یہ بھی قدرت کا ایک نظام ہے ہر انسان کو اس کی ماں سے ہی پتہ چلتا ہے کہ وہ کس کی اولاد کس کا خون ہے ورنہ سگا باپ بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا یہ میری اولاد ہے اللہ نے اس بھید پر پردہ اپنے اور ماں کے بیچ رکھا ہے جسے کبھی کوئی بھی نہیں جان سکتا اس لئے اس بارے میں بولنے سے پہلے زبان سمبھال کر بات کرنا کیونکہ مکتوم شاہ کے ماں باپ مر چکے ہیں اور مرے ہوئے لوگوں پر تہمت لگانے کی اجازت میں تمہیں کبھی نہیں دے سکتی اور ناہی یہ حرکت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

میراں بی بی اپنی بیٹی جی چودہ روشن طبق کر چکی تھیں وہ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے انھیں دیکھ رہی تھی جنہوں نے کسی اور کی اولاد کی خاطر اپنی چہیتی بیٹی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ میراں بی بی کی منگوائی ہوئی چیزیں دینے کے لئے آتے ہوئے مکتوم شاہ کے قدم کمرے سے باہر ہی تھمے رہ گئے وہ ماں بیٹی کی گفتگو سن کر واپس لوٹ آیا تھا دل کا ایک کونا میراں بی بی کی اتنی محبت پر مشکور ہو رہا تھا اور دوسرا کونا شہر زاد کی

www.novelsclubb.com

باتوں سے ناسور بن گیا تھا اور یہ سب کچھ تو تب سے ہو رہا تھا جب سے اسنے ہوش سمبھالا تھا۔

*_______________________*_______________________

____

"سردار صابر شاہ اپنے علاقے اور اپنے قبیلے کے کرتا دھرتا مانے جاتے تھے ان کے حکم سے سرتابی آج تک نا ان کی اولاد کر سکی تھی اور نا ہی قبیلے کا کوئی فرد کر سکا تھا۔ان کے چار بیٹے کلام شاہ، خیام شاہ، بھروز شاہ اور فیروز شاہ تھے اور صرف ایک بیٹی تھی مومنہ شاہ۔

"کلام شاہ کی دلچسپی اپنے علاقے اپنے لوگوں سے تھی ان کے اپنے قبیلے کے رسم و رواج اور سب اصول بہت اچھے لگتے تھے کیوں کہ ان کے خیال میں ان کے سب اصول امیر غریب سب کے لئے یکساں تھے کوئی ناانصافی نہیں ہوتی تھی اور یوں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوئی بھی روایات کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتا تھا سب ایک زنجیر کے ساتھ بندھے ہوئے تھے کوئی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتا تھا لیکن اس کے برعکس خیام شاہ کو ان کاموں میں بلکل دلچسپی نہیں تھی ان کا رجحان اپنی تعلیم کی طرف تھا باپ سے ضد کر کے کالج میں ایڈمشن لیا اور رہنے کے لئے شہر والے بنگلے میں آ گئے۔۔۔۔انہی دنوں سردار صابر شاہ کے فیصلے پر کسی کو اختلاف ہو گیا بات بڑھتی گئی اور معملہ جانی دشمنی تک جا پہنچا اس بات کا خیام شاہ کو بھی علم ہو چکا تھا اس نے باپ اور بڑے بھائی کو بات در گزر کرنے کا مشورہ دیا لیکن ان میں سے کوئی بھی ماننے کو تیار نہیں ہوا تھا۔

"تو تم کیا چاھتے ہو بزدل اور بے غیرتوں کی طرح چپ کر کے بیٹھ جایں یہ فیصلہ سردار صابر شاہ نے کیا تھا کسی ایرے غیرے نے نہیں، کلام شاہ بھڑک اٹھے تھے"۔

دیکھیے لالا سائیں ! آخر بیٹی کا معملہ ہے اپنی بیٹی اپنے ہاتھوں سے دشمنوں کو سونپ دینا اتنا آسان نہیں ہے خون بہا میں دینے کے لئے کسی اور چیز کا بھی تو فیصلہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔وہ اپنے بڑے بھائی کو تحمل سے سمجھا رہے تھے حلانکہ خود بھی پریشان تھے لیکن اپنی پریشانی دبا گئے تھے۔۔

خیام شاہ۔۔ ہمیں امید نہیں تھی تم اتنے بزدل ہو گئے ہو کیا تمہاری تعلیم نے تمہیں یہی سکھایا ہے۔ دشمن للکارے جواب بھی نادو اور بزدل بن جاؤ۔ کلام شاہ کو اپنے سے چھوٹے بھائی پر تاؤ آرہا تھا اور خیام شاہ کے چہرے کی رنگت پر ایک سایہ سا لہر گیا تھا پھر بھی اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹے تھے۔

لالا سائیں یہ بزدلی نہیں کسی کے ساتھ بھلائی ہے نیکی ہے آپ خود سوچیں اس باپ پر کیا گزر رہی ہو گی جس نے اپنی بیٹی کو لاڈ پیار اور ناز و نخروں سے پالا ہو گا اور اس کی شادی کے ہزاروں سپنے سجا رکھے ہونگے اور اب اس بیٹی کو غیروں کے دشمنوں کے حوالے کرنا"

بس بس خیام شاہ اپنی کتابی باتیں اپنے پاس رکھو ہمیں درس مت دو شمشاد خان کو سزا بھگتنی ھو گی تمہیں ہمارا ساتھ دینا ہے تو گھر پر رہو اور اگر ہماری پشت خالی کرنی ہے تو شہر چلے جاؤ ہم مر جایں گے تو جنازے میں آجانا ہمارا تم پر کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔" وہ کہہ کے چلے گئے تھے اور خیام شاہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ خالی خالی نظروں سے دیکھتے رہ گئے تھے۔"

شاہ پتر کیا ہوا پریشان کیوں ہے؟ بی بی جان کلام شاہ کو پیر شاہ اور خیام شاہ کو شاہ پتر کہتی تھیں۔ بھروز اور فیروز کے لئے صرف پتر کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔

"بی بی جان لالا سائیں کیوں نہیں سمجھتے کہ اولاد کتنی پیاری ہوتی ہے بی بی جان وہ صاحب اولاد بھی ہیں پھر بھی اولاد کے احساس کو ختم کر کے بیٹھے ہیں۔"

"ارے نہیں میرے شاہ پتر! بس اس مسلہ کو انا امسلہ بنا بیٹھے ہیں دونوں باپ بیٹا۔

"خیر دعا کرو اللہ بہتر حل نکالے۔" بی بی جان کے نرم ہاتھوں کا لمس ان کے بالوں

میں گردش کر رہا تھا وہ ان کے زانوں پر سر رکھے ہوئے تھے بی بی جان کو خیام شاہ سے بہت پیار تھا ان کا کہنا تھا کہ ان کے پانچ بچوں میں سے سب سے زیادہ صابر بچہ خیام شاہ کے سوا کوئی نہیں۔انہوں نے کبھی عام بچوں کی طرح بات بات پر تنگ نہیں کیا تھا نہ ہی کبھی بے جا ضدیں منوایں تھیں صرف تعلیم کے معملے میں ضد کی تھی جو ایک مثبت نتائج رکھنے والی ضد تھی جس پر کسی کوئی پریشانی بھی نہیں ہوئی تھی۔

"آپ دعا کریں کہ میرا مسلہ بھی حل ہو جائے پتہ نہیں کیوں آج میرا دل بہت پریشان ہے۔"خیام شاہ کا دل نجانے کیوں اندر ہی اندر ڈوبا جا رہا تھا انہیں یہ اپنی شکستہ سی کیفیت سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"لالا جی آپ خب آے؟مومنہ شاہ اندر داخل ہوئی تو خیام شاہ کو دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

تمھارے آنے سے چند سال پہلے۔"مومنہ کے ماتھے پر پیار کرنے کے بعد ہاتھ پکڑ کر اسے بھی قریب بٹھالیا بی جان اور مومنہ ہنس پڑی تھیں۔

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔؟خیام شاہ کو شروع سے معلوم تھا مومنہ کو پڑھنے کا شوق ہے اسی لئے جب اس کا کالج پیریڈ ختم ہوا تو اس کی وکالت کر کے اس کی یونیورسٹی جانے کا کیس جیت لیا تھا کلام شاہ کو اس پہ بھی اعتراض ہوا تھا لیکن خیام شاہ نے اس شرط پر اجازت دلوادی مومنہ روزانہ گھر سے یونیورسٹی جایا کرے گی اور باقاعدہ پردہ بھی کرے گی اور مومنہ کے لئے یہ بھی بہت تھا کہ پہلی بار کوئی سید زادی یونیورسٹی جا رہی تھی۔

"اگر کوئی اونچ نیچ ہوئی تو ذمہ دار تم ہوگے۔"اس وقت بھی کلام شاہ نے مومنہ کی ذمہ داری خیام شاہ کے کندھوں پر ڈال دی تھی۔

"مجھے اپنی بہن پر اعتماد ہے۔" اسی لیے مجھے اس کی ہر ذمہ داری قبول ہے۔ انہوں نے اطمینان سے جواب دیا تھا اور آج مومنہ کو یونیورسٹی میں پڑھتے ہوئے تقریبا ڈیڑھ سال ہو گیا تھا لیکن اس کی طرف سے کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی اور خیام شاہ کو بہن پر فخر ہوتا تھا اس کا تعلیمی ریکارڈ بھی بہت شاندار تھا اور ویسے بھی دونوں بہن بھائی کو ایک دوسرے سے کافی محبت تھی شاید دونوں کے خیالات ملتے جلتے تھے اس لئے یا پھر دونوں اپر نیچے پیدا ہونے والے بچے تھے اس لئے۔۔۔

"آپ کچھ پریشان لگتے ہیں کیا بات ہے۔؟" بی بی جان اٹھ کر چلی گئیں تو مومنہ نے اپنائیت اور فکر مندی سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بس تم میرے لئے دعا کرو کہ جس کام کا ذمہ اٹھایا ہے اسے نبھا سکوں اور میرا دل مطمئن رہے۔" خیام شاہ آج کل بیٹھے بیٹھے سوچوں میں گم ہو جاتے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آخر ایسی کیا بات ہے جس نے آپ کو پریشان کرر کھا ہے۔؟

"ارے پگلی تم کیوں ہلکان ہو رہی ہو ایسی کوئی بات نہیں ہے ویسے ایک بات بتاؤ تمہاری برات نہ بلوالیں تھوڑی رونق لگ جائے گی اور ویسے بھی احمد شاہ نے فون کر کر کے میرا دماغ خالی کرر کھا ہے۔" اچانک موڈ میں شرارت بھرتے ہوئے مومنہ کو چھیڑنے لگے احمد شاہ مومنہ کے مانگیتر اور خالازاد کزن تھے خیام شاہ سے کافی انڈر اسٹینڈ نگ اور دوستی بھی تھی مومنہ اپنے بھائی کے منہ سے ایسی باتیں سن کر شرم سے سر جھکا گئی تھی۔

"شادی کے لئے دل اپنا چاہ رہا ہے تو بات کی واضح کرنی چاہیے یوں گھما پھرا کر دوسروں کی شادیوں کا قصہ چھیڑ کر کیا فائدہ۔؟

www.novelsclubb.com

میراں بی بی کلام شاہ کی زوجہ تھیں لیکن اپنے مزاج کی وجہ سے بہن سے بڑھ کر نظر آتی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ارے میراں بھرجائی دل کی بات پکڑلی کب سے لوگوں کو سمجھانے کے چکّر میں ہوں کوئی اشارے نہیں سمجھتا۔خیام شاہ نے شگفتگی کا مظاہرہ کیااور احتراماً اٹھ کر اپنی جگہ میراں بھرجائی کو پیش کی تھی مومنہ فلور کشن پر بیٹھی ہوئی تھی دوسرا فلور کشن کھینچ کراس کے مقابل بیٹھ گئے تھے۔

"توپھر بولو کس کو بیاہ کرلائیں؟میراں بھرجائی نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔

"جیسا پیس بھروز لالا کو ملاہے ویسا نہیں چاہیے باقی سب ٹھیک ہے۔"خیام شاہ کے لہجے میں مسکراہٹ اور شرارت رچی تھی بھروز شاہ اگرچہ خیام شاہ اور مومنہ سے چھوٹے تھے لیکن خاندانی مسائل کے نتیجے میں ہی ان کی شادی پہلے ہوگئی تھی مگر بیوی کے مزاج انگاروں سے کم نہیں تھے۔

www.novelsclubb.com

"تم بے فکر رہو وہ ماسٹر پیس ہیں ان کی کاپی نہیں ہے۔میراں بھرجائی بھی ان کی بات سمجھ کر ہنس پڑی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ویسے کیا خیال ہے اپنے لئے سادہ سا معصوم سا پیس خود ڈھونڈ لوں؟انھوں نے باتوں باتوں میں بھرجائی اور بہن کا عندیہ لینے کے لئے تیر چھوڑا تھا۔

کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو 💞 نبیلہ_عزیز 💞

قسط_4 💞

----

www.novelsclubb.com

لگتا ہے نظر میں ہے کوئی؟"میراں بھرجائی نے معنی خیز نظروں سے بغور دیکھا تھا۔"

ابھی تو میں خود آپ کی نظر میں ہوں لیکن فلحال آپ یہ تو بتائیں کہ میرا آئیڈیا ہے کیسا؟" خیام شاہ کو بے چینی ہو رہی تھی۔"

"آئیڈیا تو اچھا ہے لیکن اس آئیڈیا پر عمل ذرا مشکل سے ہو گا تمھارے لالا جی اور با باجان نہیں مانے گے۔"

تو آپ کس مرض کی دوا ہیں لالا جی کو آپ اور بابا جان کو بی بی جان سمجھائیں گی پھر ایک اچھی سی معصوم دیورانی آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا بات ختم۔

۔۔۔۔،خیام شاہ نے بیٹھے بیٹھے سارے مسلے حل کیے تھے میراں بھر جائی نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مومنہ کو اشارہ کیا تھا وہ بھی مسکرا دی۔

"شاہ سائیں آپ کا فون ہے شہر سے۔" ملازمہ کی اطلاع پر خیام شاہ ٹھٹک گئے تھے اور یونہی ننگے پاؤں نرم قالین کو روندتے کچھ دور اسٹینڈ پر رکھے فون سیٹ کے پاس آ گئے۔

"کاظمی کیسے ہو؟"دوسری طرف اپنے دوست وحید کاظمی کی آواز سن کر انہیں اطمینان ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے میں آرہا ہوں۔"انہوں نے باعجلت فون رکھا اور واپس آکر شوز پہننے لگے۔"

"کیا ہوا خیریت تو ہے؟"

"میں شہر جارہا ہوں ایک ضروری کام آن پڑا ہے کوشش کروں گا کل تک واپس آجاؤں اللہ حافظ۔"

"وہ کہہ کر تیزی سے نکل گئے لیکن گیٹ پہ گاڑی نکالتے ہوئے کلام شاہ سے سامنا ہوا تو رک گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں شہر جارہا ہوں ایک ضروری کام سے۔"

"ہمیں بھی تم سے یہی امید تھی تم شہر ہی بھاگو گے۔۔۔۔۔" ان کے انداز میں کاٹ تھی خیاشاہ کے چہرے پر غیرت کی سرخی چھلک آئی تھی۔

"لالا سائیں میں آؤں گا بے غیرت نہیں ہوں کہ آپ کی پشت خالی کر جاؤں بس مجھے ایک دو دن کی مہلت دیجیے مجھے ایک دو کام نمٹانے ہیں انشااللہ آپ کے لئے سر بھی حاضر ہے۔۔۔۔۔ لیکن ایک بار پھر کہوں گا کہ آپ اور بابا جان اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لیں کسی کی بیٹی کی آہیں مت لیں یہ نہ ہو کہ پچھتانا پڑ جائے۔۔۔۔۔" وہ کہہ کر چلے گئے تھے اور کلام شاہ جو مستقبل کے پیر سائیں تھے غصے سے سر جھٹک دیا تھا جیسے ان کی بات سنی نہ گئی ہو۔

-----------------*-----------------*----------

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خیام شاہ کا قتل حویلی میں کہرام مچا گیا تھا جہاں پورے علاقہ میں دکھ اور افسوس کی چادر تنی تھی وہیں سردار صابر شاہ اور کلام شاہ سکتے کی لپیٹ میں بیٹھے تھے بی بی جان تقریباً پاگل ہو چکی تھیں مومنہ خیام شاہ کے قتل کی خبر سننے کے بعد ہوش و خرد سے بیگانہ ہو چکی تھی۔

"اسلام آباد ہسپتال کے آئی سی یو میں بے ہوشی کے عالم میں بھی اس کے منہ سے صرف ایک ہی لفظ سننے کو ملتا تھا۔ "میرے لالا جی" اور اس کے اس کو پکار دم توڑ جاتی تھی اور باہر کوریڈور میں بیٹھے فیروز شاہ اپنے بھائی کی جواں مرگ پہ بیٹھے بیٹھے ماتم کرنے لگتے تھے اپنا سر پیٹ ڈالتے تھے اور کبھی تو بلند آواز سے رو پڑتے تھے یہی حال بھروز شاہ کا تھا لیکن سب سے ابتر حال تو کلام شاہ کا تھا جس کی پشت خالی نا کرنے کے لئے وہ سچ مچ دو روز بعد فوراً ہی چلے آئے تھے۔

"جب مخالف پارٹی کے ساتھ دوبارہ جرگہ بیٹھا تو خیام شاہ کے پہلو کھڑے تھے۔ بے شک وہ تمام باتوں تمام فیصلوں میں خاموش ہی رہے تھے لیکن جب دشمن

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اچانک حملہ آور ہوا تو پھر پیچھے نہیں ہٹے تھے لالا سائیں کلام شاہ کو دھکا شمشاد خان کے بیٹے کی گولی سے بچاتے بچاتے خود اس کی گولی کا نشانہ بن گئے تھے اور پھر دیکھتے دیکھتے آٹھ گولیوں نے خیام شاہ کے وجود کو چھلنی کر کے رکھ دیا خون کی ایک نہر تھی جو کلام شاہ کے قدموں کو چھوتی ہوئی دور تک پھیل گئی تھی ان کے آدمی مقابلے کے لئے ڈٹ چکے تھے لیکن کلام شاہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے خیام شاہ کو کھڑے قد سے گرتے دیکھ کر پھترا گئے تھے۔

"خیام شاہ نے درد کے احساس سے لرزتے ہاتھ کو اٹھا کر جیسے کلام شاہ کو بلانے کی کوشش کی تھی جیسے کچھ کہنا چاہا ہو لیکن موت اس طرح جسم میں سما گئی تھی کہ سارے لفظ دل میں ہی دم توڑ گئے تھے زبان تک آنے کا سفر بہت طویل تھا کلام شاہ شاہ نے جیسے ہی ان کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا تو منہ سے درد کی ایک کراہ نکلی تھی وہ بلند آواز سے روے تھے اور سردار صابر شاہ تو رو بھی نہیں سکتے تھے کیوں کہ اپنے بیٹے کی موت کے ذمہ دار وہ خود تھے۔

www.novelsclubb.com

-----*-------------------*-----------------------

"اگر سمبھلنا ہی تھا تو اس کی زندگی میں سمبھل جاتے اس کی جان تو بچ جاتی۔" میراں بی بی کا لہجہ بھرایا ہوا تھا وہ شوہر کے شکستہ انداز دیکھ چکی تھیں۔

"بس میراں بی بی بس ہمیں بے موت مرنا تھا ہم مر گئے۔ قتل اس کا ہوا ہے تو زندہ ہم بھی نہیں ہیں اپنا کلیجہ دفن کر کہ آئیں ہیں جتنا اس سے چڑتے تھے اتنا پیار بھی کرتے تھے۔

"آپ کے پیار نے تو اس کی جان لے لی کیسا پیار تھا؟" میراں بی بی کے آنسوں تواتر سے بہہ رہے تھے خیام شاہ کی موت کو پانچ ماہ ہو گئے تھے یوں لگتا تھا جیسے ابھی ابھی حویلی میں کسی کی موت ہوئی ہو کبھی بی جان بین کرنے لگتی تھیں کبھی مومنہ کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں کبھی بابا جان پاگلوں کی طرح اندر باہر چکر لگاتے تھے کبھی

میراں بی بی سسک اٹھتی تھیں اور انہی سسکیوں میں ایک روز فون کی تیز گھنٹی دراڑ ڈالتی حویلی کے درودیوار ہلا کہ رکھ گئی تھی۔

"بی بی جان کسی عورت کا فون ہے

"ملازمہ کارڈیس میراں بی بی کو تھما گئی تھی اور انہوں نے آنسوؤں کو پونچھ کر سلام کیا تھا۔

"مجھے میراں بھر جائی سے بات کرنی ہے۔آواز درد میں ڈوبی ہوئی اور لہجہ احترم اور اپنائیت لئے ہوے تھا میراں بی بی کو حیرت ہوئی یہ اجنبی سی آواز کس کی ہو سکتی ہے۔

www.novelsclubb.com

ہیلو؟دوسری طرف سے دوبارہ پکارا گیا تھا۔

جی۔۔۔۔۔جی میں سن رہی ہوں میں ہی میراں بھر جائی ہوں لیکن آپ کون ہیں۔؟وہ چونک کر متوجہ ہوئیں تھیں۔

."میں خیام شاہ کی بیوی ہوں اور اس وقت ہسپتال میں ہوں پلیز مجھے آپ کی ضرورت ہے میں اکیلی ہوں میرا بچہ۔" بات کرتے کرتے دوسری طرف کی آواز رندھ گئی تھی ادھر میراں بی بی کا دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔ خیام شاہ کی بیوی؟ ان کا دماغ جیسے اس جملے کو قبول ہی نا کر رہا تھا۔

"میراں بھرجائی اللہ کے لئے میرا یقین کیجئے میری ڈیلیوری کو تھوڑی دیر ہی ہوئی ہے میرے بیٹے کو تھامت کیجئے یہ آپ کے خیام کا بیٹا ہے۔" وہ روتے روتے چلائی تھی اور میراں بی بی نے جیسے ہوش میں آتے ہوئے باعجلت ہسپتال کا نام پوچھا تو فون بند ہو گیا تھا اور وہ بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف لپکیں۔

"شاہ جی۔۔۔۔شاہ جی اٹھیں آپ کے لئے ایک خبر ہے۔" انہوں نے اندھیرا کر کے لیٹے کلام شاہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"میراں بی بی ہمیں کوئی بھی خبر نا سناؤ چلی جاؤ بند کرو یہ روشنی۔" وہ نجانے کس کرب سے گزر رہے تھے کہ میراں بی بی کی تیز آواز پر بپھر گئے تھے۔

"شاہ جی شہر سے ایک لڑکی کا فون تھا وہ۔۔۔وہ خیام کی بیوی ہے۔" میراں بی بی نے ان کے سروں پہ حیرتوں کے پہاڑ توڑ دیے تھے کلام شاہ کی آنکھیں پھیل پھیل گئیں تھیں۔

'یہ کیا کہہ رہی ہو؟" انہوں نے بیوی کو شانو سے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا تھا۔

"ہاں شاہ جی وہ ہسپتال سے بات کر رہی تھی اس کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اور ۔۔۔۔اور اسے ہماری ضرورت ہے وہ بلکل اکیلی ہے اور بیمار بھی۔" میراں بی بی اس ان دیکھی لڑکی کے لئے بے قرار ہوئی جا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"یہ ہو سکتا ہے شاہ جی۔۔۔اس نے یقیناً ہم کو بتائے بغیر شادی کی ہو گی اور ہم سب سے ڈرتے ہوئے بتایا نہیں ہو گا۔ میراں بیبی نے جیسے آج بھی خیام شاہ کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دل کی بات پکڑ لی تھی یہ بات کلام شاہ کے دل کو بھی لگی تھی اور تیزی سے جوتے پہنتے ہوئے باہر نکل گئے بابا جان اور بی بی جان کو آگاہ کیا وہ بھی بے قرار ہو گئے تھے ۔بقول میراں بیبی کے وہ لڑکی ہسپتال میں تھی اور ڈیلیوری سے فارغ ہوئی تھی اسی لئے اس کو کسی عورت کی ضرورت تھی جس کے پیش نظر انہوں نے میراں بی بی کو ہی ساتھ چلنے کا کہا اور بی بی جان از خود تیار ہو گئی تھیں یوں تھوڑی دیر بعد تین گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ شہر کے لئے روانہ ہو چکا تھا۔

"آج خیام کی موت کے پانچ ماہ بعد ان کے جسموں میں زندگی دیکھنے کو ملی تھی ہر کوئی اپنی جگہ پر متجسس اور بے تاب سا تھا اور مومنہ حویلی میں اکیلی چکراتی پھر رہی تھی اس نے بھی جانا تھا مگر بھروز شاہ منع کر گئے تھے وہ خود کافی کمزور تھی تین چار ماہ بستر پر گزرے تھے اور آج زندگی کا محور میراں بی بی کی دی ہوئی خبر بن گئی تھی البتہ چھوٹی بھرجائی ندرت کا کوئی جوش و خروش دیکھنے میں نہیں آیا تھا الٹا وہ طنزیہ نظر سب پر ڈال کر کمرے میں چلی گئیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اب پتہ نہیں اپنے پچھتاوے مٹانے کیلئے کس کس پر فدا ہونگے بچارے۔" ان کی بڑبڑاہٹ کوئی سن لیتا تو یقیناً فساد پھیل جاتا لیکن اس وقت فائدہ یہ تھا کہ اس پاس کوئی بھی نہیں تھا انہوں نے بیڈ پر سوئے ارمغان کو اٹھا کر کاٹ میں لٹا دیا تھا اور خود سکون سے آرام کی غرض سے لیٹ گئی تھی حویلی میں مکمل سناٹا تھا۔

_______________*____________*____________

واپسی پر سب کے قدم تھکے تھکے سے تھے لیکن یہ تھکن اتنی بوجھل کرنے والی بھی نہیں تھی کہ وہ بلکل تھک ہار کر بیٹھ جاتے وہ آ

آج پانچویں دن واپس آے تھے خیام شاہ کی بیوی کی آخری رسومات ادا کرنے میں انھیں کچھ وقت تو لگنا تھا لیکن اس کے بعد ان کی توجہ کا مرکز خیام شاہ کا بیٹا مکتوم شاہ تھا۔۔۔بقول اس کی ماں کے یہ نام خیام نے ہی سوچ رکھا تھا اور مکتوم شاہ کو اپنی

آغوش میں سمیٹے جب کلام شاہ حویلی میں داخل ہوئے تو کلیجہ جیسے کٹ گیا تھا وہ بری طرح رو پڑے تھے۔

"اس بیٹے کے لئے اس نے پتہ نہیں کیا کیا سوچ رکھا ہو گا؟ پتہ نہیں اس کے استقبال کے لیے کیا کیا جشن منانے کے ارادے ہونگے خیام شاہ۔۔۔۔۔مجھے بتاؤ تمھارے دل میں کیا تھا؟ خیام شاہ تم اپنے بیٹے کا کس طرح استقبال کرنا چاھتے تھے ؟آج بتاؤ خیام شاہ میں کون سا جشن مناوٴں؟ وہ نرم کمبل میں لپٹے بچے کو بانہوں میں اٹھا کر روتے روتے چیخ اٹھے تھے اور حویلی میں موجود تمام ملازم جمع ہو گئے تھے وہ کبھی اس بچے کو والہانہ پیار کرنے لگتے کبھی تڑپ تڑپ کر رو دیتے تھے۔۔۔۔۔اور ان کی اس حالت پر ہر آنکھ اشکبار ہو جاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور پھر مکتوم شاہ کی پیدائش کے ساتویں دن حویلی میں ہی نہیں پورے خاندان، قبیلے میں عقیقے کا شاندار جشن ہوا تھا انہوں نے کئی شہروں سے اپنے مہمان بلوائے تھے اور سب کو بتایا تھا مکتوم شاہ خیام شاہ کا بیٹا ہے اس نے شہر میں شادی کی ہوئی

تھی حویلی والوں کو بھی بتا رکھا تھا بس قبیلے کی رسم و رواج کی وجہ سے بتا نہیں پائے تھے لیکن اب یہ خبر اور حالات ایسے تھے کہ وہ چھپا نہیں سکتے تھے اور اب انہیں قبیلے کی رسم و رواج کی خاطر اپنے جگر گوشہ کو نظر انداز تو نہیں کرنا تھا پھر سب کے سامنے خیام شاہ کی دستار اس کے بیٹے کے سر سجادی گئی تھی۔

"کہتے ہیں جب کوئی اپنا بہت عزیز بہت پیارا بچھڑ جائے تو انسان اپنے جینے کے جواز اپنے زندہ رہنے کے بے معنی ہی سہی لیکن بہانے ڈھونڈنے لگتا ہے تا کہ کبھی وہ بچھڑنے والا ملے تو ان سے جینے کا جواز ان کی زندگی کا استفار نا مانگے اور مانگے تو وہ جھٹ سے بتایں کہ تیری یادیں تھیں، کچھ نشانیاں تھیں، کچھ وعدے تھے، کچھ ذمہ داریاں تھیں جن کو نبھانے کے لیے جینا پڑا۔۔۔۔ مجبوری تھی سمجھا کرو۔۔۔۔ جس طرح تمہیں بچھڑنے کی مجبوری تھی اسی طرح ہمیں زندہ رہنے کی مجبوری تھی۔ مروت بھی کوئی چیز ہوتی ہے اور مروت انسان ہمیشہ رشتوں سے نبھاتا ہے اپنے گھرے اور عزیز رشتوں سے اور رشتہ نبھانا آسان بھی نہیں ہوتا۔

www.novelsclubb.com

پیر سائیں نے بھی یہی کچھ کرنا سیکھ لیا تھا مکتوم شاہ ان کی زندگی کا جواز بن گیا تھا، یادیں، نشانیاں، کچھ وعدے اور کچھ ذمہ داریاں خیام شاہ چھوڑ گیا تھا جس طرح وہ بچھڑنے پر مجبور ہوا تھا اسی طرح وہ جینے پر مجبور ہو گئے تھے اور ابھی تک اس مجبوری میں پوشیدہ مروت بھی نبھا رہے تھے اپنے آس پاس بکھرے ڈھیروں رشتوں سے، اس حویلی کے درودیوار سے، اس قبیلے اور اس کے مسائل سے، اپنے دل ودماغ کی شکستگی سے اور اپنی زندگی سے کیوں کہ خیام شاہ کی موت نے سردار صابر شاہ کو اندر سے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا وہ اندر سے مردہ، کھوکلے ہو گئے تھے اور تب تو وہ اور بھی ڈھے گئے تھے جب انہیں پتہ چلا کہ خیام اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کے بعد اسے گھر نا لا سکا ان کے ڈر کی وجہ سے اپنی نا جانے کتنی خواہشوں کو دل میں دبائے دنیا چھوڑ گیا تھا اور یہی اذیت ناک احساس ہوتے ہی ان کی زندگی کے ساتھ دلچسپی ختم ہوتی گئی تھی ٹھیک ایک سال بعد وہ بھی دارفانی سے کوچ کر

www.novelsclubb.com

گئے تھے اور پھر سب کچھ کلام شاہ (پیر سائیں) کے کندھوں پر آن پڑا تھا اور وہ مروت، مجبوریاں، ذمہ داریاں رشتے نبھاتے چلے گئے تھے۔

______________*____________________*______________

کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو نبیلہ_عزیز

قسط_5

____

www.novelsclubb.com

آج چار پانچ روز بعد سورج کا رخ روشن نظر آیا تھا اور لوگ اس کی دید کے لئے اس قدر ترسے ہوئے تھے گرم کمبلوں اور ہیٹر کو چھوڑ چھاڑ کے بہت والہانہ انداز میں باہر نکلے تھے اور سورج کا دیدار کرتے ہی جسم میں طمانیت کا احساس اتر گیا تھا اور

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس احساس کو مزید اپنے اندر اتارنے کے لئے وہ لان کے بیچوں بیچ کرسی ڈال کے دونوں پاؤں اپر چڑھا کر بیٹھ گئی تھی اگرچہ بادلوں کے سفید سفید ٹکڑے ابھی بھی کہیں کہیں دکھائی دے رہے تھے لیکن اس وقت جگر جگر کرتے سورج کے قریب جانے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔اسی لئے وہ بھی جم کے بیٹھ گئی تھی اور دو تین گھنٹوں تک اٹھنے کا کوئی ارادہ نا تھا۔

"سردی کے بہت سے چور دیکھے ہونگے لیکن تم سا چور آج تک نہیں دیکھا۔

"ارمغان شاہ دھوپ کی سمت چہرہ کر کے بیٹھے دیکھ کر قریب آگیا تھا۔

توآپ کس چور کو انعام نہیں دینگے۔؟جو سب چوروں سے بڑا چور ہے۔"اس کے چہرے پر مسکراہٹ اتر آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

دیں گے ضرور دیں گے لیکن اس وقت جب یہ چور کسی روز بارش میں نہاے گا۔یا دھند میں صبح سویرے حویلی کی چھت پر دس دوڑیں لگاے گا۔یا پھر۔۔۔۔۔۔یا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھر ہاں یاد آیا جب وہ تین بار نہائے گا اور پھر زکام اور چھینکوں سے مالا مال ہو کر ہم سے انعام مانگے گا ایسے کیسے دھوپ میں بیٹھے چور کو انعام تھما دیں۔؟

کیا۔؟ وہ ارمغان شاہ کی شرائط پر چیخ اٹھی تھی اور جواباً وہ قہقہ لگا کر ہنس دیا تھا۔

ظاہر ہے انعام پانے کے لئے لوگ ریس میں حصّہ لیتے ہیں تیراکی میں حصہ لیتے ہیں تم بھی یہی سمجھ لینا کہ۔۔۔۔۔

"بس بس میں باز آئی آپ کے انعام سے۔ گویا انعام پانے کے لئے میں اپنے آپ کو مار ڈالوں وہ۔۔۔۔۔ کیا بات ہے؟ وہ شاہانہ سے انداز میں بولی اور ارمغان شاہ ابھی بھی ہنس رہا تھا۔

"ایسا کیا کہہ دیا شہر زاد نے جو آپ کی ہنسی نہیں روک رہی۔؟ خزینہ اس ہفتے کے تمام میگزین، ڈیلی نیوز پیپر اور مالٹوں سے بھری ٹوکری اٹھائے قریب آگئی تھی وہ ارمغان سے چھوٹی تھی البتہ حسان شاہ، ثوبان شاہ اور زرینہ اس سے چھوٹے تھے۔

www.novelsclubb.com

مجھ سے کیا پوچھتی ھو شہر زاد سے ہی پوچھ لو کہہ رہی تھی کہ اس دفعہ بارش بھی ہو گی اس میں نہاؤں گی۔"ارمغان شاہ خزینہ سے میگزین لیکر اپنی مسکراہٹ چھپا رہا تھا۔

"اور جب میں مر جاؤں گی تو آپ لوگ نعرا لگایں گے شہر زاد۔۔۔زندہ باد۔"وہ جل کے بولی تھی اب کی بار خزینہ کھلکھلانا شروع ہو گئ تھی رفتہ رفتہ حویلی کے بہت سے افراد لان میں جلوہ گر ہونے لگے تھے اور اچھی خاصی رونق لگ گئ تھی۔

ارمغان بیٹا مکتوم تمہارا ساتھ گیا تھا کہاں ہے؟

.میراں بی بی نے اندر سے آتے ہی استفار کیا تھا اس استفسار میں تشویش تھی شہر زادان کی آمد اور پھر ان کی بات سن کر سنجیدہ ہو گئی تھی دو تین روز پہلے اسی مکتوم کی وجہ سے دونوں ماں بیٹی میں بدمزگی ہو گئی تھی اور اس کی ماں نے پہلی بار اس پر

ہاتھ اٹھایا تھا اور اسے لعنت ملامت بھی کی تھی اور ابھی تک اس بدمزگی کے بعد ان میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی میراں بی بی نے اس سے سلسلہ کلام ترک کیا ہوا تھا۔

"چچا سائئں کے کسی کام سے اسلام آباد گیا ہوا ہے شام تک آجائے گا آپ آیے نہ ہمارے ساتھ بیٹھیے۔" ارمغان شاہ کرسی سے کھڑا ہو گیا تھا۔"

"نہیں بیٹھو تم لوگ میں فارغ نہیں ہوں۔" وہ اس کا کندھا تھپک کر اندر کی طرف مڑ گئیں۔

.Taae meeran is very very nice women"

ارمغان نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے رشک آمز اور عقیدت بھرے لہجے میں کہا تھا اور کٹے ہوئے سنگتروں پہ چاٹ مصالہ ڈال کر کھانے میں مصروف ہو گیا زرینہ اور ندرت بیگم نے کوفت سے ارمغان کی بات سنی اور نخوت سے سر جھٹک دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"شام نے اپنے چہرے پہ سیاہ رات کا نقاب چڑھانا شروع کر دیا تھا۔سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے ایک وہ تھا جو ابھی تک نہیں آیا تھا اور میراں بی بی اندر ہی اندر تلملا رہی تھیں چچا سائن (فیروز شاہ) نے یہ جاننے کے باوجود وہ دو دن سے بخار میں مبتلا ہے پھر بھی اسے کام سے بھیج دیا تھا وہ یہ کام کسی اور سے بھی کروا سکتے تھے۔

"میراں بی بی کھانا لگ چکا ہے ٹھنڈا ابھی ہو چکا ہے میں آپ کی بڑھاپے میں بیٹھے بیٹھے کھو جانے کی عادت سے حیران ہوں حالاں کہ یہ کام جوانی میں اچھے لگتے ہیں۔

"پیر سائن نے نرمی سے بیوی کو متوجہ کیا تھا وہ دستر خوان پر بیٹھی تھیں لیکن دھیان نجانے کہاں پہنچا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں مکتوم کا انتظار کر رہی تھی اس کی طبیعت بھی خراب تھی اور ابھی تک نہیں آیا باہر بہت ٹھنڈ ہو رہی ہے آپ فون کر کے اس کا پتہ کیجئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا ہم تو سمجھ رہے تھے اپنے کمرے میں ہے شاید۔

۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی ہاتھ کھینچ چکے تھے اور ملازمہ کو فون لانے کا اشارہ کیا تھا۔

"السلام علیکم "اس نے ڈرائینگ روم میں قدم رکھتے ہی سلام کیا تھا اور میراں بی بی تیزی سے قریب آئیں تھیں شہرزاد نے کوئی بھی محبت بھرا جذباتی نظارہ دیکھنے سے قبل چہرہ جھکا لیا تھا۔

"آؤ بیٹا آؤ بیٹھو کھانا کھاؤ ہم تمہیں ہی کال کرنے والے تھے۔" پیر سائں نے اپنے برابر والی کرسی کی سمت اشارہ کیا تھا وہ ہمیشہ اسے اپنے برابر میں بٹھاتے تھے اور ایک مدّت انہوں نے مکتوم کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا تھا شاید اسی لئے ان کے اپنے بچوں کو بھی یہ شوق یہ آرزو ہو گئی تھی کہ وہ انہیں بھی مکتوم کی طرح کھانا کھلائیں مگر انہوں آج تک اپنے بچوں کا شوق پورا نہیں کیا تھا۔

"ابھی بھوک نہیں ہے میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں آپ لوگ کھانا کھایں سوری میری وجہ سے آپ ڈسٹرب ہوئے۔"اس نے سب سے معذرت کی تھی اور واپسی کے لئے مڑ گیا تھا۔میراں بی بی اس حال احوال پوچھتیں فکرمندی میں اس کے ساتھ چلتے ہوئے سیڑھیوں تک آئیں تھیں اور وہ سیڑھیوں پر قدم رکھتے رکھتے رک گیا تھا گردن موڑ کر دیکھا تو ان کے چہرے پر پریشانی کے سوا صرف اور صرف ممتا نظر آئی تھی۔

تائی امی آپ میرے لئے اتنا پریشان کیوں ہوتی ہیں؟ کیا حاصل میری فکر سے؟ آپ کو تو اپنے بچوں کی فکر کرنی چاہیے۔توقیر شاہ، عبیر شاہ، شہزاد سب کو آپ کی توجہ چاہیے میرے لئے تو۔۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"دوہرے رشتے بھی بناتے ھو ایک طرف تائی ایک طرف ماں بھی کہتے ھو پھر پوچھتے ھو پریشان کیوں ہوتی ہوں اور تیری فکر سے کیا حاصل ہوتا ہے، یہ تو ایک ماں کا دل ہی بتا سکتا ہے اپنے بچے کے لئے اسے فکر کر کے کیا ملتا ہے کیا حاصل ہوتا

ہے تم بھلا کیا جانو گے ؟ان کا لہجہ بھیگ گیا تھا مکتوم نے بے چین سا ہو کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"تائی ماں آئی ایم سوری میں آپ کو اداس نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میں اپنے آپ کو پریشان بھی تو نہیں دیکھ سکتا۔"

"لیکن تائی ماں سب کی تڑپ سے میرا وجود مکمل نہیں ہو گا میرا وجود اسی روز مکمل ہو گا جب میرے ماں باپ کا رشتہ واضح ہو گا جب میری ماں کے دامن سے غلیظ دھبہ دھلے گا جب مکتوم شاہ کو مکتوم شاہ کہلانے میں جھجک نہیں ہو گی۔"وہ دکھ سے کہتا ان کا ہاتھ چھوڑ کر سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔اس کی آنکھوں میں اتری سرخی اور چہرے پہ پھیلی اذیت کے عکس میراں بی بی کو بے کل کر گئے تھے ان کی ذات کو حویلی والوں نے ادھورہ کر کے رکھ دیا تھا کسی نے اسے بہت زیادہ پیار دیا تھا کسی نے صرف طنز و حقارت کے کچھ نا دیا تھا اور یوں اس کا ذہن دو حصّوں میں بٹ گیا تھا ایک وہ جو ان سب رشتوں کو اپنا سمجھتا تھا اور ایک وہ جو اتنے رشتوں کے باوجود

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنے آپ کو تنہا اور اکیلا محسوس کرتا تھا۔ کبھی وہ بہت مظبوط ہو جاتا تھا نا قابل تسخیر چٹان کی مانند اور کبھی اتنا کمزور ہوتا کوئی بھی اس کی ذات کی اونچی دیوار کو زمین بوس کرنا چاہتا تو پل میں کر سکتا تھا اور یہ کام سب سے زیادہ اور اچھے طریقے سے شہزاد کرتی تھی اور وہ اپنے ضبط کو قفل لگائے بے بسی کا لبادہ اوڑھے اپنی ذات کا مسمار ہونا خاموشی سے دیکھتا رہتا تھا۔

-----------*--------------------------------،*-

دروازے پر دستک دے کر وہ اندر داخل ہوا تو بی جان کو اپنا منتظر پایا تھا۔

"جی بی بی جان آپ نے مجھے بلایا تھا۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ادھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو۔" انہوں نے بیڈ پر اس کے لئے جگہ بنائی اور اسے بیٹھنے کا کہا وہ متوازن قدم اٹھاتا ان کے قریب آکر بیٹھ گیا اور بی جان نے اس کا ہاتھ اپنے نرم نرم بوڑھے ہاتھوں میں لیکر تھپکنا شروع کر دیا۔

اب کیا کچھ پڑھنا باقی رہ گیا ہے؟ کتنی ڈگریاں لے گا میرا شاہ پتر؟ وہ بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔

"اس سال سی ایس ایس میں کامیاب ہو جاؤں تو پریکٹیکل لائف میں آجاؤں گا اور کسی بہترین جاب کو ترجیح دوں گا آخر کب تک یوں جیا جا سکتا ہے۔؟

"کیوں کیا ہوا ہے؟

www.novelsclubb.com

کچھ نہیں مجھے بھلا کیا ہو گا؟ وہ اپنے آپ پر ہنسا تھا۔

"پھر نوکری کی کیا ضرورت ہے؟"

"بی بی جان نوکری کی ہی تو ضرورت ہے۔"

تو یہ باپ دادا کی جائیداد کس کے کام آئے گی؟"

"باپ دادا میرے کام نہیں آئے تو ان کی جائیداد لیکر کیا کروں گا۔؟اس کے لفظ لفظ میں شکایتیں تھیں شکوے تھے بی بی جان دیکھ کے رہ گئیں۔

"اچھا چھوڑ ان باتوں کو تو یہ بتا کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے؟"بی بی جان جھنجلا کر سر جھٹکا اور اپنے مطلب کی بات پر آگئیں تھیں انداز میں تھوڑا اشتیاق اور تجسس تھا۔

کیوں؟اسے تھوڑا تعجب ہوا تھا۔.

"تیری شادی کرنا چاہتی ہوں تیرے پیر سائن بھی یہی کہہ رہے تھے۔"

لیکن بی بی جان ابھی تو میں سوچ بھی نہیں سکتا۔"

www.novelsclubb.com

"دیکھ شاہ پتر توقیر تجھ سے بڑا ہے اور پیر شاہ اس کی شادی کرنا چاہتا ہے لیکن وہ یہ بھی چاہتا ہے توقیر اور تیری شادی کی خوشی اکٹھی ہو جائے کلام شاہ اور خیام شاہ کے

بیٹوں کی اکٹھی شادیاں ھو گی۔"بی بی جان پر جوش انداز میں بتا رہی تھیں لیکن وہ سنجیدگی کی لپیٹ تھا جو کہ ہمیشہ ہی رہتا تھا۔

"ایم سوری میں ابھی شادی کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

"دیکھ پتر اگر حویلی میں کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دو ویسے بھی خزینہ تو پہلے ہی طلال کی منگ ہے اور شہزاد کے لئے بھروزا اور ندرت کہہ رہے تھے ارمغان خیر سے تجھ سے بھی بڑا ہے اور زرینہ، حمرا، نویرا، امانہ جو بھی پسند ہے ابھی بتا دو تا کہ تیری بات بھی پکی کر دوں کم از کم نشانی تو ہو جائے تیری۔"

"بی بی جان آپ کیوں نہیں سمجھ رہیں کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔"

"کیا کوئی شہر کی لڑکی پسند ہے؟"بی بی جان سے ذرا محتاط سے انداز میں پوچھا تھا اور مکتوم شاہ ان کی اتنی اپنائیت اور معصومیت پر نرم ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"شہری لڑکیوں اور دیہاتی لڑکیوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا فرق تو بس ہماری سوچ میں ہوتا ہے کسی کو کمتر اور کسی کو برتر بنا دیتے ہیں لیکن میرے دل میں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نا ہی ایسا کچھ سوچ رکھا ہے بس ابھی شادی کا ارادہ نہیں ہے ابھی میں ادھورہ نامکمل ہوں میری ذات ادھوری ہے کچھ حصّے بکھرے ہوئے ہیں وہ سمیٹ لینے دیجیے پھر یہ کام بھی کر لیں گے۔

"اس کا لہجہ ٹھہرا ٹھہرا سا سرد منجمد جھیل سا لگنے لگا تھا بی بی جان خاک بھی نا سمجھی تھیں۔

"پھر پیر شاہ کو کیا کہوں ؟"

"ان سے کہیں میں ابھی شادی نہیں چاہتا ہوں آپ توقیر لالا کی شادی کی تیاری کریں۔" وہ کہہ کر اٹھ گیا تھا اور بی بی جان مضمحل سی ہو گئیں تھیں وہ ان کی خوشی کو ختم کر گیا تھا۔

"پھر بعد میں پیر سائن نے خود اس سے بات کی لیکن اس نے تب بھی انکار میں جواب دیا تھا اور پیر سائیں تو اس کی خوشی اس کی رضا چاہتے تھے جب وہ اس بات کے لئے خوش اور راضی نہیں تھا تو زور زبردستی کا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے چناچہ توقیر شاہ اور طلال شاہ کی شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے۔

"حویلی میں مدّت بعد شادی کا ہنگامہ جاگا تھا سبھی لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے قابل تھا اس حویلی میں آخری شادی مومنہ کی ہوئی تھی اور شادی کے فورا بعد وہ اپنے شوہر احمد شاہ کے ساتھ انگلینڈ جا بسی تھی اور اتنے عرصے میں صرف دو مرتبہ پاکستان آئیں تھیں وہ بھی صرف مکتوم سے ملنے کے لیے، انہیں اپنے عزیز ترین بھائی کا بیٹا اپنے بھائی سے بھی زیادہ عزیز تھا ہفتے میں کئی بار فون کر کے اس کی خیریت معلوم کرتی رہتی تھیں احمد شاہ اور ان کے بچوں کو بھی مکتوم سے بہت لگاؤ تھا اور وہ اتنی چاہتوں پہ شادماں خاموش سارہ جاتا تھا اور اب تو وہ لوگ پوری فیملی سمیت پاکستان آرہے تھے آخر شادیوں میں شرکت جو کرنا تھی۔

اے ادھر۔۔۔۔۔۔آؤ وہ دو تین سیڑھیاں طے کر چکا تھا جب حاکمانہ انداز اور تحقیر امیز لہجے میں پکارا گیا تھا وہ بنا مڑے ہی آواز کے مالک کو پہچان سکتا تھا وہ تین سیکنڈ اس نے نجانے کیا سوچا پھر پلٹ کر کسی رعایا کی طرح اس کی خدمت میں پیش ہو گیا تھا وہ صوفے پر بیٹھی تھی۔

"لاہور کب جا رہے ھو؟"اس کے استفسار پر مکتوم شاہ نے اسے نظر اٹھا کر دیکھا۔۔۔۔کیوں کہ اس کے استفسار پر حیرت ہوئی تھی۔

میں تمھارے ساتھ جانا نہیں چاہتی نہ ہی تمہاری شکل دیکھنے کا شوق ہے کوئی اور کام تھا۔"اس کی استفہامیہ اور استنجابیہ نظریں دیکھ کر وہ نخوت سے بولی تھی۔"

www.novelsclubb.com

فرائیڈے کو جاؤنگا۔"جواب مختصر تھا"

گاڑی کی چابی کہاں ہے؟

"میری جیب میں"وہ کچھ سمجھا کچھ نہیں سمجھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

لاؤ مجھے دو، انفیکٹ شادی کی شوپنگ کرنے کے لئے ہمیں روز اسلام آباد جانا پڑتا ہے سب مرد حضرات صبح صبح اپنی اپنی گاڑی لیکر نکل جاتے ہیں بعد میں پریشانی ہوتی ہے حویلی والی گاڑیاں بھی باباسائں نے اپنے شہر سے آنے والے دوستوں کو دے رکھی ہیں"

اس نے بڑی شرافت اور سعادت مندی سے چابی دے دی تھی۔

فرائیڈے کو تمہیں تمہاری گاڑی مل جائے گی۔" وہ شان بے نیازی سے کہتی اسے جانے کا اشارہ بھی کر چکی تھی۔

اس نے جانے سے پہلے اک نظر اس لڑکی کو بغور دیکھا جو اس کی ہی نہیں اس کے ماں باپ کی ذات کے بھی پرخچے اڑا کر رکھ دیتی تھی اور اس لڑکی نے مکتوم کے دل کا کوئی کونا ایسا نہیں چھوڑا تھا جہاں اس کے لفظوں کے نشتر نا لگے ہوں اس کے دل کے کونے کونے سے لہو رستا تھا اور اس لہو سے اس کی آنکھیں اس قدر سرخ ہوئی

تھیں کہ وہ راتوں کو سو نہیں پاتا تھا آج تک مکتوم شاہ کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی وہ کبھی سو ہی نہیں سکا تھا اس کی آنکھیں جلتی تھیں ابھی بھی جل رہی تھیں وہ شہر زاد کا پر غرور سراپا نگاہوں سے بھسم کر دینا چاہتا تھا لیکن وہ بے خبر بیٹھی اس کی گاڑی کی چابی گھماتی ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی باہر خواتین کی آوازوں کا شور اٹھا تو تو اندازہ ہو گیا کہ وہ شاپنگ کر کے اگیں ہیں مکتوم تیزی سے لاونج کی حدود سے نکل گیا تھا اب یہاں دھما چوکڑی مچنے والی تھی کپڑے اور زیورات بکھرنے والے تھے۔

............*..................*________________

کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو 💞 نبیلہ_عزیز 💞

قسط_6 💞

www.novelsclubb.com

دریائے اٹک کے پل سے گزرتے ہوئے شہر زاد نے سب سے پہلے وہ سی ڈی ڈسک باہر پھینکی جس میں مکتوم شاہ کا فیورٹ گانا" کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے" تھا۔ پھر اس کا لائٹر اٹھا لیا بے حد سیاہ رنگ کا بہت نفیس اور سادہ لائٹر بھی اکثر اس کی مٹھی میں نظر آتا تھا اس نے وہ بھی پانی کی وسیع آغوش کے حوالے کر دیا تھا رفتہ رفتہ وہ اپنی ناگوار اشیا کو باہر اچھالتی گئی تھی اور ڈرائیو کرنے والا اس کا ماموں زاد کامران اسے روکتا رہ گیا تھا شہر زاد نے بطور خاص دوسرے گاؤں سے صرف ڈرائیور بنا کر بلایا تھا کیوں کہ حویلی والے سب مصروف تھے اور وہ چاہتی تھی کہ کوئی صبح سے شام تک اس کا ساتھ دے سکے تا کہ وہ سکون سے شاپنگ کر سکے۔

"یہ کیا کر رہی ہو کسی کی پرسنل چیزیں یوں ضائع کرنا سراسر بد تمیزی ہے۔"

کامران کو برا لگا تھا"۔

www.novelsclubb.com

اس وقت یہ گاڑی میری ہے اور اس میں میری پسند کی اشیار کھی جاسکتی ہیں میں جسے چاہوں اٹھا کر باہر پھینک سکتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں بھی۔" وہ تنگ کر بولی کامران اس سے دو تین ماہ چھوٹا تھا اسی لیے باآسانی رعب جمالیتی تھی۔

"مجھے پتہ نہیں تھا تم کسی سازش کے تحت مجھے یہاں بلا رہی ہو ورنہ میں اپنی گاڑی بھی لا سکتا تھا۔"

"خیر سازش تو میں نے کوئی نہیں کی بس بیچارو وغیرہ میں سفر کرنے کی عادی ہوں اس لئے کار کا سفر عجیب لگتا ہے اس لئے تمھاری کار کو اعزاز نہیں بخش سکی۔" وہ بات ہی اتنے تفاخر و غرور سے کرتی کہ سامنے والا جھلس کر رہ جاتا۔"

"جیسا اعزاز تم مکتوم شاہ کی گاڑی کو بخش رہی ہو میں باز آیا ایسے اعزاز سے۔" اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے اور وہ یکدم کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔"

ارے نہیں تم تو میرے پیارے اچھے سے کزن ہو تمہاری گاڑی کو نقصان پہنچانے کا میں سوچ بھی نہیں سکتی۔"اس نے اپنائیت کا اظہار کیا۔"

تو کیا مکتوم شاہ تمھارے کزن نہیں ہیں جو ایسا دشمنوں والا سلوک کرتی ہو؟"

کامران کا سوال اسے یکدم کوفت میں مبتلا کر گیا تھا۔"

مکتوم شاہ میرا کزن نہیں ہے۔یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو۔"لہجہ انتہائی سخت ہو چکا تھا"

پھر تم اسے مکتوم کیوں کہتی ہو؟کامران کے دوسرے سوال پر چونک گئی تھی وہ اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا نکتہ بڑا اہم تھا۔بڑے غور کا تھا۔

وہ پانچ دن کا تھا جب ہماری حویلی میں آیا تھا اور آج پچیس سال ہو گئے ہیں ہماری حویلی میں رہتے ہوئے ان پچیس سالوں میں ہم نے صرف اور صرف اسے دیا ہے یوں سمجھ لو خیرات دی ہے اور اس "خیرات "میں یہ "شاہ" بھی شامل ہے ورنہ

خود اس کا کوئی حسب نسب نہیں کوئی نام و نشان نہیں ہے وہ ایک بے بنیاد بے وجود انسان ہے کیوں کہ انسان کا وجود اس کے ماں باپ سے ہوتا ہے اور ماں باپ کی اسے خبر ہی نہیں ہے۔اس کا لہجہ انتہائی تحقیر لئے ہوئے تھا۔

"لیکن تمھارے باباسائن"

"میرے بابا اندھے ہیں بھائی کی محبت میں دیوانے ہو گئے ہیں ذات پات چال ڈھال جانچ پرکھ سب بھول گئے ہیں اور ان کی ہی دیوانگی تھی ایک عورت کی اموشنل بلیک میلنگ پر نجانے کس کی اولاد کو گھر اٹھا کر لے آئے اور وہ عورت اپنے گلے کا طوق ان کے گلے میں ڈال کر اللہ کو پیاری ہو گئی اور نشانی کے طور پر چند زیورات اور چچا خیام کے گلے کی چین تھما گئی اب کیا پتہ وہ چین انہوں نے اپنی بیوی کو دی تھی یا پھر اس نام نہدی نہادی بیوی کو کہیں سے ملی تھی ضروری تو نہیں کہ وہ چین ان کے نکاح کا ثبوت ہو اگر ثبوت دکھانا ہی تھا تو نکاح نامہ کی اوریجنل نا سہی فوٹو

کا پی ہی دکھا دیتیں کم از کم دل تو مطمئن ہو جاتا نا ہونہہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جل کر کہہ رہی تھی۔

"شاید تم بھول رہی ہو کہ جب ایک انسان بستر مرگ پر ہوتا ہے تو وہ جھوٹ بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتا بلکہ اس نے ساری زندگی میں جو جھوٹ بولے ہوتے ہیں ان کی معافی مانگنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے اپنے رب سے بھی اور رب کے بندوں سے بھی۔"کامران نے ایک اور پوائنٹ نکالا تھا۔"

"یہ تمہاری سوچ ہے ورنہ میری سوچ یہی کہتی ہے کچھ لوگ مرنے کے بعد بھی اپنے عیبوں پر پردہ رکھنے کے لئے آخری سانس تک جھوٹ بولتے ہیں۔تاکہ ان کی اچھائی کا گراف نیچے نہ گرے۔"شہزاد کو اس معاملے پر مطمئن کرنا یا پھر چپ کرانا مشکل تھا اس لئے کامران نے مغز ماری کرنے کی بجائے سر جھٹکا اور گاڑی ایک شاپنگ مال کے آگے پارک کر دی تھی وہ اسلام آباد پہنچ چکے تھے اور اب اس کی

شاپنگ کا اور کامران کے صبر آزما وقت کا دورانیہ شروع ہو چکا تھا اسی لیے تو وہ اسے ساتھ لائی تھی۔

-------------*-------------------------*------------

-

"جی کس سے ملنا ہے آپ کو؟" گیٹ پہ بیل دینے کے چند سیکنڈ بعد ایک صورت نظر آئی تھی جو یقیناً گھر کے ملازم کی تھی۔

وحید کاظمی صاحب سے۔۔۔۔ اس نے بہت سمبھل کے یہ نام لبوں سے نکالا تھا یہ نام ہی اس کی زندگی کی واحد امید رہ گئی تھی اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا وہ چند روز پہلے بھی آیا تھا لیکن وہ یہاں نہیں تھے اور چوکیدار نے بتایا تھا کہ چند دنوں میں آنے والے ہیں اسی لئے وہ چوکیدار کو اپنا سیل نمبر دے گیا تھا کہ جب وہ آئیں تو

مجھے اطلاع کر دینا یا پھر ان سے کہیں کہ رابطہ کریں اور آج اتنے دنوں بعد وہ خود ہی آگیا تھا۔

"وہ تو چلے گئے صاحب جی"

کیا؟" کہاں چلے گئے "اسے کرنٹ چھو گیا تھا

"واپس امریکا اور کہاں؟ ملازم کو اس کی حالت پر حیرانی ہوئی تھی۔

"کب آے تھے اور۔۔۔۔۔۔اور کب گئے ہیں؟اس کے چہرے پر موت کی سی ویرانی چھا گئی تھی۔

"آٹھ روز قبل آے تھے اور کل چلے گئے بیگم صاحبہ بہت بیمار ہیں اس لیے رک نہیں سکے۔

www.novelsclubb.com

"او میرے خدا کیوں میری اذیت کا دورانیہ طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا ہے؟اس نے سر پکڑ لیا۔

"کیوں صاحب جی خیریت تو تھی؟ ملازم کو پریشانی ہونے لگی تھی۔

وہ۔۔۔۔۔وہ چوکیدار کہاں ہے میں اسے نمبر دے کر گے تھا۔" اسے چوکیدار پر تاؤ آیا تھا۔

"ام ادھر ہے صاحب"۔ مکتوم کے عقب سے آواز ابھری وہ تلملا کر پلٹا۔

"میں تمھیں نمبر دے کر گیا تھا تمھارے وحید صاحب آئیں تو مجھے بتا دینا پھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر تم نے بتایا کیوں نہیں؟ تم جانتے ہو تم نے میرے ساتھ کیا دھوکہ کیا ہے؟

خالص پشتون زبان میں بولتا وہ اس پٹھان چوکیدار کو نگل جانے کے درپے تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کر ڈالے۔

www.novelsclubb.com

ام کو معافی دے دوام سے غلطی ہو گیا آپ کی نمبر کپڑے کی جیب میں دھل گیا ای۔" چوکیدار اس کے شدید غصے اور اشتعال کی حالت دیکھ کر ہاتھ جوڑ چکا تھا اور وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

مٹھیاں بھینچ کر اپنے بپھرے ہوئے اعصاب کنڑول کرنے لگا وہ کبھی بھی اس طرح غصے میں نہیں آتا تھا لیکن یا معملہ ہی ایسا تھا اس سے اب اور برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ جلد از جلد اپنی بے کنارہ ذات کو کی۔ کنارہ دینا چاہتا تھا اپنے سے زیادہ اپنی ماں کی ذات کو متعبر کرنا چاہتا تھا جس کے لئے وحید کاظمی سے ملنا ضروری تھا باوجود اس کے کہ پیر سائٔں کو یقین اور اعتبار تھا اور اس کی ماں کی سچائی اور رشتے کو دل سے مانتے تھے جب ہی آج تک وحید کاظمی کو کھوجنے کی خاص کوشش نہیں کی تھی۔ مگر مکتوم شاہ کے لئے یہ سب کھوجنا اور جاننا بے حد ضروری ہو چکا تھا۔

"مجھے وحید صاحب کا امریکا والا کونٹکٹ نمبر دے دو میں خود رابطہ کر لو گا۔" اس نے قدم موڑنے سے پہلے کہا تھا"۔

www.novelsclubb.com

معافی چاہتا ہوں صاحب جی انہوں نے نمبر دینے سے منع کیا ہے ہاں ان سے ایک بار پوچھ لوں پھر دے دوں گا آپ دوبارہ آجایئے گا۔۔۔۔۔۔۔ ملازم نے شرمندگی سے کہا تھا مکتوم شکست خوردہ قدموں سے چلتا گاڑی تک اگیا تھا گاڑی

میں بیٹھا تو شکستگی کا احساس اور بڑھ گیا تھا۔اس کی گاڑی ہر چیز سے خالی پڑی تھی شہر زاد نے اس کی گاڑی کو بے دردی سے ویران کیا تھا اور وہ دیکھ کر بھی اسے کچھ نا کہہ سکا تھا افسوس اسے اپنی چیزوں کے ضائع ہونے پہ نہیں شہر زاد نفرت اور تنفر سے ہوا تھا اس کا جی چاہ رہا تھا کہ اس گاڑی سمیت کسی پہاڑی سے گر کر اپنی جان دیدے۔

--*---------------------------*----------------

نماز پڑھ چکے ہو؟ میراں بی بی نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا تھا وہ نماز پابندی سے پڑھتا تھا اور یہ عادت اسے میراں بی بی سے ہی ہوئی تھی۔

"نہیں"۔لفظ تو اس نے ایک ادا کیا تھا لیکن ٹوٹ پھوٹ ہزاروں جذبات میں محسوس ہو رہی تھی ہر جذبہ ہر احساس ٹوٹا بکھرا سا لگ رہا تھا۔

"مکتوم خیریت بیٹا کیا ہوا ہے؟ وہ اس کے قریب آ گئیں تھیں اس نے چہرہ مزید جھکا لیا تھا کہ وہ اس کی شکستہ حالت نا دیکھ سکیں۔

"میں کیا پوچھ رہی ہوں؟" وہ تشویش سے پوچھ رہی تھیں اور تھوڑی سی دیر میں وہ ان کی گود میں سر رکھ چکا تھا اور میراں بی بی نے اس کے وجود کو دیکھا جو چٹانوں سا مضبوط لیکن اندر سے بھر بھری سی ریت کی مانند بکھر رہا تھا۔

"میرے لیا دعا کیجیے تائی ماں میں بہت بے سکونی میں ہوں۔۔۔۔۔۔ میں بہت اکیلا ہوں مجھے سکون چاہیے مجھے صبر چاہیے۔۔۔۔۔۔" وہ گھمبیر بوجھل آواز سے کہتا اندر ہی اندر لرز رہا تھا اور اس کی بے سکون تھکی تھکی آنکھوں سے چند بے آواز آنسو پسل کر ان کی اغوش میں جذب ہو گئے تھے۔ وہ اپنے آپ کو کافی حد تک قابو کر چکا تھا ورنہ تو دھاڑیں مار مار کر رونے کو دل کر رہا تھا اور میراں بی بی اس کے بالوں میں کندھے پہ ہاتھ پھیرتی خاموش بیٹھی تھیں۔ باہر حویلی کے حال کمرے میں ایک رونق کا سماں تھا روزانہ سارے کزنز اکٹھا ہو جاتے تھے اور خوب ہلا گلہ کرتے تھے

لیکن اس ہلا گلہ میں وہ شریک نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ تو عام حالات میں بھی اپنے کمرے میں ہوتا تھا۔سب کے درمیاں بیٹھ کر شہر زاد کے کبھی ندرت چاچی کے طنز سہنا کافی دشوار ہو جاتا تھا اسی لئے خلوت نشینی ہی بھلی تھی کچھ آنسو اور کچھ لفظ بہا کر وہ کچھ نہ کچھ ریلیکس ہو ہی گیا تھا۔

"تائی ماں۔۔۔۔۔۔".

"ہوں بولو؟" وہ اس کے بال انگلیوں سے سنوار رہی تھیں۔ لیکن اس کے بولنے سے پہلے دروازہ زور سے بجا اور پھر زور سے کھل بھی گیا تھا شہر زاد اندر داخل ہوئی تھی اور پھر ماں بیٹے کا یہ سین دیکھ کر وہ جی جان سے جل گئی تھی اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے ناک بھوں کے زاویے بھی بگڑ گئے تھے۔

"تمہیں بڑے چچا نے مردان خانے میں بلایا ہے یہ چونچلے بعد میں کرا لینا۔" وہ انگارے چباتی چلی گئی تھی اور مکتوم نے چہرہ جھکا لیا تھا وہ تو پہلی بار دل سے یوں بے

اختیار ہوا تھا کہ ایک ممتا کا سہارا ملتے ہی بکھر گیا تھا ورنہ تو ہمیشہ اپنے آپ کو قابو میں رکھتا تھا۔

"میرے بس میں ہوتا اگر تو میں اس لڑکی کی زبان کاٹ ڈالتی نجانے کس بدبخت نے اسے پٹی پڑھائی ہے۔" میراں بی بی اپنی بیٹی پر پھنکار رہی تھیں۔"

نہیں تائی ماں سب کو اپنی مرضی سے کہنے سننے کا حق ہوتا ہے شاید وہ بھی غلط نہیں کہتی آخر کچھ تو ہو جو میرا۔۔۔۔۔۔۔

"بس کرو مکتوم شاہ کس ناھنجار کی باتوں کو دل پر لے رہے ہو۔۔۔ جاؤ جا کر بات سنو۔" وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو کوستی ہوئی چلی گئیں اور وہ سلیپر پہن کر باہر نکال آیا۔۔۔ دل کا کچھ غبار کم ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

----*---------------------------*-----------------

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے لاہور آئے ہوئے ہفتہ ہو چکا تھا ان شادیوں کے فوراً بعد ہی اسے سی ایس ایس کے پیپر دینا تھے اسی لئے وہ مکمل یکسوئی سے تیاری میں لگا ہوا تھا کیوں کہ اسے پتہ تھا ایسے ھنگاموں میں حویلی میں رہ کر تیاری ھر گز نہیں ہو سکے گی لیکن اس ایک ہفتے میں میراں بی بی نے کئی بار اسے آنے کے لئے کہا تھا پیر سائئ بھی اس کی کمی محسوس کر رہے تھے اس کا ارادہ مہندی مایوں والے دن جانے کا تھا لیکن پیر سائئ کے اصرار پر اسے تین چار روز قبل واپسی کی راہ لینی پڑ رہی تھی اور وہ ہمیشہ کی طرح سب کے درمیاں جاتے ہوئے اپنے صبر و برداشت کو مظبوط تر کرنے کی کوشش کر رہا تھا آج موسم خاصا خنک سا ہو رہا تھا اور لاہور سے دیر سے نکلنے کی وجہ سے حویلی پہنچتے ہوئے کافی گہری شام راستے میں بجھ گئی تھی اور اس گہری شام کے رستوں کو ٹھنڈے بادلوں کے آنسو بھگو گئے تھے اسلام آباد سے اس کے گاؤں تک بارش نے اس کا بھرپور ساتھ دیا تھا اور وہ اس سفر کو تنہا ہونے کی وجہ سے سکون

www.novelsclubb.com

سے طے کر آیا تھا اپنے انتظار میں محو میراں بی بی اور بی بی جان کی بے چینی کا بری طرح احساس تھا۔

"اس لئے اتنے پر خطر راستوں کے باوجود گاڑی تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا اور سچ مچ اتنی شدید سردی کے باوجود اندرونی مین گیٹ کے پاس متفکر کھڑی نظر آئیں تھیں۔

"وہ گیراج میں گاڑی پارک کر کے بارش کی بوچھاڑ سے بچتا ان تک آیا تھا۔

"بسم اللہ"۔ انہوں نے اسے دیکھتے ہی خالصتاً ماؤں والا جملہ بے ساختہ کہا تھا اور وہ ان کے سامنے جھک گیا تھا کیوں کہ وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ پھیرنے کے بعد ماتھے پر پیار بھی کرتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اس لئے کہتی ہوں جس روز حویلی آتے ہو شہر سے جلدی نکلا کرو اتنا سفر ہوتا ہے دیر ہو جاتی ہے۔"

آپ کیسی ہیں؟ پیر سائیں اور بی بی جان کہاں ہیں؟ وہ ان کے ہمراہی میں اندر آتے ہوئے پوچھ رہا تھا ہال کمرے سے ڈھولک کی آواز اور لڑکیوں کے "ماہیے" اور ٹپے" باہر تک سنائی دے رہے تھے میراں بی بی کے قدم ہال کمرے کے باہر تھم گئے تھے۔ "اندر جاؤ" انہوں نے اسے اشارہ کیا تھا۔

میں؟

"ہاں تم"

لیکن تائی ماں۔۔۔۔

"ارے پگلے اپنی ہی لڑکیاں ہیں کونسی غیروں کی ہیں۔ وہ ان کے اصرار پر اکا جھ گیا الجھ گیا تھا وہ اسے لڑکیوں کے اس جنگل میں بھیج رہی تھیں جس کی قیامت خیزیاں باہر تک سنائی دے رہی تھیں۔

"اب کب تک کھڑے رہو گے اتنی سردی ہے باہر"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

انہوں نے اسے اندر دھکیل ہی دیا تھا اور اندر سے شگوفے اور شرارے یکدم تھم سے گئے تھے. ڈھولک پر تھاپ لگانے والی شہرزاد کی ماموں زاد اور کامران کی بہن کا ہاتھ فضا میں ہی رہ گیا تھا وہ سب پر ایک سرسری سی نظر ڈال کر پلٹنے والا تھا جب نظریں پلٹنے سے انکاری ہو گئیں تھیں دوسری طرف بھی یہی حال تھا۔

پھپو! اس کے لہجے میں خوش کھنکی تھی۔

"مکتوم میری جان"۔ وہ والہانہ آگے بڑھیں اور اس کے چوڑے وجود کو اپنی ممتا بھری اغوش میں سمانے کی کوشش کی تھی اور اسے گلے لگا کر اس کے بالوں پر ماتھے پر پیار کرتے ہوئے رو پڑی تھیں وہ اسے جب بھی دیکھتی تھیں خیام شاہ کا سراپا یکدم آنکھوں میں بس جاتا تھا وہ ان کی منہ بولتی تصویر تھا وہی قد کاٹ وہی رنگ و روپ وہی نین نقوش وہی لب ولہجہ بس فرق تھا تو اتنا کہ خیام شاہ کے ہر انداز میں ہر بات میں استحقاق ہوتا تھا لیکن مکتوم ہر استحقاق سے خالی دستبردار نظر آتا تھا دل کے ہاتوں بے اختیار جذبات اور دلی خواھشات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اگر وہ ذرا بھل

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جاتا تھا خوش ہو جاتا تھا تو تھوڑی دیر کوئی زہر احساس کے سمندر میں اتر کر پورے سمندر کو زہر زہر کر دیتا تھا۔ ابھی بھی وہ بہت خوش تھا۔

"لالا سائیں ہم بھی پڑیں ہیں راہوں میں۔" زرش اور سحرش دونوں بیک وقت خفگی سے بولی تھیں کیوں کہ وہ مومنہ پھپھو سے نظر اور دھیان ہٹا نہیں رہا تھا۔

پھپوان پاگلوں کو بھی لے آئیں؟" وہ ذرا خوش گوار موڈ میں انہیں تنگ کرنے کے لے بولا تھا اور وہ منہ پھلا گھورنے لگی تھیں پھر یکدم ہنستی ہوئی دونوں آکر اس کے کندھے سے لگ گئیں تھیں۔ اور شہر زاد کی تمسخرانہ نگاہیں اس کی خوشی کو پھر سے نگل گئیں تھیں ڈھولک پر تھاپ پڑنا شروع ہو گئی تھی۔

میریا جی ماہیا جانی www.novelsclubb.com

وے کیارے فصلاں دے

لا کے ہٹ جانا جانی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اے کوئی کم نئ اصلاں دے

میریاں جی ماہیا جانی

وے کیارے تھوماں دے

لا کے ٹر جانا جانی

اے کوئی کم نئ قوما دے

"مکتوم ان چیزوں سے انجان اور بے خبر ہونے کے باوجود اصلاں (اصل، نسل) اور قوماں (ذات پات) کے طعنے کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا اس نے لڑکیوں کے ساتھ مل کر جان بوجھ کر اس کی موجودگی میں یہ ٹپے گاۓ تھے لیکن پھر بھی شہر زاد اپنا کام نکال چکی تھی وہ اس کی طنزیہ اور تمسخرانہ نظریں دیکھ چکا تھا۔

ابھی وہ کوئی اور تیر چھوڑنے والی تھی مکتوم پلٹ کر باہر نکل گیا وہ اپنی فتح مندی پر اکیلی ہی کھلکھلا کر ہنسی تھی اس نے مکتوم شاہ کی خوشی کو آگ میں جھونک دیا تھا وہ

باقی کا وقت بھی مومنہ پھپھو کے پاس کمرے میں بیٹھا رہا مگر وہ پہلی سی خوشی واپس نہیں آئی تھی سینے میں جلن کا احساس ہو رہا تھا اور جلن ایسی تھی جس کا مرھم نہیں مل رہا تھا۔

_______________*_________________*___________

پھول کہاں ہیں؟ اس نے ہال کمرے میں رکھی مہندی کی پلیٹوں کو دیکھ کر کہا تھا کیوں کہ ابھی تک سارے فنکشن کی تیاری میں صرف پھول نظر نہیں آئے تھے باقی سب کچھ موجود تھا سب لڑکیاں اپنے اپنے کمروں میں تیار ہو رہی تھیں۔

"مکتوم لالا کہہ رہے تھے دس پندرہ منٹ تک پھول پہنچ جائیں گے تم یوں کرو ایک بار پھر انہیں یاد دہانی کروادو۔" حمرا نے پاس سے گزرتے ہوئے اطلاع فراہم کی تھی۔

"یہ آپ کے مکتوم لا۔۔۔۔۔۔لا ملیں گے کہاں؟ اس نے صاف طنز کیا

"اپنے بیڈروم میں۔" حمرا بولی

کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو نبیلہ_عزیز

قسط_7

"بیڈروم کے علاوہ کوئی جائے پناہ جو نہیں ہے"۔ وہ منہ کے زاوے بگاڑتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی اور ہمیشہ کی طرح دروازہ زور سے کھول کر بے دھڑاک اندر داخل ہوئی تھی لیکن اندر داخل ہو کر احساس ہوا کہ کسی بھی مرد کے کمرے میں عورت کو اور کسی بھی عورت کے کمرے میں مرد کو یوں بے دھڑک اور بنا اجازت نہیں جانا چاہیے وہ پہلی بار مکتوم شاہ کے سامنے شرمندہ ہوئی تھی اور جھجک

www.novelsclubb.com

بھی آڑے آگئی تھی اور وہ تیزی سے رخ موڑ کر شرٹ اٹھا چکا تھا وہ بھی مہندی کے فنکشن میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔

"جی فرمایئے" وہ شرٹ کے بٹن گریبان تک بند کر کے اس کی طرف پلٹا تھا۔

وہ۔۔۔۔۔۔۔وہ ابھی تک پھول نہیں آے؟

وہ پھول حویلی کے مردان خانے میں رکھے ہیں وہ آدمی دے گیا ہے آپ ملازمہ کو بھیج کر منگوا لیجیے۔اور شہر زاد اس کے کمرے سے تیر کی طرح نکل گئی تھی بس اتنی سی بات کے لئے اتنی شرمندگی اٹھائی ذرا صبر کر لیتی تو نظر تو نیچی نہیں ہوتی پھول تو آجانے تھے چاہے دیر ہی سے سہی۔اس نے دل ہی دل میں خود کو لعنت ملامت کی اور آئیندہ ایسا کوئی دھڑلا دکھانے سے توبہ کر لی تھی اور پھر خود بھی تیار ہونے چلی گئی تھی۔ خزینہ اور طلال ایک ہی گڑھے کی مچھلیاں تھے جبکہ توقیر شاہ اکیلے تھے

ان کی شادی ساتھ والے گاؤں میں ان کی خالہ کی بیٹی سے ہو رہی تھی جس کے ساتھ وہ بچپن سے منسوب تھے مہندی کی رسم بہت دھوم دھام سے ہوئی تھی۔

شہر۔۔۔۔۔۔زاد۔۔۔۔۔۔خزینہ اور زرش بیک وقت اسے دیکھ کر مبہوت رہ گئی تھیں نیوی بلیو اور رائل بلیو کمبی نیشن کے انتہائی قیمتی اور نفیس سے ڈریس میں ملبوس ہلکے سے میک اپ کا ٹچ دیے وہ گھنے گھنگریالے بالوں کے ساتھ کچھ اور ہی غضب ڈھا رہی تھی اس کے تیکھے نین نقوش اور سیاہ چمک دار گردن کا احاطہ رکھنے والے بال سادگی میں بھی بے پناہ دلکش لگتے تھے لیکن آج تو ان کی چھب ہی نرالی تھی۔

ارے مجھے تو لگتا ہے ارمغان لالا بھی شادی کی ضد آج ہی کر بیٹھیں گے۔" خزینہ اور طلال کی شادی کل تھی اسی لئے خزینہ اپنے آپ کو چادر میں چھپا کر آج برات میں شریک ہو رہی تھی کیوں کہ گھر پہ تنہا رہنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا وہ بھی توقیر شاہ کی شادی کا ہلا گلہ دیکھنا چاہتی تھی۔

"ارے شادی کی ضد تو بعد میں کریں گے پہلے پہلے اسے دیکھتے ہی بے ہوش ہو نگے ویسے ارمغان لالا کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔

سٹوپڈ اب بس بھی کرو ابھی ایسا اوٹ پٹانگ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں بیٹھے بٹھائے رشتہ داریاں بنانے سے مجھے چڑ ہوتی ہے۔"

"شہزاد کو خوامخوا ارمغان شاہ کے ساتھ نتھی ہونا اچھا نہیں لگ رہا تھا کیوں کہ ابھی یے بات بڑوں کے درمیان تھی اور ابھی تک باہر نہیں نکلی تھی۔"

"یہ وقت بتے گا خیر تم جاؤ ہم آجاتے ہیں۔" خزینہ اور زرش کمروں کی طرف چلی گئیں اور شہزاد بھی راھداری کا کونا مڑ چکی تھی لیکن اگلے ہی پل آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا اور مکتوم شاہ اپنے مظبوط ہاتھ سے اس کا نازک گداز بازو تھام کر اسے گرنے سے بچا گیا تھا۔۔۔

شہزاد کو زیادہ تکلیف ناک کی چوٹ سے ہوئی تھی اس نے ناک پہ ہاتھ رکھے رکھے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور اسے دیکھ کر غصہ عود کے آیا تھا لیکن مکتوم شاہ کے چہرے کے تاثرات اور ہاتھ کی مظبوط گرفت سے ٹھٹکا گئی تھی اس کی آنکھوں میں جلا دینے والی برف جمی تھی شہزاد نے کبھی برف میں آگ نہیں دیکھی تھی لیکن آج وہ مکتوم شاہ کی آنکھوں میں برف اور آگ کو ایک ساتھ دیکھ رہی تھی اور وہ اسے ایک طرف دھکیل کر دوسری سمت چلا گیا تھا۔

"شہری کیا ہوا یہاں کیوں کھڑی ہو؟" عبیر شاہ اور نومیر شاہ وہاں سے گزرے تو اسے منہ پہ ہاتھ رکھا دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا تو اس کی ناک سے خون بہتا ہوا دکھائی دیا۔

www.novelsclubb.com

"اونو یہ۔۔۔۔۔۔۔کیا ہے؟" عبیر شاہ نے فوراً رومال نکال کر اس کی طرف بڑھایا تھا وہ چار بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی اور ان چاروں کو ہی بہن سے بہت پیار تھا۔ عبیر

WWW.NOVELSCLUBB.COM

شاہ اور نومیر شاہ جڑواں تھے اور دونوں ہی تعلیم کے سلسلہ میں امریکا ہوتے تھے ابھی بھی اپنے بڑے بھائی کی شادی میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔

"تم لوگ یہاں کیوں کھڑے ہو؟ندرت چچی پاس سے گزری تو دیکھ کر ٹھہر گئیں۔

"شہری کو چوٹ آئی ہے"۔وہ اسے لیکر ڈرائنگ روم میں آ گئے تھے اور باہر زرش اور مومنہ پھپو مکتوم سے اس کی قمیض پر لگے لپ سٹک کے نشان کے بارے میں استفسار کر رہی تھیں۔

"پھپو میں ایسی ویسی چیزوں سے کوئی دل چسپی نہیں رکھتا۔"

"ایسی ویسی چیزوں سے مطلب؟زرش تنگ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اس چیز کو استعمال کرنے والی۔"وہ لپ سٹک کے نشان کی طرف اشارہ کر کے چلا گیا تھا اور دونوں ماں بیٹی ہنس پڑی تھیں۔

"بار بار لوگوں کے استفسار اور ذو معنی باتوں سے بچنے کیلئے وہ کپڑے ہی چینج کر آیا تھا اور کپڑے تو شہر زاد کو بھی چینج کرنے پڑے تھے کیوں کہ ان پر خون کا دھبا لگ چکا تھا لڑکیوں کو کافی افسوس ہوا تھا اس نقصان پہ۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔،۔۔*۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شادیوں کے ہنگامے سرد پڑے تو تو زندگی معمول پر آتی چلی گئی تھی مکتوم سی ایس ایس کے اگزیم دے چکا تھا اور اب مکمل طور پر فارغ تھا اور اس کا پہلا مشن وحید کاظمی سے ملاقات کا تھا جو اس کے لئے امریکا دریافت سے کم نہیں تھا لیکن یہی امریکا اسے مکھن میں بال کی طرح دریافت ہو گیا تھا وہ اسلام آباد کے ایک ہسپتال کے پارکنگ لاٹ سے اپنی گاڑی نکال رہا تھا جب گاڑی پچھلی گاڑی کے بمپر سے ٹکرا گئی تھی اور غلطی بھی پیچھے والے ڈرائیور کی تھی جو اگلی گاڑی کو بیک ہوتا دیکھ کر بھی گاڑی آگے لا رہا تھا اپنی گاڑی کا کوئی نقصان تو نہیں ہوا؟ یہی دیکھنے کے لئے وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

گاڑی سے اتر آیا تھا گاڑی پر ڈینٹ پڑ گیا تھا وہ تلملا کر دوسری گاڑی کے ڈرائیور کے پاس آیا تھا۔

"آپ گاڑی دیکھ کر نہیں چلا رہے؟ لہجہ سخت تھا لیکن سامنے نظر پڑتے ہی ساری سختی ہوا ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔صورت دونوں کو جانی پہچانی لگ رہی تھی وحید کاظمی نگاہیں اس کے خدوخال سے الجھ گئی تھیں۔

"آپ۔۔۔۔۔آپ وحید انکل؟ وہ بے یقین سا کھڑا تھا زبان بے ربط ہو گئی تھی۔

"تم خیام شاہ کے بیٹے ہو؟ وہ بھی گاڑی سے اتر آئے تھے مکتوم نے ان کو تصویروں میں خیام شاہ کے ساتھ دیکھا تھا اور دھندلی سی شناخت ہوئی تھی یہی حال وحید کاظمی کا بھی تھا انہوں نے بھی خیام شاہ کے نین نقوش ذرا مشکل سے کھوجے تھے اور پھر دونوں ہی بڑی خوشی اور گرم جوشی سے بغل گیر ہوئے تھے وحید کاظمی نے باقاعدہ اس کے ماتھے پر پیار کیا تھا آنکھیں بڑی تیزی سے نم ہوئی تھیں۔

"مکتوم جلدی آؤ دیر ہو رہی ہے "گاڑی میں بیٹھے فیروز شاہ نے کہا۔

چچا سائیں۔۔۔۔۔۔وحید انکل۔۔۔۔۔۔۔وحید کاظمی۔"اس نے لپک کے بے ربط سے الفاظ میں کہا اور گاڑی سے اترتے فیروز شاہ وحید کاظمی کو دیکھ کر حیران رہ گئے انہوں نے مدّت بعد ایک دوسرے کو دیکھا تھا بہت سال پہلے وحید کاظمی خیام کے ساتھ چند روز گاؤں میں گزرنے آئے تھے اور خیام نے اپنے اکلوتے دوست کی آؤ بھگت کی تھی یوں سارے بھائیوں سے جان پہچان ہوئی تھی اور اب اتنے سال بعد؟

__________*________________________*_____________

"میری اور خیام کی دوستی کالج میں پہلے دن ہی ہو گئی تھی شاید یہ ہماری ذہنی ہم اھنگی تھی کہ ہمیں اجنبیت کا احساس ذرا بھی نہیں ہوا تھا ہم دو چار دنوں میں ہی بے تکلف ہو گئے تھے اور یہ ہماری بے تکلفی ہی تھی کہ میں اسے اپنی منگیتر کی باتیں

سنانے لگا وہ میری باتیں دل چسپی سے سنتا تھا کیوں کہ اس نے خود کبھی کسی لڑکی میں انٹرسٹ نہیں لیا تھا لیکن ہماری سب سے کم عمر کلاس فلیور وحانہ مجید اسے ایسی بھائی کہ وہ ہواؤں میں اڑنے لگا تھا روحانہ مجید نقاب لیتی تھی اور وہ اس کی آنکھوں پر فدا ہو گیا تھا لیکن جب اسے اپنانے کی خواہش ہوئی تو اپنے قبیلے اور اصولوں کو سوچ کر پریشان ہو گیا۔

"مجھے نہیں لگتا روحانہ مجید میری زندگی کا حصّہ بنے گی"

"کیوں؟ مجھے اس بات کی وضاحت چاہیے تھی"

"باباسائیں اور لالاسائیں میرا سر کاٹ دیں گے خاندان سے باہر کی عورت لانا اور وہ بھی شہر سے۔۔۔۔ توبہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے انداز میں قطعیت ہوتی تھی۔

"یار وہ لوگ تم سے بہت پیار کرتے ہیں مان جایں گے۔" میں نے سمجھایا تھا۔

"وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں کوئی شک نہیں لیکن مجھ سے زیادہ پیار اپنے اصولوں اور رسم ورواجوں سے کرتے ہیں۔" وہ ابھی بھی انکاری تھا۔

"ویسے میں نے تو سنا ہے قبائلی لوگ بیٹوں کے معملے میں بڑے آزاد خیال ہوتے ہیں اور بیٹیوں کے معملے میں بڑے سخت اور تنگ نظر ہوتے ہیں۔" میں نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا اور وہ میرا ڈر بھانپ گیا تھا اسی لئے ہنس پڑا۔

"یار لوگوں کی باتیں ہیں سرف ورنہ اپنی ناک اور پگڑی اونچا رکھنے کے لئے بیٹی اور بیٹا دونوں کو چھری تلے رکھنے سے گریز نہیں کرتے۔ وہ سخت جھنجلایا ہوا تھا رات بھر اس نے میرا سر کھائے رکھا اور صبح تک میں زچ ہو چکا تھا اسے مختلف آئیڈیاز بھی دیے مگر وہ کسی طور نہ مانا لیکن اگلے دو روز تک معملہ بلکل ہی الٹ ہو جائے گا ہمیں اندازہ نہیں تھا روحانہ مجید کا لج سے غائب تھی میں نے اس کے کہنے پر خفیہ انداز میں ایک لڑکی سے اس کی غیر حاضری کا پوچھا تو پتہ چلا کہ اس کے والد کا شدید ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور وہ ہسپتال میں ہیں روحانہ کی والدہ تو پہلے ہی حیات نہیں تھیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اب باپ کی حالت اسے پاگل کر گئی تھی ہم ہمت کر کے عیادت کو چلے گئے اور پھر مسلسل پانچ روز خیام نے مجید نیازی کی خوب خدمت کی روحانہ کا کوئی بہن بھائی اور رشتہ دار نہیں تھا وہ اکیلی تھی اور اس اکیلے پن میں خیام شاہ کا ساتھ پا کر مظبوط ہو گئی تھی۔

"ویسے بھی وہ دو سال سے خیام شاہ کی خاموش محبت کو محسوس کرتی آ رہی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ تین چار دنوں میں اسے اپنے قریب سمجھنے لگی تھی لیکن ایکسیڈنٹ کے دو ہفتے بعد مجید نیازی کی موت اسے توڑ گئی تھی اور مجھے بھی ایسا لگا تھا خیام کو اس کا ساتھ دینا چاہئے عمر بھر کا ساتھ۔۔۔۔۔۔اور پھر میرے مشورے اور اصرار پر وہ اس سے شادی کے لئے راضی ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"میں جانتا تھا کہ وہ دل سے ایسا ہی چاہتا ہے مگر گھر والوں کا سوچ کر رک جاتا ہے لیکن جب میں نے کہا کہ دل تیرا ہے، زندگی تیری ہے، فیصلہ بھی تیرا ہونا چاہیے تو وہ کچھ بہل سا گیا تھا اور ایک شب دونوں کی رضامندی سے ان کا نکاح ہو گیا تو ہوا تھا

لیکن اس نے شوق سبھی پورے کیے تھے روحانہ کے لئے زیوارات اور عروسی لباس خریدا، میں نے اپنا فلیٹ ان کے لئے ڈیکوریٹ کر دیا کیوں کہ روحانہ کے والد صاحب کرائے کے مکان میں رہ رہے تھے اور اب وہ مکاں چھوڑنا تھا اسی لئے وہ دلہن کو اپنے شہر والے بنگلے پر بھی نہیں لے جا سکتا تھا کہ کہیں بابا سائں اور لالا سائں چھاپہ ہی نہ مار دیں یا پھر ملازم کچھ اگل دیں اسی ڈر سے وہ دلہن کو میرے گھر لے گیا چند روز روحانہ کو وہیں رکھنے کا ارادہ تھا کیوں کہ وہ اس کے لئے کوئی فلیٹ ڈھونڈ رہا تھا لیکن اتنی جلدی کوئی فلیٹ تو نہ ملا البتہ ہوسٹل میں کمرہ مل گیا روحانہ ابھی بھی کالج میں پڑھ رہی تھی اسے ہوسٹل میں چھوڑنے کے بعد وہ گاؤں چلا گیا اس کا ارادہ تھا کہ بھائیوں اور بہن کے زریعے ماں باپ کو روحانہ کے لئے موم کر لے گا۔

"لیکن حویلی جا کر پتہ چلا بھابی میکے گئی ہوئی ہیں اور بہن کے امتحان ہو رہے ہیں وہ شہر آنے جانے اور امتحان کی تیاریوں میں مصروف ہے اس لئے ڈسٹرب نہیں کیا

اور واپس اگیا لیکن واپس آ کر یہ بھی بتایا کہ باباسائں نے کوئی فیصلہ کیا ہے جو شاید دوسری پارٹی کو ناگوار گزرا ہے اس لئے زندگی میں پہلی بار وہ اپنے فیصلے سے انحراف ہونے کی وجہ سے بپھرے ہوئے تھے اور کچھ عرصہ ان سے بھی بات کرنے کا کوئی امکان نہیں، لہٰذا فلحال چپ ہی بہتر ہے اسی دوران کچھ مہینے گزر گئے۔ لیکن جیسے ہی روحانہ کی پرگننٹ ہونے کی خبر ملی تو وہ گھبرا گیا اور اس گھبراہٹ پر روحانہ بھابی اور میں پریشاں ہو گئے۔

"کیوں تمہیں بچے اچھے نہیں لگتے؟ ارے یار بچے میری جان ہیں میں لالا سائیں کے بچوں کو اتنا پیار کرتا ہوں کہ وہ روپڑتے تھے یہ تو۔۔۔۔یہ اپنا جگر گوشہ ہو گا اپنے سینے پر کھیلے گا لیکن یار ڈرتا ہوں کے باباسائیں اور لالا سائیں میرا سینہ اس قابل ہی نہ چھوڑیں کہ۔۔۔۔۔۔۔

"بکواس بند کرو جاؤ کل ہی حویلی کے حالات دیکھو بھابی وگیرہ سے بات کرو۔" میں نے اسے جھڑک دیا تھا اور وہ اگلے ہی روز حویلی چلا گیا تھا ان دونوں مخالف پارٹی

کے ساتھ آپ کے آپ کے حالات کافی خراب تھے اور انہی دنوں میں اپنے گھر والوں کے ساتھ کینیڈا جا رہا تھا اچانک ہی ہمارے ٹکٹ کنفرم ہو کر آ گئے تھے یوں بہت جلد مجھے پاکستان کو الوداع کہ دینا تھا لیکن اس کے جاتے ہی روحانہ بھابی کی طبیعت خراب ہو گئی انہیں سردی لگ گئی تھی اور مجھے ان کے وارڈن نے بلایا میں نے فوراً حویلی فون کیا اور خیام کو بلا لیا۔

"خیریت تو ہے؟ اس کی متفکر الجھی الجھی پریشان سی حالت دیکھ کر میں قریب بیٹھ گیا وہ راہداری میں رکھے بینچ پر بیٹھا تھا۔

"باباسائیں اور لالا سائیں نے شمشاد کو فیصلہ سنایا ہے کہ مخالف پارٹی کو خون بہا میں اپنی بیٹی دیدیں لیکن شمشاد کسی بھی صورت اس فیصلہ کو ماننے کو تیار نہ تھا۔

"کیوں وہ کیوں خون بہا دینا نہیں چاہتا جبکہ اس کے بیٹے سے قتل بھی ہوا ہے؟ میں مسلہ جانتا تھا۔

"ہو سکتا ہے اسے اپنی بیٹی بہت پیاری ہو بہت لاڈلی ہو اور تم جانتے ہو اپنی پیاری اور لاڈلی چیز کسی دوست کو دینے کا دل نہیں چاہتا یہ تو پھر دشمن کو دینے کی بات ہے۔" اسے شمشاد خان کا احساس سب سے زیادہ تھا۔

"وحید تم یقین نہ کرو گے جب سے مجھے باپ بننے کا احساس ہوا ہے میں کتنا خوش اور حساس ہو گیا ہوں ہر ماں باپ اور اولاد کے جذبات کی سمجھ آگئی ہے اور سچ پوچھو تو میں باباسائیں اور لالاسائیں کے اس سنگدلانہ فیصلہ سے ذرا خوش نہیں ہوں لیکن جو کچھ حالات ہیں انہیں سمجھانا بہت مشکل ہے۔

"پھر کیا ہو گا؟ میں بھی متفکر ہو گیا تھا اور اندر روحانہ بھابی کو ہوش آ گیا تھا۔

"جو کچھ ہو گا میں تمہیں صبح بتاؤں گا۔" وہ کہہ کر اندر چلا گیا رات ان کو ہسپتال میں رکھنے کے بعد ڈاکٹر نے ڈسچارج کر دیا تھا اور بیڈ ریسٹ بتایا تھا ان کو دوبارہ ہوسٹل

چھوڑا اور وارڈن کو بھاری رقم دے کر ان کا خیال رکھنے کی تاکید کی اور اس کے بنگلے اور آ گئے۔

"میں اپنا سارا بینک بیلنس تمھارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر رہا ہوں اور یہ روحانہ کے کچھ زیورات بھی تمھارے لاکر میں رکھوا رہا ہوں اس کے علاوہ جو چند روز پہلے تم نے مجھے بنگلا دکھایا تھا وہ میں خریدنا چاہتا ہوں آج اور ابھی۔اس نے اپنا لاکر کھول کر سب کچھ میرے سامنے رکھ دیا اور میری حالت عجیب سی ہو گئی۔

"یہ سب کیا ہے کیوں کر رہے ہو؟"

"دیکھو کاظمی میرے لالا سائیں کو میرا اعتبار نہیں ہے وہ سمجھتے ہیں میں انہیں تنہا کر کے بھاگ رہا ہوں ان کی پشت خالی کر رہا ہوں لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ مجھے ان سے بڑھ کر کچھ عزیز نہیں۔میں تو انہیں ابھی تک بس اس لئے سمجھا تا آ رہا ہوں کہ ایک بیٹی کا معملہ ہے اور کبھی کبھی بیٹیاں بیٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہو جاتی ہیں وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس بات کو انا کا مسلہ نہ بنایں لیکن وہ نہیں مانے بہر حال میں انہیں تنہا تو نہیں چھوڑ سکتا تھا نا؟"اسی لئے مجھے کال واپس گاؤں جانا ہے کوئی پتہ نہیں کب گولہ باری شروع ہو جائے اور کب قضا آجائے ہمارے علاقے میں زندگیوں کے کھیل ایسے ہی کھیلے جاتے ہیں اب دیکھو ہمارا کیا بنتا ہے بہر حال اپنے بیوی بچے کے تحفظ کے لئے میرے پاس جو کچھ بھی ہے چھوڑ کر جا رہا ہوں معملہ سلجھ گیا تو آجاؤں گا تم سے سب کچھ لے لوں گا اور اگر نا اسکا تو تم یہ امانت میری بیوی بچے تک پہنچا دینا لیکن یاد رکھنا یہ امانتیں میری بیوی روحانہ کو دینی ہیں یا پھر میرے بچے کو۔اس نے بریف کیس میرے سامنے رکھ دیا تھا اور پھر ایک دن کے اندر اندر اس نے ہزاروں کام نپٹا ڈالے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ایک بات تو بتاؤ یہ اتنے زیور اور روپے آے کہاں سے ؟میں پوچنے پر مجبور ہو گیا تھا وہ ہسنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

#کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو نبیلہ_عزیز

قسط_8

پیدائشی اور جدی پشتی رئیس زادہ ہوں اور دوسری بات یہ کہ فضول خرچ نہیں ہوں جو کچھ دیکھ رہے ہو یہ میری جیب خرچ سے ہے۔" وہ اپنی سمجھداری پر کالر کھڑے کر رہا تھا اور مجھے اس کی یہ سمجھداری اچھی لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن خیام یہ سب تم روحانہ بھابی کے حوالے بھی تو کر سکتے ہو؟ میں نے بالآخر کہہ ہی دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یقیناً کر سکتا ہوں لیکن وہ ابھی اپنے آپ کو اس قابل اور بہادر نہیں سمجھتی ہوسٹل میں کافی بور ہو چکی ہے بنگلے کی تعمیر کا کام تو تقریباً ختم ہو ہی چکا ہے بہت جلد اسے وہاں شفٹ کر دیں گے اور ہاں تم ذرا جلدی پاکستان کا چکّر لگانا۔" ائیر پورٹ تک وہ مجھے سی آف کرنے آیا تھا اور اس کے کہنے کے مطابق وہ مجھ سی آف کرنے کے بعد ہوسٹل گیا تھا روحانہ بھابی سے ملنے وہ پھول اور گفٹ لینے گیا تھا کل سے ذرا بہتر ہو چکی تھیں اور گاؤں جانے سے پہلے وہ انہیں بھی کچھ تاکیدیں کر گیا تھا اور اپنے والٹ سے پچاس ہزار کی رقم بھی دے کر گیا تھا یعنی وہ گاؤں جانے سے پہلے اپنی ہر چیز دے گیا تھا حتیٰ کے وہ اپنے گلے کی چین اسے پہنا کر چلا گیا تھا یہ ساری باتیں اس نے مجھے آخری کال میں بتایں تھیں اور اس کے بعد میرا کسی سے کوئی رابطہ نہیں ہو سکا ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

" پیر سائیں اور احمد شاہ ہچکیوں سے رو رہے تھے خود وحید کاظمی کے آنسو رخسار پر پھسل چکے تھے مردان خانے میں مکمل سکوت تھا حویلی کے تمام مرد اندر موجود

تھے اور خیام شاہ کے دوست کی باتیں سننے کے لئے مردان خانے کی جالی کے ساتھ کھڑی عورتیں بھی روپڑی تھیں اور شہر زاد جو مکتوم کی اصلیت جاننے کے لئے ایکسائیٹڈ ہو رہی تھی اس کی اصلیت جان کر دم بخود رہ گئی تھی۔

"بیٹا میں تم سے شرمندہ ہوں تمہارا مجرم ہوں مجھے معاف کر دو یہ تمھاری امانتیں جلدی نہیں لوٹا سکا مگر ان کی حفاظت اپنے مال سے بھی زیادہ کی ہے۔" وحید کاظمی مکتوم سے درخواست کر رہے تھے جو پتھر کے مجسمے کی طرح ساکت بیٹھا تھا۔

"دیکھو بیٹا میں یہاں سے جاتے ہی مشکلات میں گھر گیا تھا میرے ماں باپ نے میری شادی کر دی تھی مجھے اپنا گھر بنانا تھا اپنے بیوی بچوں کا بوجھ اٹھانا تھا لیکن ان لوگوں کو میرا بوجھ اٹھانا پڑ گیا میری ٹانگوں میں فریکچر ہو گیا تھا دو سال اس تکلیف میں گزر گئے انڈیا سے علاج کروانا پڑا پانچ سال بعد پاکستان آیا اور سب سے پہلے روحانہ بھابی سے ملنے کی کوشش کی کیوں کہ خیام کی زندگی کی امید تو میں پانچ سال پہلے ہی ختم چکا تھا اگر وہ زندہ ہوتا تو مجھ سے رابطہ ضرور کرتا ہوسٹل گیا تو پتہ چلا

وارڈن نے روحانہ بھابی کو نکال دیا ہے اب نجانے وہ کہاں تھیں البتہ وارڈن کے خیال میں وہ اپنے سسرال چلی گئیں تھیں اور یہ سن کر مجھے اندر ہی اندر تسلی ہوئی تھی پھر تقریباً دس سال بعد میں واپس آیا اور یہاں حویلی میں بھی آیا مکتوم کے بارے میں پتہ چلا تو خوشی ہوئی تھی لیکن روحانہ بھابی کی وفات کا سن کر افسوس ہوا تھا اس روز آپ لوگ کسی شادی میں شرکت کے لئے پشاور گئے ہوئے تھے مجھے مایوس لوٹنا پڑا اور تب سے اب تک میری بیوی بیمار ہے جس کے بعد مجھے کسی چیز کا ہوش نہیں رہا بچوں کی دیکھ بھال، کاروبار کی دیکھ بھال، بیوی کا علاج وغیرہ اس لئے اتنی تاخیر ہوئی پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔۔۔وہ نادم ہو رہے تھے اور مکتوم کے تاثرات ہنوز پتھر تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ تمھارے ماں باپ کا نکاح نامہ، یہ نکاح کے دن کی تصویریں، یہ کاغذات ۔۔۔۔۔۔۔لیکن مکتوم کے پتھر مجسمے جان پڑ گئی تھی اسے صرف تصویریں اور نکاح نامہ دکھائی دے رہا تھا اور کسی چیز کی طلب نہیں تھی۔

"یہ خیام کی پرسنل ڈائریاں اور یہ تمھارے بنگلے کے پیپر ہیں جب اس نے یہ بنگلا خریدا تھا تب تکمیل کے آخری مراحل میں تھا اب یہ ایک مکمل تیار شدہ بنگلہ ہے میں جب بھی پاکستان آتا تھا بنگلے کی دیکھ بھال ضرور کرتا تھا اور ایک چوکیدار بھی رکھا ہوا تھا اب تم مالک ہو جو چاہو کر سکتے ہو۔"

"وحید کاظمی سب کچھ اسے تفصیل سے بتا رہے تھے اور مکتوم دل دل میں اللّٰہ کے حضور سجدہ میں گر گیا تھا اور باہر کان لگائے کھڑی عورتوں کے سنگ شہر زاد جھاگ کی طرح بیٹھ گئی تھی مکتوم کو آئینہ دکھاتے دکھاتے خود آئینہ دیکھ چکی تھی کہ مکتوم کے باپ نے اس کے باپ (پیر سائیں) پر جان واری تھی الٹا وہ لوگ مکتوم کے مقروض نکلے تھے حساب کتاب کرنے بیٹھے تھے الٹا لینے کے دینے پڑ گئے

www.novelsclubb.com

۔۔۔۔۔۔اور آج ایک بار پھر خیام شاہ کی جواں مرگ پہ حویلی کی ہر آنکھ اشک بار تھی ہر دل میں درد نئے سرے سے اتر گیا تھا۔

________*_________*_______

اے خاموش کھلا کے مالک تمہاری قسم

بزم جہاں میں تجھ سے زیادہ تنہا ہوں

ریزہ ریزہ ٹوٹ چکا ہوں اندر سے

گھر سے باہر گردن تان کر چلتا ہوں

"مکتوم شاہ پچھلے پانچ روز سے سخت بخار میں پھنک رہا تھا وحید کاظمی کی حویلی میں آمد اور پھر نئے انکشافات ہونے کا اس نے نجانے کیا اثر لیا تھا کہ اسی روز سے جیسے آگ میں جل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

مومنہ پھپھو، زرش، سحرش، حمرا، نویرہ، احمد شاہ، میراں بی بی سب نے اس کا بہت خیال رکھا تھا لیکن وہ بلکل چپ ہو گیا تھا اس کی قوت گویائی جیسے گم ہو گئی تھی اور کسی کو کچھ پتہ نہ چلا کہ اس پر کس چیز کا اثر ہوا ہے وہ پہلے ہی کم گو اور سنجیدہ تھا لیکن

اب تو ان دونوں کیفیت کی حدوں کو چھو رہا تھا کوئی بھی اس سے بات کرتا وہ جواب ہی نہیں دیتا تھا بلآخر پیر سائیں کو ہی بولنا پڑا تھا۔

"ہم جانتے ہیں تمہارا دکھ بہت بڑا ہے ہم پوری دنیا اٹھا کر تمھارے قدموں میں رکھ دیں پھر بھی کمی دور نہیں کر سکتے لیکن بیٹا ہمیں اپنے دکھ میں شریک کرو گے تو تمہارا بوجھ کچھ نہ کچھ۔۔۔۔

"پیر سائیں میں لاہور جانا چاہتا ہوں" وہ ہمیشہ جانے سے پہلے اجازت لیتا تھا لیکن آج اجازت کا طریقہ کچھ اور تھا لہجہ سرد تھا وہ چپ ہو گئے تھے اور چپ تو حویلی کے تمام افراد ہو چکے تھے سب کی زبانیں بند ہو چکی تھیں سب کے نشتر تو شاید رک گئے تھے لیکن جو نشتر دل میں اتر چکے تھے ان کو نکالنا ممکن نہیں تھا کیوں کہ وہ بہت گہرائی میں اتر چکے تھے جن کو اگر نکالا بھی جاتا تو دل کی حالت چھلنی نظر آتی تھی۔

"لیکن تمھارے ایگزیم تو ختم ہو چکے ہیں اب تم۔۔۔۔۔۔۔۔

"اب میں اپنی زندگی شروع کرنا چاہتا ہوں اور میرا خیال ہے۔۔۔۔۔۔

"مکتوم تم یہ سب کیا کر رہے ہو کیا کہہ رہے ہو؟اس حویلی میں تمہارا برابر کا حصّہ ہے تمھاری زندگی یہیں سے شروع ہوتی ہے اور۔۔۔۔۔۔

"میں ہمیشہ کے لئے نہیں جا رہا پیر سائیں یہ حویلی یہ گاؤں یہ قبیلہ میرے باپ کی آبائی وراثت ہیں میرے بابا نے اگر موت سے ڈر کر شہر کا رخ نہیں کیا تو میں بھی کچھ کرنا کا نہیں سوچ سکتا۔"اس نے انہیں روک دیا تھا اور اس کی بات سے انہیں اطمینان ہوا تھا۔

"واپس کب آؤ گے؟

"جب آپ نے حکم کیا"اس نے ہمیشہ کی طرح سعادت مندی سے ان کا دل رکھ لیا وہ بہت خوش ہوئے تھے اور مکتوم شاہ ان سے اجازت لیکر لاہور چلا گیا تھا اب اسے اپنی زندگی بنانی تھی اپنا مستقبل سوچنا تھا۔

.........*..........*.........

"آگہی کے مختلف روپ ہوتے ہیں مختلف شکلیں ہوتی ہیں کبھی کبھی انسان کسی چیز کی آگہی سے عذاب میں آجاتا ہے اور سوچتا ہے اس آگہی سے بے خبری اچھی تھی آگہی سے کیا پایا؟ بے قراری سے بے قراری اور پچھتاوا ہی پچھتاوا اور کبھی کبھی یہی آگہی راحت بن جاتی ہے لمحہ بہ لمحہ شعور میں اترتی ہے تو سکون دے جاتی ہے دل و دماغ سرشار سے ہو جاتے ہیں تب لفظ "آگہی" بھی بڑا دلکش لگتا ہے لیکن کبھی کبھی یہی آگہی انسان کے لئے بلکل خالی پن لیکر آتی ہے انسان سب کچھ جاننے بوجھنے کے بعد بھی خالی رہ جاتا ہے نہ عذاب ملتا ہے نہ راحت جاں بس فقط خالی پن ہوتا ہے اور انسان ہوتا ہے یہی تیسرے روپ کی آگہی مکتوم شاہ کے دل و دماغ پڑ ثبت ہو گئی تھی وہ ابھی بھی خالی تھا بلکل جامد بس ایک ہی مقام پڑ ٹھہرا ہوا ہر سرد و گرم سے بے بہرہ ہر احساس سے دور ہر جذبے سے پرے۔۔۔۔۔۔۔ جیسے کسی

اور کی زندگی جی رہا ہو اور اس زندگی سے کوئی مطلب کوئی سروکار ہی نہ ہو بس جینے کی ذمہ داری نبھانا تھی اور جیسے تیسے نبھ رہی تھی۔

"اگرچہ اسے گورمنٹ کی طرف سے بہت اچھی پوسٹ آفر ہوئی تھی لیکن اس نے یہ افر ٹھکرا دی تھی چند پرائیویٹ اداروں نے بھی اس کی ذہانت کے لئے اپنے در کھولے تھے لیکن اس نے یہ در بھی بند کر دیے تھے۔

"دماغ ٹھکانے پر تو ہے یہ کیا کر رہے ہو اپنے ہاتھوں سے اپنا کیریئر تباہ کر رہے ہو؟ توقیر شاہ لاہور آئے ہوئے تھے ساری تفصیل جاننے کے بعد حیرت سے چلا اٹھے۔اور نجانے کیا کیا بولتے رہے اور وہ خاموشی سے سنتا رہا اور جب وہ خاموش ہوئے تو آہستگی سے بول اٹھا۔

"میں بزنس کرنا چاہتا ہوں" انتہائی مختصر سی اطلاع تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا بزنس؟ لیکن وہ سی ایس ایس؟ وہ کسی اچھی پوسٹ پر کام کرنے کا ارادہ؟ وہ کیا ہوئے؟ یہ اچانک بزنس کا خیال کیو؟ توقیر شاہ نے بیک وقت کتنے سوال داغ دیے تھے۔

."جو کچھ بھی میں چاہتا ہوں وہ مجھے کسی اچھی پوسٹ سے حاصل نہیں ہو گا میں پابند ہو کر رہ جاؤں گا جبکہ میں بہت آگے جانا چاہتا ہوں جس کے لئے پابند نہیں آزاد ہونا لازم ہے اور یہ آزادی بزنس میں ہوتی ہے نوکری اور عہدوں میں نہیں ہوتی۔

۔

"لیکن اچانک تمہارا ارادہ کیوں بدلہ؟ توقیر شاہ نے اس کی بات کاٹ دی

"کیوں کہ یہ میرے بابا کا خواب ہے۔" وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا تھا توقیر شاہ کی آنکھوں میں ابھی بھی الجھن تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بابا کا خواب کے مطلب ؟"ٹوقیر شاہ کے سوال پر اس نے خیام شاہ کی دائری اٹھا کر سامنے کی تھی وہ سمجھ گئے تھے۔

"لیکن اس کے لئے تو تمہیں۔۔۔۔۔

"میرے بابا نے میرے لئے اتنا تو ضرور چھوڑا ہے کہ میں اس وقت کسی بھی کمپنی میں پچیس فیصد کا حصّہ دار بن سکتا ہوں۔

"اس کے لہجے میں مضبوطی اور اعتماد تھا یعنی وہ سچ چکا تھا اسے اب وہی کرنا تھا ٹوقیر شاہ نے مزید کچھ نا کہا اور یوں باہمی مشورے سے وحید کاظمی اور مکتوم شاہ نے بزنس شروع کر دیا وحید کاظمی کا بزنس پہلے ہو کافی اچھا جا رہا تھا لیکن اب اسے وسیع پیمانے پر پھیلانے کا منصوبہ تیار ہوا تھا اور دونوں فریقین ہی ایک دوسرے کے ساتھ 100% مطمئن تھے اور کام کا آغاز اعتماد اور دیانتداری سے ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بزنس میں الجھ کر مکتوم شاہ پہلے سے زیادہ گم ہو گیا تھا مہینوں اس کی صورت نظر نہیں آتی تھی وہ کبھی کراچی کبھی اسلام آباد میں ہوتا، جب بی بی جان اور پیر سائیں کو دوبارہ سے اس کی شادی کا شوق ہوا تھا۔ اور انہوں نے پہلی فرصت میں ہی اسے گاؤں بلوالیا تھا۔ وہ کراچی سے بائی ایئر اسلام آباد پہنچا اور اپنے گاؤں کا رخ کیا تھا چاہے کچھ بھی ہو گاؤں میں داخل ہوتے ہی بہت سکون کا احساس ہوتا تھا۔

"السلام علیکم "اس وقت سب ہی لاونج میں بیٹھے تھے جب وہ اچانک آیا تھا۔

"بسم اللہ بسم اللہ "میراں بی بی والہانہ لپکی تھیں"۔

"اے ہے میرا شاہ پتر آیا ہے۔"بی بی جان بھی اٹھنے کی کوشش کرنے لگیں گھٹنوں میں درد جو رہتا تھا اور وہ میراں بی بی سے مل کر ان کے قریب جھک گیا تھا شہر زاد نے اسے تیکھی اور تنکیدی نگاہ سے جانچا تھا۔ وہ پہلے سے زیادہ صحت منداور اجنبی لگ رہا تھا اس کے چہرے کی رنگت میں تازگی اور ایک عجیب سا سنہرا پن تھا اب ایسا

کیا ہے کہ وہ یوں الگ نظر آرہا ہے شاید اسے اپنی زات پہ قرار آگیا تھا اسے اپنے ہونے کا مان مل گیا تھا پہلے وہ صرف مکتوم شاہ ہوتا تھا اب سید زادہ مکتوم شاہ ہو گیا تھا۔

"تیرے پیر سائیں نے بلایا ہے تجھے کہ اب تیری اور شہر زاد کی شادی سے فارغ ہی ہی جانا چاہیے۔۔۔۔۔بی بی کی بات نجانے کہاں سے شروع ہوئی تھی لیکن اس جملے سے دھماکہ کر گئی تھی شہر زاد نے خیالات سے چونک کر دیکھا تھا اور اس سے بھی زیادہ مکتوم شاہ نے چونک کر دیکھا دونوں کی نگاہ ٹکرا گئی تھی۔

"ارمغان کو بھی شادی کی بڑی جلدی ہے کہتا ہے شہر زاد کے امتحان ہوں یا نہیں مجھے شادی کرنی ہی کرنی ہے اور تم جانتے ہو زرینہ بھی اس سال یونیورسٹی سے فارغ ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔ندرت چاچی نے بڑے پیار سے مکتوم شاہ کو باور کروا دیا تھا کہ تمھارے لئے زرینہ کو منتخب کیا گیا ہے اور ارمغان کے لئے شہر زاد کو۔۔۔۔۔۔

"بی بی جان ابھی اسے دم تو لینے دیں آتے ہی اسے پریشان کر دیا" میراں بی بی خود

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے لئے جوس لیکر آئیں تھیں مکتوم شاہ کے کھانے کا خیال وہ خود رکھتی تھیں یہ کام کبھی ملازموں پہ نہیں چھوڑا تھا۔

"اس میں پریشانی کی بات کیا ہوئی بھلا اس کی شادی کا ذکر کر رہے ہیں ماشاءاللہ جوڑیاں دونوں ہی پیاری ہونگی۔" جواب بی بی جاں کی بجائے ندرت چاچی نے دیا تھا"۔ آخر ان کو بٹھے بیٹھائے دو ہیرے مل رہے تھے ایک شہزاد کی صورت ایک مکتوم کی صورت مگر میراں بی بی کو مکتوم اور زرینہ کے حوالے سے یہ فیصلہ پسند نہیں آیا تھا وہ مکتوم کی پسند سے اس کی شادی کرنا چاہتی تھیں مگر ابھی تک واضح انداز میں اپنی پسندیدگی کا اظہار نہیں کیا تھا کیوں کہ ابھی مکتوم کی رائے لینا تھی۔ شہزادہ ہاتھ میں پکڑا اخبار ٹیبل پر رکھ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔ وہ بھی نظر جھکا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں" وہ زرینہ کے لئے رضا مندی دے چکا تھا اور پیر سائیں اس کے فیصلہ پر خوشی سے جیسے نازاں ہو گئے مگر میراں بی بی صبر نہیں کر سکی تھیں۔

"یہ کیا کیا ہے جب تم زرینہ کو پسند نہیں کرتے تو پھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"تائی ماں یہاں بیٹھیں" اس نے انہیں کندھوں سے پکڑ کر اپنے سامنے بیڈ پر بٹھا دیا اور خود دوزانوں بیٹھ گیا۔

"آپ یہاں کے رسم و رواج جانتی ہیں نہ؟ اور یہ بھی جانتی ہیں کہ کوئی لڑکی خاندان سے باہر کی نہیں لا جا سکتی۔

"لیکن بیٹا خاندان میں اور بھی لڑکیاں ہیں زرینہ تمھارے ساتھ نہیں جچے گی وہ کافی چالاک اور بد دماغ لڑکی ہے تم اس کی باتیں نہیں جانتے۔

"ہاں تائی ماں یہی تو بات ہے کہ میں اس کی باتیں نہیں جانتا۔ کیوں کہ جن کی باتیں ہم جانتے ہیں شادی تو اس سے بھی نہیں کر سکتے۔" میراں بی بی چپ ہو گئیں تھیں وہ ان کے ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھ چکا تھا۔

"میرے ساتھ تو کوئی بھی سج جائے گی چاہے اس حویلی کی کوئی نوکرانی میری دلہن بنا دیں۔ اس نے دل چسپی سے کہا اور میراں بی بی اٹھ کر چلی گئی تھیں۔

"امتحانوں کے بعد منگنی کا ارادہ تھا کیوں کہ ابھی وہ فارغ نہیں تھا اور ویسے بھی ابھی شہزاد اور زرینہ کے امتحان قریب تھے اور پھر پانچ چھ ماہ کے وقفے سے شادی کو پلاننگ ہوئی تھی وہ کل آیا تھا اور آج واپس جا رہا تھا اور اسے میٹنگ میں شریک ہونا تھا۔

www.novelsclubb.com

"شاہ پتر شہزاد کو بھی لاہور جانا ہے ٹھہر جاؤ اسے بھی ساتھ لے جانا" بی بی جان نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیکن مجھے ابھی لاہور نہیں جانا میں پہلے اسلام آباد جاؤں گا اور پھر لاہور اس لئے آپ یہ ذمہ داری کسی ملازم کو سونپ دیں"۔

"اس نے ذرا سا جھک کر ان سے دعا لی تھی"

"پتر اسے ضروری کام ہے_

بی بی جان مجھے اپنے ضروری کام کی فکر ہے آپ کی شہر زاد کے لئے تو ہزاروں ملازم قطار میں کھڑے ہیں کسی کو بھی حکم کر دیں ویسے بھی حویلی میں اور بھی مرد حضرات رہتے ہیں یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں"۔وہ کہہ کر نکل گیا تھا اور شہر زاد کھول کر رہ گئی تھی جی چاہ رہا تھا مکتوم شاہ کو گولی سے اڑا دے۔۔۔

ہو نہ ہو ہماری بلی ہمیں ہی میاؤں"اس نے تمسخر سے کہا۔ گھٹیا انسان کی سوچ گھٹیا ہی ہوتی ہے ذلیل کمینہ۔۔۔۔وہ بڑبڑاتی ہوئی پیر سائیں کو فون ملانے لگی کہ اسے چھوڑنے کا انتظام کروائیں۔

#کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو 💞 نبیلہ_عزیز 💞

قسط_9 💞

تم نے کسی دباؤ میں آکر تو یہ رشتہ قبول نہیں کیا؟ مومنہ پھپو نے پہلی فرصت میں اسے کال کر کے پوچھا تھا۔

"نہیں پھپو مجھ پر بھلا کون دباؤ ڈالے گا۔اس نے نرمی سے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"تو پھر ایسا کیوں کیا؟ مومنہ پھپو کو بھی میراں بی بی جیسی بے چینی ہو رہی تھی۔

"کیا کیا ہے اپنی چچازاد سے شادی کی ہامی بھری ہے اور بس۔۔۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مکتوم تم جانتے ہو میں ایسا کو کہہ رہی ہوں میں نی ہمشہ تمھارے لئے شہر زاد کو سوچا ہے اور اس بات کا ذکر میں نے میراں بھر جائی سے بھی کیا تھا وہ بھی یہی چاہتی تھیں مگر وہ اس خوف سے چپ تھیں کہ شہر زاد کا رویہ کبھی بھی تمھارے ساتھ اچھا نہیں رہا اور تم دونوں میں ذہنی ہم اھنگی نہیں ہے اس لئے انہوں نے تم سے اس خواہش کا اظہار نہیں کیا مگر تم نے زرینہ کے لئے رضامندی دے کر مجھے یہ یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ ذہنی ہم اھنگی تمھارے اور زرینہ کے بیچ بھی نہیں ہے جب قریب سے ایک دوسرے کو جانو گے تو سب کچھ ہو جائے گا اور اگر زرینہ سے ہم اھنگی ہو سکتی ہے تو شہر زاد سے کیوں نہیں وہ بھی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"پلیز پھپو میں اور شہر زاد ندی کے دو کنارے ہیں جو کبھی نہیں مل سکتے میرے لئے زرینہ ہی بہتر ہے کم از کم اس نے کبھی میرے سامنے میری ماں پہ انگلی تو نہیں اٹھائی ناں؟ اس نے انتہائی دو ٹوک لہجے میں کہہ کر مومنہ پھپو کو خاموش کرا دیا تھا لیکن وہ اتنی جلدی اور آسانی سے چپ ہونے والی نہیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو مکتوم میں صرف اتنا سوچتی ہوں کہ کلام شاہ اور خیام شاہ زندگی کے کسی مقام پر تو جڑ جایئں ایک ساتھ مل بیٹھیں ایک دوسرے کے ہو جایں یہ کیا ہوا کہ ہمیشہ ان بھائیوں کو ہی ایک دوسرے سے اختلاف ہوا ہے کبھی اپنی زندگی میں کبھی اپنی اولادوں کی زندگی میں۔۔۔۔۔ مومنہ پھپھو کا لہجہ بی حد خفگی لئے ہوے تھا

مکتوم نے ایک گہری سانس کھینچی تھی۔

"پھپو آپ جانتی ہیں ہمارا قصور کہیں بھی نہیں ہوتا اختلاف کا پہلو تو شروع سے پیر سائیں کی طرف سے آرہا ہے کبھی وہ گرم مزاج ہوا کرتے تھے اب ان کی اولاد گرم مزاج ہے اور خیام شاہ کل بھی احساس کرنے والوں میں سے تھے آج بھی اسی صف میں کھڑے ہیں آکر دیکھ لیں۔۔۔۔۔انداز بے تحمل آمیز تھا اور جو کچھ وہ کہہ رہا تھا وہ سچ ہی تو تھا خیام شاہ مکتوم کی صورت آج بھی اپنے مقام پر قائم تھے جو کچھ ہمیشہ ہوتا کلام شاہ کی طرف سے ہوتا چاہے وہ خود ہوتے چاہے شہر زاد۔۔۔۔۔

"لیکن مکتوم تم"۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ایم سوری پھپھو جو کچھ آپ سوچ رہی ہیں ایسا نہیں ہو سکتا شہر زاد کو ارمغان کی دلہن بننا ہے اور وہ اسی کو دلہن بنے گی"۔ اس نے آخری دفعہ بات واضح کر کے فون بند کر دیا تھا اور پھر صوفے پر ڈھے سا گیا تھا وہ کرائے کے فلیٹ سے اپنے بنگلے میں شفٹ ہو چکا تھا پہلے اپنا بیڈ روم اور ڈرائنگ روم سیٹ کرایا تھا پھر کچن وغیرہ سیٹ کئے تھے اور ویسے بھی آج کل اسے تھکن اتنی زیادہ ہو جاتی تھی کہ باقی گھر کو سیٹ کروانے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔

------------*------------------*-----------

"مبارک ہو مکتوم شاہ چاچا بن گے ہو"۔ توقیر شاہ نے سرشاری سے اطلاع پہنچائی تھی۔

www.novelsclubb.com

"خیر مبارک آپ کو بھی مبارک ہو آپ پاپا بن گئے ہو۔ مکتوم نے ذرا سا مسکرا کر موبائل ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کیا چابی نکال کر رائیٹ ہینڈ سے گاڑی کا لاک کھولنے لگا۔۔۔۔۔

"مٹھائی لیکر جلدی پہنچو جب تک تم نہیں آؤ گے میں منہ میٹھا نہیں کروں گا۔ توقیر شاہ نے اتنے مان سے کہا کہ وہ اتنی مصروفیات ہونے کے باوجود انکار نہیں کر سکا۔

"اوکے میں آرہا ہوں"۔اس نے کھڑے کھڑے فیصلہ کیا اور گاڑی نکال کر موبائل ڈیش بورڈ پہ ڈال دیا لیکن اگلے پانچ منٹ بعد موبائل پھر بج اٹھا تھا۔

"شہزاد کو بھی لیتے آنا اس وقت کسی اور کو لینے بھیجیں تو رات ہو جائے گی"۔

انہوں نے وہ بوجھ اس کے کندھوں پر ڈالا جس سے وہ ہمیشہ جان چھوڑاتا اور کھار کھاتا تھا اس نے اب کی بار موبائل ڈیش بورڈ پر بری طرح پٹخا تھا وہ شہزاد کا کبھی

سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن یہ لوگ ہر بار اسے ذلیل ہونے کے لئے بھیج دیتے تھے۔

"ارے شاہ صاحب اتنے دنوں بعد تشریف لائیں ہیں خیریت تو تھی ناں؟"

وارڈن اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی"

"جی خیریت تھی آپ شہر زاد کو اطلاع کر دیں۔

."جی ابھی کرتی ہوں۔" وہ پلٹ گئیں اور وہ بجائے بیٹھنے کے یونہی ٹہلنے لگا چھ

سات منٹ بعد وہ وہاں تشریف لے آئی۔

."السلام علیکم" وہ خود ہی بول پڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں ہمیشہ کہتی ہوں مجھے لینے کوئی اور کیوں نے اتا؟

"یہ سوال آپ اپنے بابا اور بھائیوں سے کریں تو بہتر ہو گا وہ کسی اور کو لینے کیوں نہیں بھیجتے؟ وہ روکھا سا بولا

"تم مجھے لے جانے سے انکار کیوں نہیں کرتے۔وہ غرائی تھی۔

"آپ کو لے جانے سے انکار کروں تو برا بنو گا سب کی نظروں میں۔اس نے سراپا اسے دیکھا اور نظریں جھکا لیں

"تم اچھے کہاں سے ہو؟

جہاں سے آپ نے نہیں جانا۔"برجستہ جواب مل رہے تھے"

"میرے سامنے فلسفہ مت جھاڑو۔"

"آپ کو کیا پتہ محترمہ شہزاد کون دل لٹا رہا ہے کون فلسفہ ؟

"چلیے دیر ہو رہی ہے۔"وہ آگے بڑھ گیا تھا"

www.novelsclubb.com

"میں تمھارے ساتھ نہیں جا رہی" پیچھے سے اس کی آواز سن کر اس کے قدم ٹھٹک گئے تھے اس نے پلٹ کر استہفامیہ نظروں سے دیکھا۔

"تم جا سکتے ہو"اس نے انتہائی بی مروتی سے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ جانتی ہیں آپ کے گھر میں بھتیجا آیا ہے اور آپ۔۔۔۔۔

"بھتیجا ہمارے گھر آیا ہے فکر مجھے ہونی چاہئے کہ مجھے جانا ہے یہ نہیں تم کون ہوتے ہو سمجھانے والے اور ہاں یہ غلط فہمی دل سے نکال دو کہ شہزاد کبھی تمھیں عزت بخش سکتی ہے ہونہہ۔۔۔۔وہ تلملا کر کہتی اپنی نفرت اس سمت اچھال کر چلتی بنی تھی اور مکتوم شاہ نجانے کتنے ہی لمحہ وہاں سے ہل نہیں سکا تھا وہ تو بس شہزاد کی نفرت کے جواز ڈھونڈتا رہ جاتا۔

"مکتوم شہزاد کہاں ہے؟"

وہ میرے ساتھ نہیں آئی۔اس نے توقیر کے سوال کا مختصر جواب دیا اور مٹھائی لیکر اس کا منہ میٹھا کیا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں نہیں آئی؟ پیر سائیں کو لاڈلی کی کمی محسوس ہوئی سب ہی موجود تھے صرف وہ نہیں تھی۔

"آئی ڈونٹ نو"۔۔۔اس نے سرسری سا جواب دیا تھا اور پھر میراں بی بی اور ان کی گود میں دبے بچے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

."زرینہ پتر ذرا فون دے جاؤ ہم خود پتہ کرتے ہیں کیوں نہیں آئی" انہوں نے زرینہ کو کام سونپا جو نظر بچا کے مکتوم کے وجیہہ سراپے کو دیکھ رہی تھی۔

"جی پیر سائیں" وہ کھڑی ہوئی اور ان کا موبائل لا کر ان کی سمت بڑھا دیا۔

"بیٹا آئی کیوں نہیں؟ لہجہ میں بے پناہ لاڈ تھا۔

آپ کو میرے آنے نا آنے سے کیا مطلب آپ کو گاڑی بھجوانا مشکل ہو جاتا ہے"۔

"ارے مکتوم گیا تو تھا"

www.novelsclubb.com

ہونہہ آپ کا مکتوم۔۔۔ بھر حال میں صبح صبح تیار ہو جاؤں گی ڈرائیور بھیج دیجئے گا۔" وہ کافی غصے میں تھی موڈ آف تھا۔"

"اور پھر اگلی صبح ڈرائیور اسے لینے گیا تھا ہوسٹل سے لیکر بھی آیا تھا۔۔۔۔ لیکن اسے حویلی لیکر نہیں آسکا۔۔۔۔اور حویلی میں بھونچال اگیا ڈرائیور ماتھے پر بنے اتنے بڑے گومڑ اور زخم کے ساتھ تھر تھر کانپ رہا تھا جبکہ توقیر شاہ اور پیر سائیں ساکت کھڑے تھے۔

"شہر زادا اغواء ہو گئی "ندرت چچی نے دوہتھڑ مار کر سینہ پیٹا تھا اور "شاہ حویلی "کی شان و شوکت پر اندھیرا چھا گیا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟"ارمغان شاہ بھی ہل کر رہ گیا اور اس ساری قیامت سے بے خبر مکتوم شاہ، زھیر شاہ کے ساتھ زمینوں پر نکلا ہوا تھا جب ثوبان نے انہیں ایمر جنسی میں کال کر کے واپس حویلی بلایا تھا جہاں ڈرائیور جو صدیوں سے ان کا وفادار چلا آرہا تھا اس کی پوری نسل اس حویلی کی خدمت میں گزر گئی تھی بے تحاشا روتے اور گڑ گڑاتے ہوئے صفائی دے رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا ہوا ہے پتر سائیں؟ مردان خانے میں داخل ہوتے ہی اسے ماحول کی سنگینی کا احساس ہو گیا تھا.

"شہزادبی بی کی ایک سہیلی بھی تھی اسے اسلام آباد آنا تھا لیکن گاڑی نہیں تھی اس لئے بی بی نے انہیں بھی چلنے کا کہا تھا اور اس کا بیگ بھی رکھوالیا وہ بھی ساتھ ہی اغوا ہو گئی شاہ سائیں میرا یقین کریں"

"شہزاد اغوا؟ مکتوم کے سر پر دھماکہ ہوا تھا اور اس سے پہلے کے وہ اس دھماکے کے زیر اثر رہتا پیر سائیں کو صوفے پر گرتے دیکھا اور اعصاب مزید جھنجا اٹھے۔

"بابا سائیں" توقیر فوراً لپکا لیکن تب تک مکتوم ان کو سمبھال چکا تھا وہ ہوش کھو چکے تھے اور نبض ڈوب رہی تھی۔۔

www.novelsclubb.com

------------*-------------------*---------------

-

"اور پھر چوتھے روز ان کو ایک بلینک کال موصول ہوئی رفتہ رفتہ ان کالز کا سلسلا بڑھ گیا اور اگلے دو روز بعد ان کالز کا مقصد ظاہر ہوا تھا۔"دو کروڑ تاوان"۔ توقیر شاہ اس ایک جملے کو سن کر پتھرا گئے تھے تو کیا یہ اغوا تاوان کے لئے ہوا تھا؟ تاوان لینے والے کون تھے؟ اس کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا؟ کس کو پتہ تھا کہ وہ اونچی فیملی سے تعلق رکھتی ہے اور اتنا تاوان مل سکتا ہے؟ کس نے روپوں کی خاطر ان کی عزت کی دھجیاں اڑا دی تھیں۔ اگلے چھ روز تک ایسی کوئی کال موصول نہیں ہوئی تھی جبکہ پوری حویلی اس کال کا انتظار کر رہی تھی اور تاوان دینے کے لئے تیار تھی آج شہر زاد کو آغوا ہوئے ایک ہفتہ پانچ دن ہو گئے تھے اور پیر سائیں ابھی تک ہسپتال میں تھے مکتوم شاہ ارمغان اور طلال کو لیکر شہر زاد کی تلاش میں نکلا ہوا تھا۔ وہ لڑکی جو شہر زاد کے ساتھ آغوا ہوئی تھی وہ اسلام آباد کی رہنے والی تھی اور شہر زاد کی کلاس فیلو تھی رفتہ رفتہ معلومات اکٹھی کرتے کرتے وہ وہاں پہنچ گئے تھے جہاں جا کر جھٹکا لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بیٹھیے شاہ جی "وہ عورت بڑے شاہانہ انداز سے مخاطب ہوئی تھی۔

"پچھلے دنوں آپ کی کوئی شاگرد آغوا ہوئی؟

"جی دو ہفتے پہلے کی بات ہے "اس عورت نے اطمینان سے کہا ار مغان اور طلال حیرت زدہ رہ گئے تھے جبکہ مکتوم بی تاثر رہا تھا۔

"آپ نے اس کی خیر خبر لی؟"

"خیر خبر لینا اتنا آسان نہیں".

"?what dou you mean"

"شاہ جی ایک عورت ہوں مکان کرائے پر چڑھا رکھا ہے لڑکیاں کمرے استعمال کرتی ہیں تو کرایہ دیتی ہیں ہیں جب جی چاہا آجاتی ہیں جب جی چاہا چلی جاتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنا انسٹیٹیوٹ ہے جس کی وجہ سے اتنی مصروفیت رہتی ہے کہ دوسروں پر نظر رکھنے کا سوچ بھی نہیں سکتی اور نا ہی اتنا بینک بیلنس ہے کہ اپنی کسی شاگرد کے آغوا کا تاوان بھر سکوں نہ لاکھ نہ دو لاکھ اکٹھا ایک کروڑ میں کہاں سے دے سکتی ہوں؟

لیکن آپ پولیس کو اطلاع تو دے سکتی ہیں ناں آپ کی تو کافی جان پہچان ہو گی۔

مکتوم ذرا سی بات میں ہی اپنا نشتر چھوڑ چکا تھا۔

"ضرور دے سکتی ہوں لیکن جو فون کالز مجھے موصول ہوئی ہیں ان میں یہی دھمکی دی گئی ہے اس معملے میں پولیس کو انوالو نہ کیا جائے ورنہ دونوں لڑکیوں کی عزت اور جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اور پولیس کے پہنچنے تک وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔" وہ مکتوم کی نگاہیں اور لہجہ محسوس کر کے بھی نظر انداز کر رہی تھی۔

"گویا آپ اس لڑکی کو اس مصیبت میں تنہا چھوڑ چکی ہیں"

"اور کر بھی کیا سکتی ہوں سوائے دعاؤں کے" لہجہ مصنوئی افسردگی کا خماز تھا"

"لیکن ہمیں آپ کی کچھ مدد چاہیے"

جی کہیے؟ وہ عورت متوجہ ہوئی"

"اب کی بار آپ کو کال موصول ہو تو آپ کہہ دیجئے کہ ہم تاوان دینے کے لئے تیار ہیں جگہ بتادیں رقم پہنچ جائے گی ہم دونوں لڑکیوں کو چھڑالیں گے چاہے تین کروڑ دینا پڑیں" مکتوم مطلب کی بات پر آگیا تھا پھر اور بھی کافی کچھ طے کیا اور وہاں سے مطمئن ہو کر باہر آیا۔

"یہ عورت ہماری کیا مدد کر سکتی ہے یہ چند ہزار کے لئے کسی کی بھی ہو سکتی ہے۔" ارمغان کو گاڑی میں بیٹھتے ہی بولنے کہ خیال آیا تھا۔

"ہمارے پوانٹ کی بات تو تم نے خود کہہ دی چند ہزار کے لئے جو عورت کچھ بھی کر سکتی ہے لاکھ دو لاکھ کے لئے کسی کے آغوا میں شریک بھی ہو سکتی ہے۔

"یعنی؟ طلال کو جھٹکا لگا"

"ہاں شہر زاد کے آغوا میں اس عورت اور اس لڑکی کہ بھی ہاتھ ہے اور شہر زادا نہی کے شکنجے میں ہے البتہ اس عورت کی کچھ اور لوگ بھی پشت پناہی کر رہے ہیں یہ اکیلی اتنا بڑا رسک نہیں لے سکتی تھی کیوں کہ ہمارا بیک گراؤنڈ ان سے چھپا ہوا تو نہیں ہے۔

تو پھر ہم اسے ہی دھر لتے ہیں دیر کرنے کہ کیا فائدہ؟ ارمغان کو طیش اگیا تھا۔

"نہیں اس طرح وہ شہر زاد کو نقصان پہنچا سکتے ہیں ہمیں ذرا صبر اور دھیان سے کام لینا ہو گا اور ہاں آج کے بعد اس عورت پر مکمل پہرا ہو گا مگر انتھائی خفیہ اس کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھنا ہو گی اس کی تمام فون کالز ریکارڈ کرنا ہو نگی یہی وہ مقام ہے جہاں ہمیں اپنا اثر و رسوخ آزمانا ہو گا پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے۔۔۔۔۔۔ کہتے ہوئے اس کا لہجہ بہت دھیما ہو یا اور سوچ بھٹک کر بہت آگے چلی گئی تھی جہاں سے دنیا کا قہر شروع ہو تا تھا۔

کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو نبیلہ_عزیز

قسط_10

اور سچ مچ دنیا کا قہر شروع ہونے کا مقام بھی آ گیا تھا خاص طور پہ شہر زاد کیلئے۔۔۔۔۔۔مکتوم کے تمام شک وشبہات سچ ثابت ہوئے تھے۔وہ عورت ان کی آمد سے چوکنا ہو گئی تھی مگر تب تک وہ سارے انتظامات کروا چکا تھا۔۔۔وہ عورت فوکس ہو چکی تھی اور محض تین بعد پولیس ریڈ میں شہر زاد کو بازیاب کروالیا گیا تھا۔۔جس لمحے وہ پولیس آفیسرز کے ہمراہ رات کے تین بجے تاریک سے کمرے میں داخل ہوا تو نقاہت سے نڈھال شہر زاد چیخ اٹھی تھی۔۔۔۔۔

"مکتوم شاہ۔۔۔۔" وہ تیورا کے زمین پر گرنے والی تھی جب مکتوم نے مضبوطی سے اسے جکڑ لیا تھا۔ پولیس آفیسرز جان چکے تھے کہ

گوہر مقصود مل چکا ہے تو سر جھکا کر باہر چلے گئے کیونکہ وہ توقیر شاہ کے دوست تھے اور ایک سید زادی کی عزت کی قدر اچھی طرح جانتے تھے۔ان کی نظر پہلے بھی جھکی ہوئی تھی ابھی بھی جھکی ہی رہی۔ مکتوم نے اپنی بانہوں میں جھولتی

شہر زاد کو بے بسی سے دیکھا جو آج دیوانہ وار اس کو دیکھ کر پیاسوں کی طرح لپکی تھی کیونکہ مکتوم کی صورت میں اسے کوئی تو اپنا نظر آیا تھا اور اپنی چادر کندھوں سے اتار کر اس کے گرد پھیلا چکا تھا اور جب وہ اسے اٹھا کر اپنی گاڑی تک لایا تو توقیر شاہ، ارمغان شاہ، طلال، ثوبان اور فیروز چچا تیر کی مانند اپنی اپنی گاڑیوں سے نکلے تھے۔

"اسے لے کر ہوسپٹل جانا ہو گا تو قیر لالا آپ باقی انتظامات سنبھال لیں۔" وہ ایس پی ظفر اللہ کی سمت اشارہ کر کے گاڑی میں بیٹھ گیا تھا ظہیر شاہ پہلے سے گاڑی میں

موجود تھے۔یہ معاملہ اخبارات کی زد سے بچانے کیلئے انہیں ایس پی ظفر اللہ کی ذاتی مدد لینا پڑی تھی۔مکتوم شاہ معاملے کو خاموشی سے سلجھانا چاہتا تھا جبکہ باقی سب لڑکے عورتوں کے اس گروہ کو گولیوں سے بھون ڈالنے کے درپے تھے۔انہیں اپنی عزت سے بڑھ کر کچھ عزیز نہیں تھا لیکن مکتوم کو پتہ تھا کہ اگر قتل وغارت مچی تو یہ معاملہ بہت دور تک چلا جائے گا اور ہو سکتا تھا کہ ہاتھ کچھ بھی نہ آتا۔اس لیے پولیس کی مدد ہے بہتر تھی۔یوں کئی عورتیں گرفتار بھی ہوئی تھیں۔دو اور لڑکیاں بھی بازیاب ہو گئیں جو شہر زاد کی طرح آغوا ہوئی تھیں۔۔

وہ بھی کافی اچھی فیملیز سے تعلق رکھتی تھیں۔ایک لڑکی لاہور کی رہنے والی تھی اور ایک اسلام آباد کی رہائشی تھی۔وہ بھی آغوا برائے تاوان میں قید کی گئی تھیں اور ان کے گھر والوں سے بھی دو،دو، تین، تین کروڑ تاوان مانگا گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوئی پھول چنتا ہے کسطرح کوئی رھول ہوتا ہے کس طرح

یہ وقت وقت کی بات ہے تجھے زندگی بتائے گی

"اماں سائیں۔۔ مم میں آج بھی پپ۔۔۔۔پہلے جیسی ہی شہر زاد ہوں میرا دامن بالکل صاف۔" وہ بات کرتے ہوئے ہکلانے لگی تھی حلق میں گولا سا اٹک گیا تھا۔اتنے دنوں کی بے سکون آنکھیں درد کی اذیت پہ چھلک پڑی تھیں۔ گویا زندگی اس مقام پر لے آئی تھی کہ اپنے دامن کی پاکیزگی کیلئے "صفائیاں" دینے کی نوبت آگئی تھی۔وہ آج ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر گھر آئی تھی۔۔ تمام مردوں کی نظر جھکی ہوئی اور تمام عورتوں کا رویہ بے گانوں سا نظر آیا تھا۔صرف ماں اور بی بی جان ایسی ہستیاں تھیں جو اسے سینے میں بھینچ کر روئی تھیں...اور اسکی حالت پر تکلیف محسوس کر رہی تھیں۔۔اس کیمے چہرے کی رونق،تازگی اور تمکنت نہ جانے کہاں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کھو گئی تھی۔۔آنکھوں کے گرد متواتر بے خوابی کے باعث ہلکے بن گئے تھے۔۔۔ہونٹ خشک اور بال الجھے ہوئے تھے۔۔۔اس کے گرد مکتوم شاہ کی براؤن رنگ کی گرم چادر لپٹی ہوئی تھی۔۔۔

"اماں سائیں۔۔۔آپ کچھ بولتی کیوں نہیں؟"اس نے روتے ہوئے انھیں جنجھوڑ ڈالا تھا۔۔

"میں کیا بولوں پرسوں پنچائیت بیٹھے گی اور تیری قسمت کا فیصلہ جرگہ کرے گا"۔۔۔بے بی جان کی سسکیاں بھی نکل رہی تھیں اور وہ دپ بخود رہ گئی تھی۔۔۔

"پنچائیت۔۔۔۔لیکن کیوں اماں سائیں؟۔۔۔میرا تن من آج بھی میلا نہیں ہے۔۔۔میں۔۔۔میں کیا آپ کو بتاؤں۔۔۔کیا آپ کو نظر۔"اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔۔اور میراں بی بی ڈوپٹے میں منہ چھپاتی روتی ہوئی وہاں سے چلی گئیں۔۔۔۔

"بی بی جان۔۔۔۔۔۔کیا آپ کو بھی مم میرا اعتبار نہیں ہے۔۔۔کیا آپ کو بھی نہیں پتہ کہ۔۔۔میں بے داغ ہوں۔۔۔انہوں نے صرف تاوان کی خاطر مجھے آغوا کیا تھا۔۔آپ، آپ ان لڑکیوں سے پوچھ لیں جو میرے ساتھ۔۔۔۔۔بی بی جان اللہ کیلئے مجھے بچا لیجیئے۔۔۔۔" وہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔۔اور اس کو سینے میں چھپا کر وہ بھی چپ نہ رہ سکی تھیں اور نہ جانیے انہوں نے کیا سوچ کر ارمغان اور اس کے ماں باپ کو کمرے میں بلا لیا تھا۔۔۔۔۔

"تم لوگ حیران ہو گے ہمیں نے کیوں بلایا ہے۔۔۔" وہ ارمغان اور بہروز شاہ کو دیکھ رہی تھیں۔۔

"دراصل میں چاہتی ہوں کی ارمغان شہرزاد سے نکاح کر لے آج اور ابھی۔۔" انہوں نے جتنی آہستگی سے کہا تھا ندرت چاچی اتنے ہے زور سے اچھل پڑی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا؟" لہجہ بے حد ہتک آمیز تھا بالکل اسطرح جیسے شہزاد مکتوم کے ساتھ رکھتی تھی اور یہ سب کچھ ندرت چاچی کے ہی مرہون منت تھا وہ شہزاد کے دل میں اس کے لئے نفرت ڈال کر اسے مکتوم کا دشمن بنانے مھں کامیاب ہو گئی تھیں۔اور آج تک اس کی دشمنی ہی بنی رہی تھی۔۔۔

"پنچائیت سے پہلے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے اور ویسے بھی ہمیہ تمہاری ہونے والی بہو ہے"

"ہونے والی تھی۔۔ابھی ہوئی تو نہیں نہ۔۔۔ارمغان ابھی امشادی نہیں کرنا چاہتا۔۔ابھی آپ پنچائیت کا تو انتظار کرلیں کہ وہ کیا فیصلہ کرتی ہے"۔۔

ندرت چاچی نے بڑی چالاکی سے ارنغان کو بچالیا تھا۔

"تم کیا کہتے ہو؟" بجبیجسن نے سر جھکائے بیٹھے ارمغان کو دیکھا تھا۔۔

"بی بی جان میں ابھی بہت ڈسٹرب ہوں کوئی بھی فیصلہ نہیں کر سکتا اور گر شہر زاد کا نکاح ہو بھی جاتا ہے تو ممکن ہے کہ جرگہ اسے قبیلے سے ہی نکال دے اور اپنے علاقے اپنے قبیلے سے جلاوطن ہونا کسی کے لئے آسان نہیں آپ پلیز اس بات کو رہنے دیں" وہ ہی کہہ کر چلا گیا تھا۔۔اور بی بی جان خاموش سی بیٹھی رہ گئیں۔۔شہر زاد کی قربانی کا دن سر پہ کھڑا تھا۔۔۔

پھر پنچائیت بھی بیٹھی اور فیصلہ بھی سنادیا گیا جس سے پیر سائیں مزید ڈھے گئے اور شیر زاد گم سم ہو گئے۔۔۔۔

کاری کر دیا جائے یا قرآن سے نکاح کروا کے عمر بھر کے لیے ایک کمرے میں نظر بند کر دیا جائے۔۔۔تیسرا کوئی راستہ نہیں تھا کیونکہ ایک ایسی لڑکی جو آٹھارہ دن غیر مردوں کے شکنجے میں گھر سے باہر رہی اس کے لیے قبیلے میں کوئی جگہ نہیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی۔۔۔ہاں قرآن سے نکاح کے بعد وہ الگ کمرے میں اپنوں سے دور رہ سکتی تھی ان اپنوں سے جو اندر ہی اندر اسے کاٹ رہے تھے۔۔۔زرینہ کے مطابق اسے کاری (زندہ در گور) کر دینا بہتر تھا کیونکہ اس کے خیال مھں شہر زاد جیسی خود سر لڑکی کیلیئے کوئی بھی رعائیت نہیں ہونی چاہیے تھی۔

جبکہ فروز شاہ اور بہروز شاہ کا خیال تھا کہ اس کا نکاح قرآن سے کر دیا جائے یوں اس کی زندگی بچ سکتی تھی لیکن ندرت چاچی اور چھوٹی چاچی کا کہنا تھا کہ ایسی ناپاکی کی پوٹلی کو گھر میں رکھنے کا کیا فائدہ نا جانے وہ کب تک زندہ رہتی اور ان کی انے والی نسل خو مخواہ اس کے بارے سوال جواب کرتی رہتی سو اسکو کاری کر کے گھر کو پاک کر دینا چاہیے

www.novelsclubb.com

توقیر شاہ اپنے کمرے میں قید تھے پیر سائیں الگ بت بنے بیٹھے تھے۔میراں بی بی الگ رو رو کر نڈھال ہو چکی تھیں اور شہر زاد تو پتھر کی مورت بن چکی تھی۔اسے پتہ تھا کہ جو کچھ پنچائیت نے کہ دیا ہے وہی کچھ ہو گا لیکن پتھر جامد دل و دماغ میں

ایک موہوم سی امید باقی تھی کہ اسکا بہت اپنا اسے ضرور بچالے گا اسکے بابا اور بھائی اسے یوں بے نوت نہیں مرنے دیں گے وہ اپنی لاڈلی کیلیئے ڈھال بن جائیں گے مگر کوئی کچھ بھی نہیں جر سکتا تھا۔۔۔۔

قبیلے والوں کی پنچائیت کے فیصلے سے اختلاف کی ہمت نہ تھی اور اسکی مثال شمشاد خان اور خیام شاہ موجود تھے وہ شمشاد خان جو اپنی جان سے عزیز بیٹی دشمنوں کو سونپنے سے انکاری ہو گیا تھا جو پنچائیت کے فیصلے سے انکار کر کے اپنی جان ہار گیا تھا دوسی طرف خیام شاہ جو کلام شاہ کو بے رحم فیصلے سے باز رکھنے کیلیئے کتنے دن اسکو سمجھاتا رہا مگر وہ نہ سمجھے تھے۔۔الٹا خیام شاہ اپنی جان ہار گئے تھے آج جب ان کی بیٹی پر بے رحم لمحہ آیا تھا تو وہ کیسے ڈھال بن جاتے کیونکہ ان اصولوں کو انہوں نے خود پروان چڑھایا تھا اب وہ اپنی بیٹی کو کیسے بچا سکتے تھے مگر سب اپنوں کا بر حم رویہ دیکھر خاموش ہو گئے تھے خاص طور پر ارمغان سے انہیں یہ امید نہیں تھی۔۔۔۔۔...................

"کہاں چلے گئے ہو ہمیں چھوڑ کے دیکھو میری شہر زاد پہ کیا بیت رہی ہے" مکتوم نے فون کیا تو میراں بی بی رو پڑی۔۔۔۔۔۔

۔۔وہ کچھ لمحے تو بول ہی نہ پایا پھر گہری سانس کھینچی اور انکو دلاسہ دیا۔۔

"تائی ماں یہ سب گڑھے ہم نے خود ہی تو کھودے ہیں ا بھمیں رونے دھونے اور واویلہ کرنے ڈے کیا حاصل؟ آپ اپنے آپ کو بھی سنبھالیں اور شہر زاد کو بھی سمجھائیں شاید کوئی حل ںکل آئے۔"

"اب کیا حل نکلے گا کیا حل نکل سکتا ہے کل۔۔۔۔۔۔کل اس کا نکاح ہو رہا ہے۔۔۔میراں بی بی شدت غم سے پھٹ پڑی اور مکتوم شاہ چونک گیا۔۔۔

"بتاؤ کیا حل نکلے گا۔۔۔وہ رو رہی تھی اور مکتوم شاہ نے بنا کچھ بولے فون رکھ دیا۔۔۔وہ اس دن خہر زاد کو حویلی چھوڑنے کے بعد لاہور چلا آیا تھا اسنے نیا بزنس شروع کیا تھا اس کے لیے وقت ضروری تھا اسے پتہ تو تھا یہ سب ہو گا مگر مکمل یقین

نہیں تھا کہ سائیں سرکار اس طرح پنچائیت کا فیصلہ مان لیں گے۔۔۔۔۔۔وہ آفس روم میں آگیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"تائی ماں۔۔۔۔۔"میراں بی بی سجدے میں گری رو رہی تھی جب بھاری قدموں کی چاپ اور گھمبیر آواز سنائی دی شہزاد بیڈ پر گھٹنوں میں سر چھپائے بیٹھی تھی ہلکی سی جنبش ہوئی مگر چہرہ اوپر نہ کیا۔۔۔میراں بی بی اس سے لپٹ کر ہمیوں روئیں جیسے اپنا بیٹا نظر آیا ہو۔۔۔۔

"تائی ماں کچھ نہیں ہوگا سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔شہزاد نے اسکی بے معنی بے کار تسلی پہ شکستگی سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

نیچے مردان خانے میں سب مرد حضرات جمع ہو چکے تھے۔۔۔قازی صاحب کو لینے کیلیئے گاڑی جا چکی تھی تھوڑی دیر میں ہی اسکی موت کا بلاوا آنے والا تھا اور وہ کہہ رہا تھا سب ٹھیک ہو جائے گا وہ دوبارہ گھٹنوں میں منہ چھپا کر بیٹھ گئی۔۔اور سچ مچ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پندرہ بیس منٹ بذومعد اسکو بلانے کیلیئے ملازمہ آگئ تھی۔۔۔مکتوم شاہ بی بی جان سے ملنے گیا ہوا تھا اور وہ ہمت و امید کا دامن چھوتی ہارے قدموں سے باہر نکل آئی اسے آج بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ اتنے دنوں سے مکتوم شاہ کی گرم چادر استعمال کر رہی ہے۔۔۔اسی چادر کو لپیٹ کر وہ باہر نکل آئی تھی اسے آج کے بعد کسی سے نہیں ملنا تھا۔۔اسکے آنسوں خود بخود خشک ہو گئے تھے۔۔وہ سرد و سپاٹ ہو گئیں اور میراں بی بی اسکو جاتے دیکھ کر ساکت بیٹھی رہ گئیں۔۔

&&&&&&

سیڑھیاں اتر کر سامنے راہداری میں اسکا سامنا مکتوم شاہ سے ہوا وہ بی بی جان کے کمرے سے آرہا تھا۔۔اسے بھی وہیں جانا تھا جہاں شہرزاد جا رہی تھی وہ ایک پل کی لئے اس کے پاس ٹھہر گیا پھر سر جھکا کر آگے بڑھ گیا نہ جانے کیوں شہرزاد کو اسکا پل بھر کی لئے ٹھہرنا اور پھر سر جھکا کر جانا بے چین کر گیا تھا اسکی رگوں پہ رنج کی لہر ڈور گئی وہ اسے کچھ کہنا چاہتہ تھی اسے روکنا چاہتی تھی مگر وہ رایداری عبور کر کے

چلا گیا شہزاد کو یوں لگا گمیسے وہ بھی کچھ کہنا چاہتا تھا پھر ارادہ بدل کر چلا گیا وہ پہلی بار مکتوم سے بات کرنے کی خواہش کرری تھی مگر وقت نہیں تھا حالات نہیں تھے۔۔وہ مردہ قدموں سے اپنے لیے تیار شدہ "کمین گاہ" میں داخل ہو گئی اسکے ہمراہ ایک ملازمہ بھی تھی.......

وہاں حویلی کے سب افراد موجود تھے سوائے عورتوں کے

"نکاح شروع کیجئے" بڑے چچا بہروز شاہ نے پہل کی

"پیر سائیں اجازت ہے؟" قاری صاحب نے اجازت چاہی مگر وہ کچھ نہ بولے۔۔۔

"لالہ سائیں دیر ہو جائے گی موسم خراب ہے۔۔۔ قاری صاحب کو گھر بھی چھوڑنا ہے۔۔۔فروز شاہ بھی بول پڑے مگر سائیں شاہ کیسے اتنی جلدی اپنا کلیجہ نوچ کر زنداں میں پھینک دیتے کچھ ہمت تو جمع کرنی تھی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

"چچا سائیں شہزاد کی شادی کسی اور سے نہیں ہو سکتی؟ جیا کوئی اور راستہ نہیں ہے؟" عبیر شاہ بہن کیلئے روہانسا ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"جو لڑکی اتنے دن اور اتنی راتیں گھر سے باہر رہی ہو وہ کسی سید زادے کی زوجیت میں نہیں جا سکتی اور ویسے بھی کون پنچائیت کے فیصلے کو ٹھکرا سکتا ہے اور اس لڑکی سے شادی کیسے کر سکتا ہے۔۔۔ یہ لڑکی ہمارے خاندان سے باہر ہو چکی ہے۔"۔۔۔۔۔۔

"ایسے حالات میں کوئی اپنا تو قبول نہیں کرتا غیر تو پھر غیر ہوتے ہیں آخر عزت بے عزتی کا معاملہ ہے" بہروز شاہ کا لہجہ کھردرا تھا عبیر شاہ نے ارمغان کی طرف دیکھا وہ نظر پھیر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

#کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو 💞 نبیلہ_عزیز 💞

قسط_11 💞

"میں کروں گا اس سے شادی۔" مکتوم شاہ کی آواز اتنی بہت سی آوازوں کو یکدم ساکت کر گئی تھی سب نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا تھا لیکن وہ اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا کے اتنے چاہنے والوں میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا سوائے مکتوم شاہ کے۔۔۔اور اس مکتوم شاہ کے جس کا بقول شہزاد کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنا کوئی نام ونشان اپنی کوئی پہچان بھی نہ تھی جس کا کوئی حسب نسب نہیں تھا آج وہی مکتوم شاہ اس کی چادر سے اپنی عزت اور غیرت کا پلو باندھنے کو تیار کھڑا تھا۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔؟ تم بھی تو شاہوں میں سے ہو تم بھی تو اسی خون اسی نسل کا حصّہ ہو تمہاری شادی اس سے کیسے ہو سکتی ہے۔؟ مکتوم شاہ کے فیصلے پر سب سے پہلے چچا فیروز کو اختلاف ہوا تھا۔

"میں شاہوں میں سے ہوں یا نہیں میں نہیں جانتا البتہ انسانوں میں سے ضرور ہوں اور اس بات کا پکا یقین ہے اس لئے انسانیت کے خلاف کوئی کام نہیں ہونے دوں۔۔۔۔۔۔۔پیر سائیں اجازت دیجیے قاضی صاحب نکاح شروع کریں۔

وہ آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گیا تھا اور بڑی سی چادر میں لپٹی وہ دھواں دھواں ہو گئی تھی۔اس کا وجود پہلے ہی خاک کا ڈھیر بنا ہوا تھا اس کی ذات بھی دھجیوں میں بکھر گئی تھی اس کے غرور کے پرخچے اڑ گئے تھے اسے اندازہ نہیں تھا وہ شخص اس پر کرم

کرے گا جس پر ہمیشہ وہ ستم کرتی آئی تھی۔اس کے باوجود مکتوم شاہ اس بھری محفل میں اس کے سامنے دیوار کی مانند ڈٹ گیا تھا۔

اس کا نکاح قرآن سے ہو گا تم مداخلت مت کرو۔"اب کے بار بڑے چچا نے لب کشائی کی تھی۔"

اس کا نکاح مجھ سے ہو گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اس فیصلے سے آپ لوگوں میں کوئی مجھے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔"مکتوم کا لہجہ بے لچک تھا اور وہ اپنے مقام پہ اپنے فیصلے پر ڈٹ چکا تھا۔"

پیر سائیں بے جان سے بیٹھے اپنی رسوا عزت اور اپنی بیٹی کی زندہ لاش پر کھڑے ہو کر رشتے داروں کو دیکھ رہے تھے جن کا کسی کو احساس نہیں تھا بس وہ تو مٹھیاں بھر بھر مٹی ڈالنے کو تیار تھے۔اب اس مٹی تلے ان کی عزت دب جاتی یا بیٹی ان لوگوں کو بھلا کیا فرق پڑتا تھا اور لوگوں کی اسی بے حسی اور اپنی اسی بے بسی پر چپ

بیٹھے تھے بکل چپ۔۔۔۔یوں جیسے یہاں ان کی بیٹی کا نہیں کسی اور کی بیٹی کا فیصلہ ہو رہا ہو۔

"تم جانتے ہو یہ فیصلہ پنچائت نے کیا ہے۔یا اس لڑکی کو کاری کر دیا جائے یا اس کا قرآن سے نکاح کر دی جائے گا اور نکاح کے بعد یہ صرف ایک کمرے میں رہے گی۔جہاں سے نکلنا بھی اس کے لئے حرام ہو گا۔" چچا فیروز شاہ نے مکتوم کو پنچائت کے فیصلہ سے آگاہ کرنا چاہا جس سے وہ پہلے ہی باخبر تھا۔"تو پھر آپ اسے کاری کر دیں۔"مکتوم انتہائی سکون سے بولا۔"سب نے چونک کر دیکھا۔

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں کیونکہ آپ کے خیال میں آپ اسے کاری نہ کرتے ہوئے رعایت کر رہے ہیں۔اس کا نکاح قرآن سے کر کے اسے زندگی بخش رہے ہیں۔لیکن دونوں صورتوں میں آپ اپنے ہاتھوں سے اس کی زندگی ختم کر رہے ہیں۔قرآن سے نکاح کرنے اور ایک کمرے میں قید کرنے کے بعد بھی آپ سمجھتے ہیں آپ کا فیصلہ درست ہے آپ اس کے ساتھ نرمی برت رہے ہے۔؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM

چچا سائیں اس کمرے کی قید سے بہتر قبر اور نکاح سے بہتر موت ہو گی۔اس کے لیے جو آپ زندگی بخش رہے ہیں وہ زندگی نہیں عذاب ہے۔آپ ایک لاش کمرے میں بند کرنا چاہتے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں اس لاش کو قبر میں دفن کر دیں۔"مکتوم یکدم غصے سے بپھر گیا تھا۔وہ بچپن سے اس خاندان اور اس قبیلے کی عجیب عجیب اور سنگدلانہ اصول دیکھتا آ رہا تھا لیکن آج تک بس نا چل سکا تھا کہ ان لوگوں کو بے رحم رسم و رواج سے روک لیتا۔آج جب موقع مل ہی گیا تھا تو مکتوم چپ نا رہ سکا تھا اور نا ہی پیچھے ہٹنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

یہ باتیں ہم بھی جانتے ہیں یہ ہماری بیٹی ہے دشمن نہیں مگر بات اصولوں کی ہے فیصلہ پنچائت نے کیا ہے اکا نکاح قرآن سے ہو گا۔

www.novelsclubb.com

"اور اگر میں آپ کی پنچائت کے فیصلے کو نا مانوں تو؟"مکتوم شاہ سب سے ٹکر لینے پر تلا ہوا تھا۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تو تمہیں یہ گاؤں یہ گھر یہ قبیلہ ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہو گا۔ ہمارے فیصلوں سے یا اصولوں سے بغاوت کر کے تم یہاں نہیں رہ سکتے اور نا ہی اس لڑکی سے شادی کے بعد تمہیں یہاں رہنے دیا جائے گا۔ یہ ہمارا ہی نہیں پنچائت کا بھی فیصلہ ہو گا۔"

میرے خلاف آپ کا اور پنچائت کا جو بھی فیصلہ ہو گا مجھے منظور ہو گا۔" مکتوم بے حد سرد آواز میں بولا۔" وہاں موجود تمام افراد کو سانپ سونگھ گیا انہیں مکتوم شاہ سے اس انتہائی اقدام کی امید نا تھی۔ وہ تو سمجھ رہے تھے اتنے سنگین فیصلے کو سننے کے بعد وہ اپنے ارادے سے بعض آجائے گا لیکن اس کے برعکس وہ اپنے ارادے پر قائم تھا۔

اگر آپ نے اس نکاح میں رضامندی نہ بھی دی تب بھی میں یہ نکاح ضرور کروں گا آپ کے اصولوں کو میں کسی کی زندگی سے کھیلنے نہیں دوں گا۔" مکتوم کے انداز میں رتی برابر بھی فرق نہ آیا تھا۔"

سوچ لو مکتوم شاہ سب رشتوں سے کٹ جاؤ گے۔

بڑے چچا نے اسے سمجھانا چاہا۔

چچا سائیں یہ تو رشتوں سے کٹ جائے گی۔آپ کو میرا خیال ہے اس کا کیوں نہیں؟ کیا میں مرد ہوں اس لئے؟ نہیں چچا سائیں یہ سب میرے ہوتے ہوئے نہیں ہو گا۔

پیر سائیں آپ کیوں چپ ہیں۔؟ اگر یہ آپ سب کی نظروں میں قصور وار ہے تو اسے قتل کر دیجیے کاری کر ڈالیے لیکن یوں قرآن سے نکاح لکھنا کس حدیث میں لکھا ہے۔؟ یہ لیں قرآن اگر اس میں کسی عورت کا نکاح قرآن سے طے پانا لکھا ہوا ہو تو میں آپ کو نہیں روکوں گا آپ کر دیجیے نکاح۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اس سے پہلے مجھے اس فرسودہ اور ظالمانہ فیصلے کا کوئی ٹھوس وجود اور ثبوت دیجیے یہ قاضی صاحب بیٹھے ہیں یہ مجھے اس بات پر قائل کر لیں تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا بتائے قاضی

صاحب اسلام میں یہ سب جائز ہے اگر ہے تو کونسی حدیث میں لکھا ہوا ہے۔بتائیے ۔۔۔وہ بولنے پر آیا تو ایک ہی وقت میں سوالات کی بوچھاڑ کرتا چلا گیا۔

معملہ خاصا گرم ہو گیا تھا مکتوم شاہ ان سب کے لئے پریشانی بن گیا تھا وہ کسی بھی فیصلے کسی بھی بات کسی بھی حکم کو ماننے کے لئے تیار نا تھا یوں بات خاصی پھیل گئی تھی حویلی کے زنان خانے میں بیٹھی عورتوں کو پتہ چلا تو حیران رہ گئی تھیں زندگی میں پہلی بار تو کوئی قبیلے سے بغاوت کر رہا تھا اور بی بی جان کے ساتھ میراں بی بی بھی دھک رہ گئی تھیں کیوں کہ یہ سب سے قطع تعلق کرنے کا فیصلہ تھا اور دوسری طرف زرینہ تھی جسے یہ خبر سنتے ہی آگ لگ گئی تھی وہ پہلے ہی شہر زاد سے نفرت کرتی تھی اب مکتوم شاہ کو اس کے حق میں دیکھ کر کیسے برداشت کر لیتی اور ویسے بھی اب مکتوم اور اس کا حق تھا۔اور اسی حق کی خاطر بھروز شاہ اور ارمغان شاہ بول پڑے تھے انہوں نے قاضی صاحب کو روک دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تم زرینہ سے منسوب ہو اس لئے تم اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ان کی بات پر مکتوم نے پلٹ کر انہیں کاٹ دار نگاہوں سے دیکھا۔

"جس حد تک میں زرینہ سے منسوب تھا اس حد تک تم بھی تو شہزاد سے منسوب ہو چکے تھے اور جب تم اپنی منگ چھوڑ سکتے ہو تو میں کیوں نہیں؟اس کے تمام دلائل ٹھوس تھے دوسری بات کہنے کا کسی میں حوصلہ نہوں تھا آج وہ پہلے والے مکتوم شاہ سے یکسر مختلف مکتوم شاہ نظر آیا تھا اس نے آج تک حویلی کے کسی بھی معملے میں مداخلت نے کی تھی لیکن آج جب یہ کے بیٹھا تھا تو ہارنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ندرت چچی اور زرینہ نے کافی واویلا کیا تھا لیکن جو ہونا تھا اسے کون ٹال سکتا تھا اس نے سب کے سامنے بے خوفی سے ثابت قدمی دکھائی اور شہزاد کو اپنی عزت بنالیا اور پھر 5 منٹ بعد اس کا ہاتھ تھام کر نکل گیا تھا شہزاد کسی روبوٹ کی طرح اس کے ساتھ کھینچی چلی گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تائی ماں میرے لئے دعا کیجئے گا" وہ شہر زاد کے ساتھ ان کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا میراں بی بی نے محبت سے اس کا ماتھا چوم لیا تھا جہاں بیٹی کی زندگی بچ جانے کی خوشی تھی وہاں مکتوم شاہ کا ہمیشہ کے لئے بچھڑ جانے جا دکھ تھا۔

"بی بی جان کو کبھی بیٹے پر (خیام شاہ پہ) فخر ہوتا تھا آج اس مردانہ فیصلہ پر پوتے پر فخر ہوا تھا اس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ خیام شاہ کی بہادر اور نڈر اولاد ہے جو کسی کی طوفان سے ٹکر لینے کی ہمت اور طاقت رکھتا ہے۔

"ہمیں اجازت دیجئے بہت دور جانا ہے" وہ ان کے سامنے جھکا تھا میراں بی بی اور بی جان سے دعا لی تھی پھر وہ شہر زاد کی طرف متوجہ ہوئی تھی اور جو امانتیں مکتوم کی ماں دیکر گئی تھیں وہ مکتوم اور شہر زاد کے حوالے کر دیں اور اپنی کلائی کے کنگن اتار کر شہر زاد کو پہنا دئے تھے وہ بہت خوش تھیں مکتوم نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا شہر زاد کو کچھ بھی نہیں ہو گا سو اس نے وعدہ پورا کر دکھایا تھا۔ عبیر شاہ توقیر شاہ سب سے چھپ کر ان کو گاڑی تک چھوڑنے آئے تھے نکاح نامہ پر

سائن کرنے کے پندرہ منٹ بعد وہ اسے اپنے ساتھ لیکر حویلی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکل آیا تھا۔

---------------*--------------*----------

"شب بھر بارش برسی تھی، شب بھر تکیہ بھیگا تھا اور وہ شب بھر سکون سے سویا تھا اسے پتہ نہیں تھا کمرے کے باہر کمرے کے اندر کیسے کیسے برسے ہیں اسے تو بس یہ خبر تھی وہ تھکا ہوا تھا اور یقیناً شہزاد بھی اس تھکن کی لپیٹ میں سوئی رہی تھی اس لئے وہ اس کا دھیان کئے بغیر اٹھا اور باتھ روم شاور لیکر نکلا اور تیار ہو کر باہر چلا گیا تھا۔

"تم اپنی بیوی بچے کو لانا چاہتے تھے نا؟" اس نے ناشتے کے دوران ملازم سے کہا تھا۔

"جی صاحب".

"آج ہی لے آؤ پہلے ضرورت نہیں تھی میں گھر سے باہر ہوتا تھا مگر اب گھر کا کام زیادہ ہوا کرے گا اسی لئے کسی عورت کی ضرورت ہوا کرے گی"۔

"ضرور صاحب جی"۔۔۔۔۔وہ خوش ہو گیا تھا کہ تو بیوی بچے ساتھ رہتے دوسرا تنخواہ ڈبل ہو جاتی اسے بھلا کیا چاہیے تھا، ناشتہ کرنے کے بعد وہ آفس کے لئے نکل گیا البتہ جاتے جاتے ملازم کو ھدایت کر گیا تھا کہ بی بی جی سو رہی ہیں اٹھیں گی تو ناشتہ بنا لیں گی تم بیوی بچوں کو لینے کے لیے جا سکتے ہو اور وہ بخوشی چلا گیا تھا۔آفس آکر بھی وہ اپنا دھیان کام م نہیں لگا سکا تھا اس کی سوچ اس کے خیال پلٹ پلٹ کر حویلی والوں کی طرف جا رہے تھے جو یقیناً اپنوں کے بھی اپنے نہیں تھے۔وہ ایک ایک فرد کا رویہ سوچ رہا تھا کل اس نے شب چہروں سے نقاب اترتے دیکھے تھے وہ تو آج تک یہی سمجھتا آرہا تھا کہ صرف میرے ساتھ ہی ایسا ہوتا ہے مگر وہ تو اپنا ہی گوشت کھانے والوں اور خون پینے والوں میں سے تھے جن کو اپنے جسم کے بھی کوئی حصّے کٹ جانے کی تکلیف نہیں ہوتی تھی شاید اصول پرستی کے چکّر میں بی حس

ہو گئے تھے اور اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش میں اندر سے کھوکلے ہو گئے تھے لیکن ابھی تک اس کھوکلے پن کو چھپانے کی سعی کر رہے تھے۔

وہ جان چکا تھا حویلی کے در و دیوار بہت اونچے تھے مگر اس میں رہنے والے لوگ ایک دوسرے کے احساس اور محبت سے عاری ہو کر چھوٹے پڑ گئے تھے۔

"کس گہری سوچ میں ہو کیا ہوا خیریت تو ہے ؟" وحید کاظمی جانتے تھے کہ قبیلے والے لوگوں کو کوئی نہ کوئی مصیبت پڑی رہتی تھی اس لئے پوچھ لیا تھا اور وہ خاموش ہو گیا تھا انہیں کیا بتاتا کیا کر کے آیا تھا۔

"یار تم مجھے بھی پریشان کر رہے ہو بولو کیا مسلہ ہے ؟"

"وحید کاظمی اس سے بہت بے تکلف تھے وہ بھی ان کی فرینڈلی اور زندہ دل طبیعت سے کافی خوش ہوتا تھا ایک سال ہونے کو آیا تھا ان کے ساتھ کام کرتے ہوئے اب

تو وہ ان کی فیملی سے بھی کافی گھل مل گیا تھا ان کے اصرار پر اس نے سب کچھ بتادیا تھا اب چھپانے کا بھلا کیا فائدہ تھا۔۔۔۔۔۔

"ارے۔۔۔۔۔۔۔ یہ تو بہت اچھا اور بہادرانہ فیصلہ ہے شاباش دل خوش کر دیا ہے ہم بھی بہو کی کمی محسوس کر رہے تھے...." انہوں نے اسے گلے لگایا تھا انہوں نے اس کے فیصلے کو سراہا تھا۔

"ارے میرے بچے اداس کیوں ہوتے ہو میں ہوں نہ تمہارا انکل تمہارا دوست جب م تمھارے باپ کے لئے اپنا فلیٹ سجا سکتا ہوں تو تمھارے لئے تمہارا ہی گھر سجانا کون سا مشکل ہے تمھارے باپ کا نکاح کروایا تھا اب تمہارا۔ ۔۔۔۔۔۔ ولیمہ کروا دیتا ہوں یہی سمجھو گا کہ اتنے ارسے بعد ولیمہ کی فرصت ملی ہے آنے دو امینہ اور رومینہ کو"۔ انہوں نے اپنی بیٹیوں کا ذکر کیا جو اپنی ماں کے علاج کے سلسلے میں دو ہفتے پہلے امریکا گئیں تھیں۔

"نہیں انکل"

تم اپنی "نہیں" اپنے پاس رکھو تمہارا خرچہ ھر گز نہیں کروایں گے "وہ ڈانٹ چکے تھے اور وہ رخ پھیر گیا تھا۔

_______________*______________________*____________

'شام ڈھالے وہ گھر میں داخل ہوا تھا اس کا ملازم زلفی اپنے بیوی بچے کو لیکر آیا تھا وہ سیڑھیاں چڑھتے اپر آیا تھا اور دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوا تھا ورنہ اپنے ہی بیڈ روم میں دستک دے کر آنا عجیب بھی لگ رہا تھا۔ مگر پہلی نظر بیڈ پر پڑتے ہی ٹھٹک گیا وہ جس حال حلیے میں اسے صبح چھوڑ کر گیا تھا وہ اسی پوزیشن میں تھی۔ بریف کیس ٹیبل پر رکھ کر وہ تیزی سے قریب آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"شہزاد "اس نے قریب جھک کر اسے پکارا تھا لیکن اس پر اثر نہیں ہوا تھا۔

۔۔۔۔اس نے جیسے ہی اس کی کلائی پکڑی جسم کو آگ چھو گئی تھی وہ بری طرح بخار میں جھلس رہی تھی۔......

کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو نبیلہ_عزیز

قسط_12

----

www.novelsclubb.com

اونو! یہ تو صبح سے بخار میں پڑی ہے اور دن بھر اکیلی۔۔۔۔"مکتوم کو اپنی صبح والی عجلت اور لیکن آج وہ گھر پہ ہی تھا غفلت یاد آتے ہی ندامت ہوئی۔ وہ کپڑے چینج

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کئیے بناڈاکٹر کو بلالایا اور پھر رات بھر اس کے سرہانے بیٹھنا پڑا تھا کل کی رات اس نے آنکھوں میں کاٹی تھی آج کی رات وہ کرسی سمبھال چکا تھا۔

"وہ کافی کمزور ہو چکی تھی اور متواترا اتنے دنوں سے ذہنی ٹینشن کا شکار تھی اس لئے اتنے شدید بخار میں اعصاب جواب دے گئے تھے ڈاکٹر نے انجکشن اور ڈرپ بھی لگائی تھی صبح تک اس کی نقاھت میں کافی افاقہ ہوا تھا وہ حواسوں میں لوٹ آئی تھی دوپہر کے بارہ بج رہے تھے آج وہ گھر پہ ہی تھا اسے حرکت کرتا دیکھ کر قریب اگیا۔

"اب کسی طبیعت ہے ؟"شہزاد نے اپنے اعصاب کنڑول کرتے ہوئے قریب جھکے مکتوم شاہ کو دیکھا تھا جو محض فارمیلٹی نبھانے کے لئے فکر مند نظر آرہا تھا اس کو چپ دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا پھر دن بھر خاموشی ہی چھائی رہی لیکن شام کو وحید کاظمی کی فیملی اچانک آگئی تب تو وہ قدرے بہتر ہو چکی تھی لیکن بخار اور کمزوری کے اثار ابھی بھی باقی تھے۔

"واہ بھئی آپ کی دلہن تو ایسی حالت میں بھی ہوش اڑا رہی ہے" روبینہ نے برملا اظہار کیا تھا شہر زاد نے ان کے ساتھ نیچے ڈرائنگ روم میں جانا چاہا مگر ان لوگوں نے روک دیا کہ باہر کافی سردی ہے وہ بیمار ہے اس لئے اس کے لئے بستر میں رہنا ہی ٹھیک تھا مکتوم البتہ وحید انکل کے پاس چلا گیا تھا۔

"آپ بیٹھیں ناں آنٹی" مسز کاظمی کو بھی اٹھتے دیکھ کر بے ساختہ شہر زاد کو بولنا پڑا تھا۔

"نہیں بیٹا تم لوگ بیٹھو ہم بوڑھے لوگ مس فٹ لگتے ہیں انجوائے کرنے کے دن تم لوگوں کے ہیں" مسز کاظمی پیار سے شہر زاد کا گال تھپک کر مسکراتی ہوئی چلی گئیں وہ دل کی مریضہ تھیں کچھ عرصہ پہلے ان کا بائی پاس ہوا تھا اور ابھی بھی وہ مکمل ٹھیک نہیں ہوئی تھیں پھر بھی ان کے چہرے پر بشاشت اور سکون کا پہرہ تھا وہ بہت گریس فل تھیں شہر زاد کو اپنی ماں کا خیال آگیا اور آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔

"بھابی آپ کو آتے ہی بیمار نہیں ہونا چاہیے تھا بھائی تو بور ہو گئے ہونگے ؟" امینہ نے معصومیت سے کہا تھا اور وہ لفظ بھابی پر چونک گئی ایک نیا رشتہ ایک نیا تعلق ایک نیا نام مل رہا تھا لیکن کس کے حوالے سے مکتوم شاہ کے ساتھ ایسا بندھن بندھ جائے گا اس نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا۔

"بھابی لگتا ہے آپ کو ابھی بھی آرام کی ضرورت ہے ہم نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا ہے" اسے سوچوں میں گم دیکھ کر امینہ اور رومینہ مایوسی ہوئی تھی اور شہر زاد چونک گئی تھی۔

"نہیں نہیں میرا دھیان کہیں اور چلا گیا تھا تم لوگ بیٹھو اتنے دنوں بعد فریش چہرے دیکھ کر اچھا لگ رہا ہے" اس نے رومینہ کا ہاتھ پکڑ لیا تھا" اور پھر دونوں بہنوں کی باتیں اور شرارتیں شروع ہویں کہ شہر زاد اتنے غم اور طبیعت خراب ہونے کے باوجود مسکرانے پر مجبور ہو گئی تھی وہ دو گھنٹے متواتر انھوں نے شہر زاد کو بھرپور کمپنی دی تھی بلا خر مکتوم ہی انکل کے کہنے انہیں بلانے آیا تھا۔

"بھابی ہم تو اپنے نیگ ولیمہ کے روز ہی لیں گے لیکن یہ تو بتائیں بھائی سے آپ نے کیا لیا ہے؟امینہ شرارت سے بولی تھی شہر زاد نے چہرہ جھکا لیا اس نے اسے اپنی عزت اپنی غیرت اپنا نام اور اعتماد سونپ دیا تھا اس کے علاوہ بھلا کس چیز کی ضرورت رہ جاتی تھی۔

"بھائی بھابی کو شوپنگ کب کروا رہے ہیں؟" جاتے جاتے انہوں نے مکتوم کو اس بات کا احساس دلوا دیا جو شاید اسے خود سے کبھی یاد نہ آتا کیوں کہ یہ سچ تھا کہ شہر زاد گھر سے کچھ بھی لیکر نہیں آئی تھی لیکن اس بات کا اسے دھیان ہی نہیں تھا اور وہ تین روز سے انہی کپڑوں میں نظر آ رہی تھی اور اگلے دن اس نے سب سے پہلا کام یہی کیا تھا۔شہر زاد کو چلنے کا کہا مگر وہ انکار کر گئی اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ مارکیٹ جا کر اپنے لئے کچھ پسند کر لیتی سو مجبوراً مکتوم شاہ کو یہ مشکل ترین کام سر انجام دینا پڑا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تمام شوپنگ بیگ سمیت وہ بیڈروم میں آیا تھا وہ تولیہ سے منہ پونچھتی باتھ روم سے نکل رہی تھی۔

"ان چیزوں میں سے یقیناً بہت سی چیزیں کم ہونگی لیکن جو کچھ میرے دھیان میں آیا وہ لے آیا ہوں کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا لے آؤں گا۔

"وہ سب کچھ بیڈ پر ڈھیر کر کے چلا گیا تھا اور شہرزاد یونہی چیزیں دیکھنے لگی تین چار نفیس سے ڈریس، سینڈل، چپل، تولیہ، برش بلکہ ضرورت کی تمام اشیا موجود تھیں اور شہرزاد کا چہرہ سرخ اور نظر جھک گئی تھی جسے ہر چیز کا پتہ ہو اسے بتانے کا کیا فائدہ؟ وہ خفت سے سوچتی ہر چیز اٹھا کر الماری میں رکھنے لگی اور اتنے میں ٹیبل پر رکھا مکتوم شاہ کا موبائل فون بج اٹھا وہ موبائل اٹھا کر مکتوم کو دینے کا ارادہ رکھتی تھی مگر مومنہ پھپو کا نمبر دیکھ کر صبر نہ ہوا اور کال ریسیو کر لی۔

"ہیلو پھپو" اس کا لہجہ ایک پل میں بھیگا تھا۔

"شہر زاد کیسی ہو بیٹا؟" مومنہ پھپو کو تمام حالات کا علم ہو چکا تھا۔

"میں۔۔۔۔۔۔ میں بلکل ٹھیک" حلق سے آنسو اترنے لگے تھے۔

"ارے نہیں میری جان روتے نہیں ہیں بہادر بنو اللہ تعالیٰ نے بہت کرم کیا ہے عزت بھی بچ گئی اور زندگی بھی انشااللہ آئندہ بھی بہتر کرے گا"۔ انہوں نے تسلّی دی تھی۔

"پھپو سب مجھے۔۔۔۔ ناپاک۔۔۔۔۔ وہ کہتے کہتے رو پڑی اور اتنی شدّت سے روئی کہ مومنہ پھپو کچھ دیر بول ہی نہ پائیں تھیں وہ اس کا دکھ سمجھ رہی تھیں شہر زاد کا آغوا اس کے دامن کو مشقوق کر گیا تھا سب کی نظروں میں اس کی پاکیزگی فنا ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا یہ سب کی گندی سوچ ہے گندی ذہنیت ہے تم پریشاں مت ہو بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو مکتوم تمھارا ہمسفر بنا ہے اور وہ ایسی گھٹیا سوچ نہیں رکھتا وہ ہمیشہ تمہاری

عزت اور قدر کرے گا مجھے اس پر فخر ہے اس نے اتنا بڑا اور مضبوط قدم اٹھا کر دل خوش کر دیا ہے۔" وہ اسے سمجھا رہی تھیں اور انہوں نے اور بھی نجانے کیا کچھ سمجھایا تھا لیکن شہر زاد کچھ بھی نہ سن رہی تھی اس کے زخم پھر سے ادھڑ گئے تھے.

"شہر زاد ہمیں تم سے یہ امید نہیں تھی تم تو بلکل ہی ہمت ہار بیٹھی ہو، بیٹا اپنے آپ کو سمبھالو حالات کو فیس کرو دیکھو وہ بھی تو ہے تمھارے لئے اتنے لوگوں کے سمنے ڈٹ گیا سب کچھ چھوڑ دیا ہے لڑکیوں کو ایک نہ ایک دن

سسرال جانا ہی ہوتا ہے اپنے ماں باپ بہن بھائی سب کو چھوڑنا ہی ہوتا ہے لیکن کوئی مرد کسی کے لئے اپنے اباؤ اجداد چھوڑ دینے کا حوصلہ کبھی نہیں کر سکتا جتنی اکیلی اور پریشاں تم ہو اتنا ہی اکیلا اور پریشان وہ بھی ہے لیکن پھر بھی ثابت قدمی کا ثبوت دے رہا ہے تم دونوں کو اچھے طریقے سے زندگی کی شروعات کرنی چاہیے پہلے بھی تم دونوں لاہور میں ہی رہتے تھے لیکن فرق اتنا ہے اب ساتھ ہو، ایک ساتھ چلو ایک دوسرے کا احساس کرو اگر احساس ہو گا تو محبت بھی ہو گی سمجھ رہی

ہونا؟ وہ مدھم آواز میں شہرزاد کو سمجھا رہی تھیں اور حتیٰ لامکان ان کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی یعنی اب اسے مکتوم شاہ کے ساتھ مغرور سی کزن نہیں بیوی بن کر رہا تھا۔

___________*_______________________*____________
_____

"اور پھر وہ شہرزاد جو کبھی اپنے گھمنڈ، غرور، ہٹ دھرمی اور ضد سے نیچے آنے کا کبھی سوچتی بھی نہیں تھی اس نے اپنا آپ ہر چیز کے نیچے دبا دیا تھا وہ خاک ہوئی تھی سو اس نے اپنے آپ کو خاک کر دیا تھا کیوں کہ وہ جان چکی تھی کہ انسان خاک ہے مٹی کا پتلا ہے اب وہ کانچ کا پیکر یا پتھر کا مجسمہ بننے کی کوشش کرے گا بھی تو اپنی ہی خاک کو دھول اڑائے گا اور جب اپنی ہی دھول اڑتی ہے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس تکلیف کو وہ سہہ چکی تھی اس لئے اب خاک کو خاک سمجھنے کا ہنر آگیا تھا اور یہ بھی سمجھ آگیا تھا کہ وہ گزشتہ زندگی میں کیا کیا غلطیاں کرتی رہی ہے۔

__________*____________________*_________

انسان غلطیوں سے اس وقت سمبھلتا ہے جب کوئی بڑی ٹھوکر کھاتا ہے وہ بھی یہ ٹھوکر کھا چکی تھی سو اب قدم سمبھل چکے تھے اور وہ مکتوم شاہ کے وسیع ظرف کی متعرف ہو چکی تھی وہ خود کو اس کے سامنے نظر اٹھانے کے قابل بھی نہیں سمجھتی تھی وہ اس کی مجرم اور گنہگار تھی اور اسی وجہ سے ابھی تک دونوں میں اجنبیت تھی اور یہ اجنبیت سب سے زیادہ مکتوم کی طرف سے تھی وہ اس تمام ضرورتیں پوری کر کے خود کو ابھی سے لاتعلق رکھے ہوئے تھا مگر شہرزادا اس سے لاتعلق نہیں تھی اس نے اس گھر سے اور اس گھر کے مالک سے جڑے ہر تعلق کو قبول کر لیا تھا کیوں کہ وہی اس کی زندگی اور زندگی کا حاصل تھا اسے لگ رہا تھا کہ اسے بِلا وجہ ہی محبت ہو چلی ہے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ مکتوم شاہ کی سرد و سپاٹ کیفیت سے کبھی کبھی گھبرا جاتی تھی لیکن پھر خود ہی اپنے آپ کو تسلیاں دینے لگتی تھی اور ان تسلیوں میں امینہ اور رومینہ کا بھی ہاتھ تھا وہ شہر زاد کا نئی زندگی کی شروعات میں کافی زیادہ ساتھ دے رہی تھیں اور انہوں نے مکتوم کے منع کرنے کے باوجود گھر ایک چھوٹی سی ولیمہ کی پارٹی رکھ لی تھی اور اس تیاری میں وحید انکل بھی پیش پیش تھے ان کی چار بیٹیاں تھیں دو شادی شدہ تھیں اور کینیڈا میں مقیم تھیں۔اور دو ابھی تک غیر شادی شدہ اور ہواؤں میں اڑتی پھر رہی تھیں دونوں ہی بے حد شرارتی تھیں ان کو دیکھ کر مکتوم کو زرش اور سحرش کا خیال آتا تھا اور پھر کبھی کبھی تو دل میں یہ خواہش بھی آہ بھر کہ رہ جاتی تھی کہ کاش میری بھی کوئی بہن ہوتی اور وہ اسے ڈھیروں پیار کرتا لیکن وہ جب اسے اپنا بھائی کہتیں تو اسے اچھا لگتا تھا۔آج تو کچھ زیادہ چمک رہی تھیں بیڈ روم میں گھسی ہوئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"دل تھام لیجئے ہم بھابی کو نیچے لا رہے ہیں" رومینہ نے شرارت سے چھیڑا تھا وہ وحید انکل کے سامنے ان کی چھیڑ چھاڑ سے نہ چاہتے ہوئے بھی نروس ہونے لگا تھا۔

"کیوں شرم آ رہی ہے" اتنے لوگوں کے سامنے شادی کے لئے لڑتے جھگڑتے شرم نہیں آئی" وحید کاظمی بیٹیوں سے بڑھ کر تھے۔

"انکل ایک بات پوچھوں؟" وہ شرٹ کے بازو فولڈ کرتے ہوئے نارمل انداز میں بولا تھا۔

"پوچھو آج بہو کی خوشی میں اجازت ہے"

"آپ ایسے کاموں میں کچھ زیادہ ہی خوش رہتے ہیں کسی کی خفیہ شادی اور کسی کا چار دیواری میں ولیمہ کروا کے کہیں ایسا ہی کوئی خفیہ کام؟" مکتوم نے بات ادھوری اور ذومعنی کہی تھی اور وحید انکل کا قہقہ فلک شگاف تھا وہ اس کی چوٹ سے محفوظ ہوئے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بیٹا چار چار بیٹیوں کا باپ ہوں اب ایسے خفیہ کام کروں بھی تو یہ پکڑ لیں گی اس لئے دوسروں کو دیکھ کر ہی خوش ہو جاتا ہوں" انہوں نے قریب آتی شہر زاد کے سر پر دست شفقت رکھا تھا اور مکتوم نے دیکھا کے وہ کس کے سر پر ہاتھ رکھ رہے ہیں اور اس دیکھنے دیکھنے میں سب کی نظروں میں اگیا تھا وہ گولڈن اور گرین کمبی نیشن کی انتہائی نفیس اور کامدار ڈریس میں تھی اور نفاست سے کئے گئے میک اپ اور ھلکی پھلکی جیولری میں سچ مچ مدہوش کرنے کے درپہ تھی امینہ نہ چونکاتی تو یقیناً وہ نظر نہ ہی ہٹا پاتا۔

"نیگ ذرا بھاری والا تیار رکھیں اتنی محنت کی ہے ہم نے" دونو بہنون نے انفارم کیا تھا اور وہ ان کی محنت اور محبت کا حق سمجھ کر سر ہلا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

__________*____________________*__________

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نام نہاد ولیمہ کی رات وہ کمرے میں ہی نہیں گیا تھارات بھر ڈرائنگ روم میں سگریٹ پھونکتے ہوئے سوچوں میں الجھا رہا تھا کیوں کہ وہ اتنا بڑا قدم اٹھا لینے کے بعد بھی شہر زاد کی طرف سے اپنا دل صاف نہیں کر سکا تھا اسے آج بھی اپنی ماں کے دامن پر اچھالے جانے والے کیچڑ کے داغ بے چین کیے رکھتے تھے وہ آج بھی اس کی حقارت اور نفرت سوچتا تو پور پور جل اٹھتا تھا اس کی رگ رگ میں آگ بہنے لگتی تھی۔ وہ شہر زاد کی طرف مائل بھی ہونا چاہتا تو نہیں ہو سکتا تھا کیوں کہ اسے معلوم تھا وہ اسے ناپسند کرتی ہے وہ شاید ارمغان کو چاہتی ہو اسے سوچتی ہو ایسے میں وہ اس پہ اپنا استحاق اور تسلط نہیں جمانا چاہتا تھا وہ اسے تو قبول کر چکا تھا لیکن اس کی بہت سی چیزوں کو قبول نہیں کر پا رہا تھا وہ عجب دوراہے پڑ کھڑا تھا اور یہ دوراہا تو جوانی کی پہلی نظر سے چلا آرہا تھا ایک طرف دل تھا تو ایک طرف دماغ ایک طرف شہر زاد تھی تو ایک طرف ماں باپ ایک طرف بے خودی تھی تو ایک طرف بے رخی اور وہ ہمیشہ اس "تو" کے بعد کو باتوں کو مانتا آرہا تھا اس نے ہمیشہ دماغ کا کہنا

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

مانا تھا اس نے ہمیشہ ماں باپ کو چاہا تھا اس نے ہمیشہ بے رخی پہ. یقین رکھا تھا بے خودی کو تو وہ ہمیشہ خود ہی اپنے قدموں تلے روند ڈالتا تھا اسی لئے اب اس دوراہے سے خود کو ہٹانے کے لئے اپنے آپ سے ہی الجھ پڑ رہا تھا۔

"اور ایک وہ تھی جو اکیلی ہی سنبھل گئی تھی اور اپنے اچھے برے کو جاننے کے قابل ہو گئی تھی اس نے رات بھر اس کا انتظار کیا تھا وہ اتنا سنگدل ہو چکا تھا اس کو ایک نظر دیکھنے کی غرض بھی نہیں رکھتا تھا وہ اپنی موجودہ زندگی پہ دو آنسو بہا کر تلخی سے مسکرائی تھی۔

"جو بویا ہو وہ تو کاٹنا ہو پڑتا ہے محترمہ شہرزاد" اس نے خود کلامی سی کی اور آہستہ آہستہ تمام زیور اتارنے لگی تھی ایک اور صبح کنارے آ لگی تھی اور ایک نیا دن نئی رات کو ڈھونڈنے نکل چکا تھا شاید اسے رات مل ہی جاتی مگر اپنا آپ گنوا کر بلکل ایسے جیسے محبت انسان کے دل کو کھا کر جوان ہوتی ہے پھر محبت تو رہتی ہے مگر دل نہیں رہتا اسی طرح رات تو رہتی ہے دن نہیں رہتا جیسے۔۔۔۔۔ جیسے شہرزاد تو رہ

گئی تھی مگر مکتوم نہیں رہا حالاں کہ وہی تو اسے ڈھونڈ نے نکلا تھا اور ڈھونڈ کر خود کھو گیا تھا۔

------------*،------------------*----------

رفتہ رفتہ خود بخود زندگی روٹین پر آتی چلی گئی تھی اور ان دونوں کو ہی پتہ نا چلا کہ کیسے سب کچھ نارمل اور اپنے اپنے مقام پر فٹ ہو گیا تھا اور وہ اپنا آفس سمبھال رہا تھا اور وہ گھر سمبھال چکی تھی اگرچہ مکتوم نے اسے یونیورسٹی جوائن کرنے اور اپنا آخری سیمسٹر کلئیر کرنے کی اجازت بھی دی اور اصرار بھی کیا تھا مگر وہ اونچے اونچے سپنے اور خود کو بہت آعلیٰ چیز سمجھنے کے دور سے نکل آئی تھی جب اسے اس چار دیواری کے لئے ہی جینا تھا تو وہ اس چار دیواری کو ہی اپنا بنا کر رکھنا چاہتی تھی اب خود کچھ بن دکھانے کا شوق جاتا رہا تھا اب بیوی بن کر دکھا دیتی یہی کامیابی تھی۔

"آج اتوار تھا اور وہ گھر پہ ہی تھا شہزاد سارے کام کر کہ اپر چلی گئی تھی اس کا ارادہ بیڈ روم صاف کرنے کا تھا مگر مکتوم لاونج میں بیٹھا بے دھیانی اور سستی سے ٹی وی دیکھنے میں محو تھا اتوار کو کوئی کام نہیں ہوتا تھا اور وہ گھر پر بور ہو جاتا تھا ابھی بھی ڈھیلے ڈھالے براؤن کلر کے شلوار سوٹ میں وہ صوفے پہ نیم دراز لیٹا چینل سرچ کر رہا تھا جب موبائل بج اٹھا تھا۔

کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو 💞 نبیلہ_عزیز 💞

قسط_13 💞

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیسے ہو بیٹا؟ مومنہ پھپھو بات کر رہی تھیں تقریباً پانچ منٹ بعد انہوں نے شہر زاد کو فون دینے کو کہا اور وہ جوتے پہن کر شہر زاد کی تلاش میں نظر دوڑاتا اپر آگیا کیوں کہ کچن کا دروازہ بند تھا اور موبائل کی سمت دھیان ہونے کی وجہ سے وہ بنا دستک دئے اندر چلا آیا تھا لیکن شہر زاد کو دیکھ نظر تو نظر ایمان بھی ڈانواڈول ہو گیا تھا آف وائٹ باریک سلکی نائیٹی میں اس کے ہوشربا سراپے کی حشر سامانیاں مکتوم شاہ کی رگوں میں لہو کی گردش تیز کر گئی تھیں وہ پہلی بار بے خودی میں اپنے قدم روک نہیں پایا تھا اور دوسری طرف شہر زاد اس اچانک افتاد پر شرم سے زمین میں گڑھ گئی تھی اس کے تو وہم و گمان میں بھی نا تھا کہ وہ یوں اچانک چلا آئے گا وہ اپنی جگہ ہلنے کے قابل بھی نہیں تھی مکتوم شاہ کی نگاہوں کا استحقاق ایسا تھا کہ شہر زاد کی رنگت شرم سے سرخ پڑ گئی۔

"پھپھو کا فون۔۔۔" اس نے بے حد گھمبیر آواز سے کہتے ہوئے موبائل اسے تھمایا اور اسے حصار میں لے لیا شہر زاد آف موبائل اور مکتوم کی کھوئی کھوئی کیفیت دیکھ

کر حیران ہوئی تھی اس کے حصار میں شدت سے اس کے منہ سے سسکی نکل گئی تھی وہ اس کی سسکی سن نہیں سکا تھا۔

"نفرت کرتی ہو نا مجھ سے؟" وہ اس کے وجود کو بانہوں میں بھینچ کر اس کا چہرہ سختی سے اپنے سامنے کر چکا تھا شہزاد کے چہرے پر نجانے کس درد کس تکلیف کے اثار تھے کہ وہ مزید بپھر گیا تھا۔

"میں بھی تم سے نفرت کرتا ہوں اتنی نفرت کہ جی چاہتا ہے تمہیں جان سے مار ڈالوں قتل کر دوں تمہارا" وہ اس کے بال مٹھی میں دبوچ چکا تھا اور وہ آنکھوں کی نمی چھپانے لگی۔

"میں نفرت کرتی تھی تو سب کچھ کر گزرتی تھی کسی کے دل کی پرواہ نہیں کرتی تھی آپ نفرت کرتے ہیں تو آپ بھی اظہار کریں جو چاہتے ہیں کر ڈالیے، مجھے

جان سے مار کر اگر آپ کو سکوں ملتا تو میں ابھی یہ کام کر لیتی آپ کا سکون تو میری زندگی سے جڑا ہے میں ہوں تو آپ کو سکون ہے میں نہیں تو آپ۔۔۔۔۔

"جسٹ شٹ اپ میں بکواس نہیں سننا چاہتا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مشتعل ہونے لگا اور شہزاد نے بے اختیار نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور ہاتھ میں پکڑا موبائل اس کی سامنے والی جیب میں ڈال دیا وہ ابھی بھی اس کے حصار میں تھی کیوں کہ اس حصار میں اس کی زندگی کا تحفظ تھا پھر وہ اس حصار سے نکلنے کی بیکار سی کوشش کیوں کرتی؟

"آپ تو بڑی سے بڑی باتیں برداشت کر لیتے ہیں یہ ذرا سا سچ برداشت نہیں ہو رہا؟"اس نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ دیا تھا اس نے شہزاد کو ایک جھٹکے سے خود سے دور کر دیا وہ اس کے سکون اور اتنے یقین کو دیکھ کر پاگل ہی تو ہوا بیٹھا تھا لیکن یوں لڑکھڑا کر بیڈ پر گرتے ہوئے وہ ہلکے سے کراہی تھی اور وہ پلٹ کر واپس جاتے جاتے ٹھٹک گیا تھا۔اس کی پشت پر ہلکا سا خون کا دھبا دیکھ کر وہ چونکا تھا کیوں

کہ اس کی کمر پر ترچھی سی لکیروں میں تین چار داغ تھے وہ جھک کر ان داغوں کو چھونے سے خود کو روک نہیں پایا تھا۔

."یہ داغ یہ زخم کیسے ہیں؟" مکتوم حیرت زدہ ہو چکا تھا لیکن وہ یونہی اوندھے منہ گرے بے اختیار سسک اٹھی تھی وہ اس کے زخموں کو چھو رہا تھا۔

"شہرزاد میں کیا پوچھ رہا ہوں یہ کیا ہے یہ نشان کیسے ہیں" اس نے جھٹکے سے اسے کندھوں سے تھام کر سیدھا کیا اور اپنے سامنے کر لیا تھا۔

"جب میں کڈنیپ ہوئی۔۔۔۔۔تو۔۔۔۔۔میں نے کھانا پینا بند کر دیا تھا اور جب تین چار روز میں نے کچھ نہیں کھایا تو وہ عورت جو مجھے کھانا دینے آتی تھی اس نے ایک دن چھڑی سے مارنا شروع کر دیا" وہ ہچکیوں سے بتا رہی تھی اور مکتوم کا دماغ ماؤف ہو گیا وہ بے یقینی سے دیکھ رہا تھا کہ اس نے کیسی کیسی اذیتیں سہی ہیں۔

"تو یہ ابھی تک ٹھیک کیوں نہیں ہوئے؟"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مم میں نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا لیکن۔۔۔۔۔ایک دن اماں سائیں نے میری قمیض پر خون کے دھبے دیکھ لئے تھے۔۔۔پھر انہوں نے ہی دو تین روز میری زخموں پر مرھم لگایا۔۔۔۔اور بعد میں، میں یہاں آگئی اور پھر کوئی مرہم نہیں لگایا مجھے اتنے دنوں سے نیند نہیں آتی تھی۔میں نے کل زبیدہ سے مرھم منگوالیا اور ابھی بھی یہ مرھم لگا رہی تھی اور آپ۔۔۔۔وہ اپنے آنسو پونچھ کر سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی اور مکتوم کو ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنی بانہوں کے حصار میں جکڑی شہرزاد کے چہرے کی تکلیف اور درد کی وجہ سمجھ آگئی تھی اور یہ بھی سمجھ آگیا کہ وہ دن میں نائیٹی کیوں پہنے ہوئی تھی اور پھر وہ کتنی ہی دیر بے آواز آنسو بہاتی رہی اور وہ خاموشی سے مرھم لیکر اس کے زخموں پر لگاتا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

----------*-------------------*----------

غزل کا تعلق اس گروہ سے تھا جو لوگوں کی عزتوں کا سودا بڑی آسانی اور دیدہ دلیری سے کرتا تھا پہلے وہ کسی بھی بچے کو آغوا کر کے تاوان مانگ لیتے تھے لیکن ان کو بچوں

کے آغوا میں کچھ ہاتھ نہیں آتا تھا پھر انہوں نے لڑکیوں کا آغوا کرنے کا سوچا اور انہیں اچھی خاصی کامیابی ہوئی جس لڑکی کے گھر سے تاوان نہیں ملتا ان لڑکیوں کو غیر ملکی مردوں کو بیچ کر انہیں ان مردوں کی رات کا سامان بنا دیا جاتا تھا اور جب وہ لڑکی ہر ہاتھ میں بکنے لگتی اور اپنی خوبصورتی کھو دیتی تو اسے آزاد کر دیا جاتا تھا اور اس کاروبار میں ملک کے نامور حضرات کا بھی ہاتھ تھا جو دن کی روشنی میں معروف شخصیت کا چولہ پہن کر عزت اور ستائیش سمیٹتے لیکن اس دفعہ انہوں نے ہاتھ غلط جگہ ڈال دیا تھا۔

"وہ عورتیں جو اس کام میں استعمال ہوتی تھیں وہ جانتی تھیں وہ ایک سید زادی ہے وہ کسی خاندان سے تعلق رکھتی ہے اس لئے اسے غلط نگاہ سے دور رکھتے ہوئے محض تاوان پر اکتفا کیا تھا کیوں کہ غزل اتنے دنوں سے شہزاد کو جانتی تھی وہ اس کی کلاس فیلو بن کر رہی تھی اور باقاعدہ پلاننگ کر کے اس روز اس کے ساتھ گاڑی میں آئی اور اس کا آغوا کروالیا تھا کیوں کہ وہ بہت عرصہ سے جانتے تھے اس آسامی

سے بہت فائدہ ہو گا مکتوم شاہ اور توقیر شاہ نے کرڑی سے کرڑی ملا کر ان کے تمام

فائدے ملیامیٹ کر دیے تھے پورا گینگ بمہ ثبوتوں کے گرفتار ہوا تھا دو اور لڑکیاں

بھی برآمد ہوئیں تھیں لیکن ابھی بھی مکتوم شاہ اس معملے سے الگ نہیں ہوا تھا وہ ان

لوگوں کو عبرتناک انجام تک پہنچا کر دم لینا چاہتا تھا۔ وہ آج شہر زاد کے زخم اور

تکلیف دیکھ کر پہلے سے زیادہ غضب ناک ہو گیا تھا وہ ان لوگوں کو سخت سزا دلانا

چاہتا تھا۔

----------*---------------*-----------

"زبیدہ ایک کپ چائے لے آؤ" وہ آتے ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا انداز بے حد تھکا تھکا سا

اور بوجھل تھا زبیدہ کمرے سے باہر نکل گئی تو وہ ٹائی کو ناٹ کھول کر وہیں آڑا ترچھا

لیٹ گیا شہزاد زبیدہ کو پاس بیٹھائے اس سے باتیں کر رہی تھی جب وہ اپنے وقت

سے ایک گھنٹہ پہلے اگیا تھا اور شہر زاد کو نظر انداز کر کے زبیدہ سے مخاطب ہوا تھا یہ

بیگانگی اور بے رخی ان دونوں کے درمیاں سے ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی وہ آٹھ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

مہینوں سے ندی کے دو کناروں کی طرح ساتھ ساتھ چل کر بھی ایک دوسرے سے بہت دور تھے حالاں کہ شہر زاد کچھ اپنے دل کی آمادگی سے اور کچھ مومنہ پھپو کی نصیحتوں سے کافی حد تک اس کی بیوی کے روپ میں ڈھل چکی تھی لیکن وہ ابھی تک ایک شوہر کے روپ میں نہیں ڈھلا تھا وہ آج اپنے آپ کو وہی مکتوم شاہ سمجھتا تھا جس سے شہر زاد کو چڑ اور نفرت ہوتی تھی۔

"وہ آنکھیں بند کئے یوں بے ترتیب سے لیٹے مکتوم شاہ کو

بڑی توجہ سے دیکھنے لگی تھی وہ بیڈ پر قریب ہی تو بیٹھی تھی ذرا سا ہاتھ بڑھا کر اس کے نین نقوش چھو سکتی تھی (سب کہتے ہیں یہ خیام چچا کی کاپی ہے کیا وہ اتنے ہی خوبصورت تھے بلکل اس جیسے ؟) وہ اسے دیکھتے ہوئے سوچنے لگی اور جب تک زبیدہ آئی وہ شاید سو چکا تھا شہر زاد نے بھی اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا اور پھر خود ہی جھک کر اس کے بوٹوں کے تسمے کھولنے لگی اس کے بوٹ اتار کر موزے بھی اتار دئے اس کے تھکے تھکے پاؤں کو ذرا سا سکون دینے اپنے ہاتھوں کی نرمیاں بخشنے لگی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وہ جاگی سوئی کیفیت میں بھی مسرور ہونے لگا تھا" وہ اس کے پیروں کی انگلیاں اور تلوے سہلا کر اسے دل کھینچ لینے والا سکون بخش رہی تھی مکتوم کا دل چاہا اس کے نرم نازک ہاتھوں کو چوم لے اور اسے سینے میں بھینچ کر اپنی زندگی کی تمام خواہشیں تھام حسرتیں مٹا ڈالے ہر فاصلے کو یکجا کر ڈالے لیکن پھر وہی آٹھ ماہ سے چلی آنے والی انا آڑے آ گئی تھی اور وہ اس اس دل موہ لینے والی ادا پہ دل مسل کر رہ گیا تھا اور ھنوز آنکھیں بند کئے انجان بنا رہا تھا اور یہ سب تو پچھلے کئی مہینوں سے چلا آ رہا تھا وہ چاہے کچھ بھی کر لیتی وہ اگنور کر دیتا تھا وہ نظر اندازی کے فن سیکھ گیا تھا اسے قابل اعتنا ہی نہ جانتا تھا لیکن پھر بھی وہ ہمت نہیں ہارتی تھی شاید مکتوم شاہ کی برداشت اور خصلتیں اس میں سما گئیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

-------------*----------------*-----------

اوایل جنوری کے دن تھے موسم کی مستیاں عروج پر تھیں لیکن موسم کی بدلتی رنگت شہر زاد کو نیلا پیلا کر جاتی تھی عصر کے قریب موسم ٹھنڈا ہوا تو فوراً گرم شال

اور سوئیٹر پہن لئے تھے اور مکتوم کو کھانا دینے کے فوراً بعد بیڈ روم کا رخ کیا تھا لیکن بھلا ہو وحید انکل کا وہ ادھر آ نکلے تھے سو مجبوراً اسے دوبارہ یخ موسم میں کچن کا رخ کرنا پڑا اور ان کے لئے چائے لے گئی مکتوم اس کے ہاتھ سے کپ پکڑتے ہوئے اس کے ہاتھوں کی لرزش دیکھ چکا تھا یہ سردی کی کپکپی تھی وہ جانتا تھا کہ وہ سردی سے کس حد تک بھاگتی ہے۔

"تم جاؤ ہم ابھی بیٹھیں گے"۔۔۔۔۔دو روز بعد مکتوم کو آسٹریلیا جانا تھا اسی پروگرام کے متعلق ڈسکشن ہو رہی تھی اور وہ مکتوم کی طرف سے اجازت پا کر شکر ادا کرتی بیڈ روم کی طرف بھاگی ابھی کمبل میں گھس رہی تھی جب فون بج اٹھا۔

"السلام علیکم پھپو" وہ نمبر دیکھ چکی تھی۔

"کیا کر رہی تھیں؟"

"سردی سے بچنے کی کوشش"

"ارے ہاں سردی تو یہاں بھی بہت ہے جب کبھی برف باری ہوتی ہے تو سوچتی ہوں شہرزاد یہاں ہوتی تو کیا کرتی؟ وہ بھی جانتی تھیں کہ وہ کتنا ٹھٹرتی ہے۔

"توبہ پھپھو مجھے ڈرایں تو مت مجھے تو آج لاہور بھی مری سے کم نہیں لگ رہا" وہ جھرجھری لینے لگی۔ تم کبھی مری گئی؟

"نہیں کبھی فرصت نہیں ملی"

"تو اب چلی جاتیں مکتوم کے ساتھ ہنی مون ٹرپ ہو جاتا دونوں کا۔" مومنہ پھپھو کی بات پر وہ ذرا سی تھم گئی تھی جو شخص سیدھے منہ بات کرنے کا روادار نہیں تھا وہ ہنی مون ٹرپ پلان کیسے کر سکتا تھا"

www.novelsclubb.com

"شہرزاد کیا ہوا میری بات اچھی نہیں لگی؟"

"نہیں پھپھو مجھے بھلا آپ کی بات کیوں بری لگے گی"

"کیا کوئی پرابلم ہے؟" مکتوم کے ساتھ ریلیشن کیسا ہے؟ ان کو تشویش ہوئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سب کچھ ٹھیک ہے ڈونٹ وری" وہ ہلکے سے ہنسی۔

."انہوں نے فلحال تو اس بات کو چھوڑ دیا لیکن آئندہ مکتوم کی کلاس لینے کا ارادہ کر کے فون بند کر دیا تھا" شہر زاد اپنی باتوں کو سوچتی بہت جلد سو گئی تھی بارش شروع ہوئی تو وحید انکل کو واپسی کا خیال آیا تھا اور جب وہ بیڈ روم میں آیا تو رات کے بارہ بج رہے تھے وہ گہری نیند سو رہی تھی وہ لیٹنے کی بجائے بیڈ کراون سے ٹیک لگائے سگریٹ پی رہا تھا دھیان نجانے کہاں سے کہاں پرواز کر رہا تھا اور اسی بے دھیانی میں اس نے نجانے کتنے سگریٹ پھونک ڈالے تھے دھویں کے مرغولے کمرے کو تاریک کرنے لگے تھے تھک کر سگریٹ ایش ٹرے میں مسل ڈالا۔اور پھر اسی تھکن کے ہاتھوں نیند محسوس ہونے لگی تھی تکیہ درست کر کے کروٹ بدلی اور کمبل اپر کھینچ لیا تھا ابھی وہ پوری طرح نیند میں غافل نہیں ہوا تھا جب بری طرح سٹپٹا گیا تھا کیوں کہ وہ نیند کے باوجود سردی سے بچنے کے لئے کوئی گرم پناہ ڈھونڈ

www.novelsclubb.com

رہی تھی اور اس تلاش میں اپنی بے خبری کے عالم میں وہ اس کے سینے میں چھپ گئی تھی اور وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا اس کے ہوش فنا ہونے لگے تھے۔

"شہرزاد۔۔۔۔۔۔اس نے اپنے جذبات کا طوفان اٹھتے دیکھا تو گھبرا کر اسے پکار بیٹھا تھا لیکن وہ گہری نیند سے کسمسا کر اور بھی قریب آگئی تھی اور مکتوم سچ مچ اتنی قربت سے پاگل ہوا اٹھا اس کا صبر ریت کی مانند ہاتھوں سے چھوٹتا جارہا تھا کہ کچھ شہرزاد کی بے خود کر دینے والی بے خبری اور کچھ اس کے وجود پہ ملکیت اور استحقاق کا احساس ایسے حاوی ہوا کہ دل میں کب سے چپ بیٹھے جذبات ایک دم سے شوریدہ سر ہو گئے تھے اس کی بے نیازی، لاتعلق اور بے گانگی چند سیکنڈ میں ہی دھری کی دھری رہ گئیں تھیں وہ اسے خود سے الگ بھی کر سکتا تھا مگر اس وقت اتنا حوصلہ کہاں سے لاتا؟ جب وہ خود ہی اس کی پناہوں میں آرہی تھی تو وہ کیسے نظر چرا لیتا۔

________*____________*________

وہ جو پہلے ہی سردی سے نڈھال ہو جاتی تھی آج تو باقاعدہ کانپ رہی تھی اور مسلسل کپکپی کے باعث ایک کپ اور دو پلیٹیں بھی ٹوٹ چکی تھیں باہر بارش ابھی بھی زور و شور سے برس رہی تھی سردی کی منہ زوری عروج پر تھی ملازمہ ابھی تک نہیں آئی تھی اسے پتہ تھا کہ وہ ناشتہ خود بنا لیتی ہے اور اب تو مکتوم بھی اس کے ہاتھ کے کھانے کا عادی ہو گیا تھا لیکن آج وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے سامنے آنے سے کترا رہے تھے شہر زاد مکتوم کو ایک مکمل شوہر کے روپ میں محسوس کر کے انوکھے سے احساسات میں گھری ہوئی تھی اور مکتوم شاہ شہر زاد کو باقاعدہ بیوی کا درجہ دے کر الجھ گیا تھا اسے لگ رہا تھا اس نے اپنا استحقاق جما کر اچھا نہیں کیا شاید شہر زاد ایسا نہ چاہتی ہو اور پھر بھی اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہوں یہی سوچ اسے ڈسٹرب کر رہی تھی کیوں کہ رات کا خمار اترتے ہی پہلا حملہ سوچوں نے ہی کیا تھا اور سوچوں کے تسلسل کو موبائل رنگ نے توڑا تھا وہ لیٹ ہو چکا تھا اور وحید انکل متفکر ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تیار ہو کر نیچے آیا تو وہ کچن میں مصروف دیکھائی دی گرم کپڑوں اور شال میں لپٹی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی مگر اب وہ کسی گستاخ حرکت کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا سو آہستگی سے نظر چرا کر ناشتہ کرنے بیٹھ گیا۔

"کچن کا سودا سلف ختم ہو چکا ہے آپ زلفی کو مارکیٹ بھیج دیں" ایک نروس کر دینے والی خاموشی کا حصار تھا جو شہرزاد نے خود ہی توڑ ڈالا وہ کنفیوز جو ہونے لگی تھی۔ وہ ناشتہ کر کے اٹھا اور والٹ سے روپے نکال کر اس کی سمت بڑھا دئے۔

"جو کچھ منگوانا ہے منگوا لینا" وہ اسے ذمہ داری سونپ کر چلا گیا تھا اور وہ اس کے جاتے ہی برتن سمیٹنے لگی کچن سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں آئی اور کشن وغیرہ ترتیب سے رکھنے میں مصروف تھی جب بھاری قدموں کی چاپ سن کر یکدم پلٹی لیکن پلٹتے ہی اس کی چیخ نکل گئی۔

"عبیر لالا" وہ لپک کے آگے بڑھی اور عبیر شاہ کے کندھے سے لگ گئی دونوں کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں وہ چار بھیو۔ بھائیوں کی اکلوتی بہن ہو کر بھی ان کی پیار محبت کے لئے ترس رہی تھی انہیں اچھی طرح اندازہ تھا عبیر شاہ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا پرے ایک سال اور ایک ماہ بعد وہ بہن بھائی ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"کیسی ہو؟" عبیر شاہ نے اپنے آنسو پونچھ کر استفسار کیا تھا۔

"میرا خیال ہے تم صرف مجھے پہرہ دینے کے لئے لائے ہو جبکہ میں تو اپنی بہن سے ملنے آیا تھا" طلال شاہ عبیر کی پشت سے نمودار ہوا تھا۔

"طلال لالا آپ؟" اس نے بے یقینی سے دیکھا اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی طلال شاہ نے اس کا سر تھپکا اور اس کے آنسو پونچھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہر وقت کا رونا دھونا بھی نحوست پھیلا دیتا ہے گھر کو جگمگانا چاہتی ہو تو ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہا کرو" وہ جان بوجھ کر بڑی بوڑھیوں کی طرح بولے تو وہ بے اختیار ہنس پڑی اس ہنسی میں بھی آنسو گھل رہے تھے کیوں کے وہ جانتی تھی کہ جب وہ سب سے بچھڑی تھی تو کیا حالات تھے اور آج وہ کتنے اعتماد سے ان کے سامنے سر اٹھائے کھڑی تھی اور یہ سب صرف اس کے رب تعالٰی کی اور اس شخص کی مہربانی اور عنایت تھی جو ایک سال بعد بھی اس سے لاتعلق خفا خفا اور الگ الگ رہتا تھا۔

"مکتوم کہاں ہے؟" طلال نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے پوچھا طلال مکتوم کا ہم عمر تھا جبکہ عبیر شاہ چھوٹا تھا۔

کوئی_ایسا_اہل_دل_ہو نبیلہ_عزیز

آخری قسط_14

"وہ ابھی آفس کے لئے نکلے ہیں بلاتی ہوں آپ بیٹھیں" وہ فون سیٹ کی طرف بڑھنے لگی لیکن عبیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ بٹھالیا۔ "انہیں کام پر جانے دو پھر کبھی چکّر لگا تو ان سے ملاقات ہو جائے گی ویسے ان کی کمپنی کافی ترقی کر گئی ہے ایک سلل میں کافی بزنس کیا ہے انہوں نے؟" عبیر شاہ ساری معلومات رکھے ہوئے تھا وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

"اماں سائیں اور بابا سائیں۔۔۔۔۔۔اور بی بی جان کیسی ہیں"

"بی بی جان تو اب اکثر بیمار رہتی ہیں اور اماں سائیں تم دونوں کو یاد کرتی رہتی ہیں لیکن پتہ نہیں کیا بات ہے شہر زاد اس واقع کے بعد بابا سائیں چپ ہو کر رہ گئے ہیں کچھ بھی نہیں بولتے ہر کام سے ہاتھ کھینچ لیا ہے ہر فیصلہ ہر اصول ہر پنچائیت چھوڑ

دی ہے وہ خود کو خیام چچا کا تم دونوں کا مجرم سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اتنے سال پہلے ان کے فیصلے اور زد کی وجہ سے خیام چچا کی جان چلی گئی اور پھر اسی وجہ سے مکتوم لالا بھی ماں باپ کے سائے سے محروم ہو گئے لیکن پھر بھی انہوں نے ان رسومات سے کنارہ نہیں کیا انہیں شمشاد خان کی بیٹی کی آہ لگی ہو گی ہو گی اس لئے ان کی بیٹی کی زندگی بھی تباہ ہو کر رہ گئی" عبیر شاہ کی بات سن کر اس کا دل مٹھی میں اگیا تھا"

."اگر انہیں احساس ہے تو وہ مجھ سے ملتے کیوں نہیں؟" اس کا لہجہ بھرانے لگا۔

."شاید انہیں ملنے پر اعتراض نہ ہو شہرزاد لیکن قبیلے والوں کو اعتراض ہو سکتا ہے وہ ہمارے قبیلے کا بائیکاٹ کر دیں گے ہم دونوں یہاں کسی کام سے اے تھے لیکن موقع ملا تو رہ نہیں سکے اس لئے چوری چوری ملنے چلے اے اماں سائیں بھی تمھارے لئے فکر مند تھیں"۔

"یہ قبیلے والوں کا ڈر کب ختم ہو گا؟ وہ روہانسی ہوتی جھنجلا گئی تھی۔

"جب میں قبیلے سے باہر اور شہر کی لڑکی سے شادی کروں گا" عبیر شاہ کے لہجے میں عزم بھی تھا اور شرارت بھی وہ حیرت و بے یقینی کی ملی جلی کیفیت میں دیکھنے لگی تھی۔

"ہاں یار اب کسی اور کو بھی تو قدم اٹھانا چاہیے ہر بار خیام چچا اور مکتوم لالا بازی لے جاتے ہیں انشااللہ حالات بدلیں گے قبیلہ اپنی غلط اور فرسودہ رسم و رواج دیکھتا رہ جائے گا دوسروں کی زندگی کے فیصلے پورے قبیلے کو کرنے کا حق نہی ہے سب کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو فیصلے کی اجازت ہونی چاہیئے کسی باہر کے افراد کو مداخلت کا حق بلکل نہی دینا چاہیئے کیوں کے تکلیف ہمیں ہوتی ہے دوسروں کو نہی مرہم بھی ہمیں رکھنا ہے اور ان شاءاللہ یہ کام ضرور ہوگا عبیر شاہ کے ارادے پختہ تھے طلال شاہ معنی خیز سے مسکرادیئے تھے

****

وہ کیچن میں گ ئی تو پتا چلا کہ وہ میٹھائی ی اور فروٹ کی ٹوکریاں چھوڑ گ ئی ے ہیں جو زولفی کیچن میں رکھ گیا تھا انہوں نے زولفی کو بھی بھاری بھرکم ٹپ دی تھی شام کو جب وہ واپس آیا تو یہ خوشی پہلی نظر میں ہی محسوس ہو گ ئی لیکن پوچھا نہیمگر اس کے ہاتھ سے کوٹ لیتے ہوئے خود ہی چہک اٹھی تھی۔

"آج۔۔۔۔۔آج عبیر لالا اور طلال لالا آے تھے بہت دیر بیٹھے رہے" شہر زاد کی چہکار پر اس نے تسمے کھولتے ہوئے سر اٹھا کر اسے دیکھا اتنی خوش وہ صبح اس کے آفس جانے سے پہلے تو نہیں لگ رہی تھی جتنی اس وقت دکھائی دے رہی تھی وہ سر جھکا کر دوبارہ تسمے کی گرہ کھولنے لگا۔

"آپ کو خوشی نہیں ہوئی؟" وہ سلپر پہن کر الماری کی طرف بڑھ رہا تھا جب اس کی بات پر ٹھہر کر اس کی سمت پلٹا۔

."میرے خیال میں سب کو اپنوں کی خوشی پہ خوشی ہوتی ہے کسی اور کی خوشی میں خوش ہونا کسی کو نہیں آتا اس لئے آپ کے اپنے آئے تھے آپ کو خوش ہونے کا پورا حق ہے جبکہ میرا کوئی اپنا نہیں اس لئے مجھے کبھی خوشی نہیں ہوگی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا لفظ چبا کر ادا کرتا پلٹ کر باتھ روم چلا گیا اور وہ جہاں کی تہاں بیٹھی رہ گئی تھی جو کچھ وہ کہہ کر گئے تھا وہ سچ ہی تو تھا وہ کب اس کی خوشی میں خوش ہوئی تھی کب حویلی والوں نے اسے اپنا ہونے کا احساس بخشا تھا کب کسی نے اس کو چاہتوں سے نوازا تھا سب نے ہمیشہ محض رشتہ نبھایا تھا کیوں کہ وہ ان کی اولاد کی اولاد اولاد تھا ان کا خون تھا اس اے آگے کچھ نہیں تھا اور وہ بھی اپنے دل میں اب " کچھ نہیں " کے سوا کچھ نہیں رکھتا تھا شہزاد نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

--،-----*----------------*----------

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پھپھو اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے میرے ساتھ کھیل کھیلا ہے وہ مجھے سزا دیں چاہتا تھا وہ انتقاماً مجھے قبول کرنے پر آمادہ ہوا تھا وہ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مسلسل مجھے سزا دے رہا ہے" وہ یکدم پھٹ پڑی تھی اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔

"کیا کہہ رہی ہو تم؟"

"ہاں ہاں سچ کہہ رہی ہوں اس سے بڑی سزا اور کیا ہو گی مجھ سے بات تک نہیں کرتا، میں دن اس کے انتظار میں گزار دیتی ہوں لیکن وہ آتا ہے تو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا میں ایک سال اور تین ماہ سے اس کے پیچھے بھاگ رہی ہوں اور وہ مجھ سے بھگ راہ ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔اگر ایسا ہی رہا تو

میرا دماغ پھٹ جائے گا پھپھو میں تھک جاؤں گی۔۔۔پاگل ہو جاؤں گی میں اور برداشت نہیں کر سکتی" شہرزاد آج اپنے صبر کا دامن چھوڑ بیٹھی تھی اور جو کچھ

اپنے دل میں تھا مومنہ پھوپھو سے کہہ ڈالا تھا انہوں نے بنا کچھ کہے فون بند کر دیا۔۔۔

مکتوم شاہ پچھلے ایک ہفتے سے بنکاک گیا ہوا تھا اور آج واپس آرہا تھا اسی متعلق پھوپھو نے آج پوچھا تو وہ چڑ گئی تھی کہ مجھے اس کے آنے یا نہ آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور پھر وہ انکے مزید استفسار پر پھٹ پڑی تھی

وہ اپنے آنے کی اطلاع صبح ہی دے چکا تھا لیکن جب وہ آیا تو شہر زاد کو دیکھ کر چونک پڑا۔وہ بیڈ پے لیٹی چہرے پے کلائی رکھے ہوئے تھی اب پتا نہیں وہ سو رہی تھی یا محض بہانہ تھا مگر وہ اسکو جگا نہ سکا کیونکہ وہ ہر کام میں اسکی مدد کا عادی ہو گیا تھا جہاں تک آفس سے واپسی پر سلیپر تک وہ پیش کیا کرتی تھی وہ بلا مبالغہ ایک اچھی اور مکمل بیوی کے سانچے میں ڈھلی اسکی خدمت میں بلکل کوئی کوتاہی نہیں کرتی تھی اور آج وہ اتنی دور سے اتنے دنوں بعد آیا تھا اور وہ لاتعلق بنی سو رہی تھی مجبور ہو کر خود ہی سلیپر پہننے پڑے اور کپڑے چینج کرنے چلا گیا۔۔۔۔۔

رات کا کھانا بھی زبیدہ نے لگایا تھا اور زبیدہ کے بلانے پر ہی وہ نیچے آئی پنک کلر کے کاٹن کے ملگجے سے شکن آلود کپڑوں میں وہ کچھ ایسی ہی بکھری الجھی لگ رہی تھی۔ سیاہ الجھے ہوئے گھنگریالے بال اداس چہرے کے پہرے دار بنے ہوئے تھے چہرے کی رنگت سرخ آنکھے سوجی ہوئی پپوٹے سرخ اور ابھرے ہوئے تھے مدھم سی آواز میں سلام کر کے کرسی کھینچ کر بیٹھ گی پھر جتنی دیر بیٹھی رہی سر جھکائے رکھا وہ اندر ہی اندر اسکی کیفیت سوچ کر حیران ہوتا رہا پھر اسکی حیرانی ہوا ہو گئی وہ اکیلا ہی ڈرائنگ روم میں بیٹھا ٹائم پاس کر رہا تھا تبھی مومنہ پھوپھو کی کال آیی آج انکے لہجے کی نرمی مفقود تھی

"کام کیسا جا رہا ہے؟"

www.novelsclubb.com

"جی بہت اچھا" وہ انکے لہجے میں الجھنے لگا۔

"گھر اور گھر والی کا کیا حال ہے؟" وہ بارے نپے تلے بات کر رہی تھیں۔

"وہ بھی بہت اچھے حال میں۔۔۔۔"

"گویا تمہارے خیال میں سب کچھ اچھا ہی اچھا ہے۔"

"پھوپھو آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟"

"تم شہزاد کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟" وہ انکی بات پر ششدر رہ گیا کچھ بولنے کے لئے لب کھولے بٹ بول نہ سکا۔

"سیدھی بات ہے مجھے لگی لپٹی رکھنے کی کیا ضرورت ہے جب تم اسکے ساتھ خوش نہیں تو کیوں خود کو اسکے ساتھ باندھ رکھا ہے یا پھر اسے قیدی بنا کر رکھنے میں انا کی تسکین ہوتی ہے؟"

www.novelsclubb.com

"پھوپھو کیا ہو گیا ہے آپ کو؟"

وہ حقیقت میں پریشان ہو گیا۔" مجھے وہی ہو گیا ہے جو تمھے سال ڈیڑھ سال سے ہو گیا ہے میں سمجھتی تھی شائد تمنے واقعی شہزاد کا احساس کر کے اس سے شادی کی

ہے اس کی زندگی عذاب ہونے سے بچائی ہے شاید تمہارے دل میں کوئی نرم گوشہ تھا لیکن تم نے تو میری سوچوں کی بھرپور نفی کی ہے تم نے دراصل شہزاد کو اپنے دل کی بھڑاس نکالنے اس کی غلطیوں کی سزا دینے اور انتقام لینے کے لئے اس سے شادی کی تھی۔

"میں تم سے صرف یہ کہنا چاہتی ہوں اگر اسے یہی سزا دینی تھی اپنے گھر کی چار دیواری میں قید کر کے رکھنا تھا تو کیا وہ ایک کمرے کی قید بری تھی اس کے لئے؟ کیا ان قبیلے والوں کی سزا کم تھی جو تم بھی شامل ہو گئے؟ کبھی تمہیں خیال نہیں آیا کہ وہ کن حالات سے گزری ہے اور اس کے ساتھ تمہارا رویہ کیسا ہونا چاہیے؟ تمہیں تو اس سے محبت کا دعوی تھا کہاں گئی وہ محبت؟ کیا وہ محبت بھی ایک بھول تھی یا پھر تھی ہی نہیں جس کو تم نے لکھ لکھ کر ڈائریوں میں چھپایا اور پھر ان ڈائریوں کو چھپانا بھول گئے؟ آج وہ حقیقتیں کھولنے پر آئیں تو پھٹ پڑیں تو گویا وہ اس کے راز سے واقف تھیں اور اس کا مطلب تھا کہ میراں بیبی بھی اس کے حال دل سے بخوبی

واقف تھیں بس اسکا بھرم رکھتی آرہی تھیں وہ ہمیشہ شہرزاد کا رویہ دیکھ کر چپ ہو جاتی تھیں ورنہ دونوں کی شادی کروانا ان کے لئے مشکل تو نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔مکتوم نے ان کی بات سن کر گھری سانس کھینچی اور اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیے تھے اب بھلا کیا چھپانا باقی تھا؟

"بولو ناں کہاں گئی تمھاری محبت؟" وہ اس کی خاموشی سے چڑ گئی تھیں۔

"میری محبت ابھی بھی وہیں ہیں پھپو میں آج بھی شہرزاد سے محبت کرتا ہوں اور میری یہ محبت میرے ساتھ قبر میں جائے گی لیکن میں اس محبت کا اظہار نہیں کر سکتا نہ اپنی زبان سے نہ اپنے کسی عمل سے کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ وہ مجھے کیا سمجھتی ہے اور مجھے کیا درجہ دیتی ہے جس کی نظر میں میرے ماں باپ اور میری کوئی عزت اور اہمیت نہیں میری محبت کی بھلا کیا اہمیت ہو گی۔

"اور ویسے بھی یہ ضروری تو نہیں کہ ہر بار میں اپنی اور اپنے جذبوں کی توہین کرواؤں وہ میری ہے۔ میرے پاس ہے۔ میرے لئے یہی کافی ہے اور آپ یہ وہم دل سے نکال دیں کہ میں اسے انتقام لینے اور اسے سزا دینے کے لئے قبول کرنے پر آمادہ ہوا تھا میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیوں کہ میں اس کے لئے کچھ بھی نہ سہی لیکن وہ میرے لئے سب کچھ ہے "اس کی انتہائی تحمل سے کہی گئیں باتیں مومنہ پھپو کو حیران کر گئیں تھیں۔

"تو پھر ایسا کیوں کر رہے ہو"

"پھپو میں نے کچھ نہیں کیا وہ اپنی زندگی جیسے چاہے جیے میں اسے روکنے ٹوکنے کا سوچوں گا بھی نہیں۔"

www.novelsclubb.com

"چاہے وہ تم سے محبت کرے پھر بھی؟"انہوں نے چھیڑا تو وہ تلخی سے ہنس دیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مکتوم تم اس سے بد گمان ہو جبھی تمہیں اسکی ہر اچھی۔۔۔۔۔؟"

"میں۔۔۔۔۔میں بد گمان ہوں؟ پھپھو یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں بد گمان ہوں کیا ابھی بھی میرا یا میری بد گمانی کا قصور ہے! دس سال ہو گئے مجھے اس کی نفرت اور حقارت سہتے ہوئے دس سال اسنے میری زات کی دھجیاں ارئی ہیں دس سال اس نے مجھے ہر نظر میں گرایا ہے اور اپنے پرائے کے سامنے مجھے ذلیل کیا ہے میں نظر اٹھا کر بات کرنا بھول گیا تھا میں ہر مقام سے گر گیا تھا میں حویلی میں رہ کر کھانا پینا، سونا جاگنا خود پر حرام سمجھتا تھا پھپھو مجھے حقیر کر دیا تھا اس نے۔ مجھے قدموں تلے روندا ہے اس نے۔

میں پاگل ہو جاتا اگر مجھے تائی ماں کا سہارا نہ ملتا انہوں نے ہمیشہ میرے زخموں پر مرہم رکھا انہوں نے ہمیشہ میرے درد کو سمجھا میں بھی شاید پتھر ہو جاتا مگر اس دل میں محبّت اور احساس کی رمق باقی تھی کہ میں نے تایی ماں کے آنسوؤں کا خیال کر کے اس سے شادی کر لی میں اس سے محبّت کرتا تھا مگر اسے پانے کا خواب کبھی نہیں

دیکھا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ میں اس کی نظر میں کیا ہوں اگر میں اسکو پانے کا سوچتا تو زرینہ کیلیئے حامی کبھی نہ بھرتا لیکن یہ بھی شاید اس کے لئے ایک سزا تھی کہ ارمغان کو چھوڑ کر میری بیوی بننا پڑا ورنہ میں جانتا ہوں کہ اگر زرینہ میرے خواب دیکھ سکتی ہے تو شہزاد بھی ارمغان کے لئے راضی ہی تھی اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو حالات مختلف ہوتے وہ یقیناً اپنی زندگی میں خوش ہوتی اگر مینے اسے مجبور ہو کر اپنایا تھا تو اسنے بھی مجھے مجبوری سے ہی قبول کیا تھا ورنہ مکتوم شاہ جیسے بے ذات شخص کو شوہر بنا لینے کا وہ کبھی بھولے سے بھی نہیں سوچ سکتی تھی۔

جب یہ سارا سودا ہی مجبوری کا ہے تو پھر میں کیوں خوامخواہ اسپر حق جتا رہا ہوں میں کبھی بھی اس پے مسلط نہیں ہونا چاہتا ہر انسان کو اپنی زندگی جینے کا پورا حق ہے میرا دل میری محبت میرے خیالات اسکی نفرت عداوت اپنی جگہ اسے آزادی ہے جیسے چاہے زندگی گزارے میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں شاید اپسے بھی نہیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آپ کو بھتیجی کی فکر ہوئی تو فوراً مجھے ڈانٹ دیا کیا اپنے کبھی میرے لئے اسے ڈانٹا ؟"غصّے سے مشتعل ہوتے مکتوم شاہ کے آخری بھوجلسے فقرے نے مومنہ پھپو کا دل مٹھی میں بھینچ ڈالا وہ تڑپ گئی تھیں لیکن وہ فون بند کر چکا تھا اور صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا یوں لگ رہا تھا آج اس کے وجود پر تھکن کا بہت بڑا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو اور وہ اس پہاڑ تلے دبتا چلا جا رہا تھا اس کی کیفیت بے پناہ بوجھل ہو گئی تھی۔ جسم و جاں پہ شکستگی غالب آنے لگی تھی اور یہ شکستگی تو کئی سالوں سے اس کے دل کا حصّہ بنی ہوئی تھی لیکن گزشتہ سال ڈیڑھ سال سے اس میں اضافہ ہو گیا تھا اور آج تو۔۔۔۔۔

"موبائل دوبارہ بجنا شروع ہو چکا تھا اس نے بند آنکھوں کے باوجود موبائل کا کینسل کا بٹن دبا دیا اور ہر طرف خاموشی ہو گئی۔ کچھ دیر بعد پھر اس کا شور شروع ہو گیا اور اس نے بنا دیکھے کان سے لگا لیا تھا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دیکھو بیٹا تم اپنے مقام پر غلط نہیں ہو مگر جو گزر چکا اسے بھلا دینا ہی بہتر ہوتا ہے وہ جیسی بھی تھی اب تمھاری بیوی ہے اور تمہاری بیوی بن کر اسے کوئی ملال نہیں وہ بہت خوش ہے اور اپنی گزشتہ غلطیوں اور کوتاہیوں پر نادم ہے وہ غلط تھی جبھی آج تک تمھارے سامنے اس کی نظر جھکی رہی ہے تم نے جو کہا جو کیا اس نے شکایت نہیں کی۔".

"دیکھو بیٹا ضروری نہیں ہر محبت کرنے والے کا دل اور صبر تمھارے جیسا ہو وہ نازک احساسات رکھنے والی نازک لڑکی ہے زیادہ دیر محبت میں بے رخی نہیں سہ سکتی جہاں تم نے اتنے سال اپنے دل اور ظرف کو وسیع کئے رکھا وہاں اب ایسا کرنے میں بھی کنجوسی مت کرو۔۔۔۔وہ تمھارے لئے زمین بن گئی ہے ان کا آسمان بن جاؤ اسے مان بخش دو اور اپنی محبت کو صرف ڈائریوں میں نہیں دلوں میں لکھنے کا فن سیکھو محبت کاغذوں میں رہی تو بوسیدہ ہو جائے گی دلوں میں رکھو گے تو

www.novelsclubb.com

تازہ رہے گی اور ویسے بھی آج کل اس حالت میں اسے تمہاری محبتوں کی تازگی اور اپنائیت کی ضرورت ہے اس کا خیال رکھو تمہارا ہی فائدہ ہے۔

ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ وہ کمزور ہے اور ذہنی دباؤ بھی ہے کل اس کا دوبارہ چک اپ کروانا اور دوبارہ شکایت کا موقع نہ دینا کیوں کہ وہ اب پہلے والی شہر زاد نہیں ہے وہ اب صرف اور صرف تیری دیوانی ہے اور اس کی دیوانگی کا یہ حال ہے کہ تمہاری اک اک بات اور بے رخی بتا کر رو رہی تھی وہ صبر کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔اور نہیں سہہ سکتی۔جو ہو گیا محبت کے صدقے بھلا دو اللہ تمہیں خوش رکھے گا اور تم انشااللہ بہت کامیاب زندگی گزارو گے بس دل صاف اور کشادہ کر کے دیکھو۔۔۔۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

"انہوں نے اللہ حافظ کہہ کر فون بند کر دیا تھا لیکن مکتوم کیلئے حیرتوں اور بے یقینی کے جہاں چھوڑ گئیں تھیں ان کے الفاظ اس کے دماغ میں ہلچل مچانے لگے تھے اک اک لفظ ذہن کے پردے پر ناچ رہا تھا۔محبت،شہر زاد،

شکایت۔۔۔۔۔۔حالت،ڈاکٹر چک اپ،دیوانگی،صبر،صدقہ وہ اک اک لفظ پہ چکرا رہا تھا اور پھر جھٹکے سے اٹھ کر ڈرائنگ روم سے اپنے بیڈ روم کی طرف بھاگا تھا اندر آیا تو قدم تھم گئے وہ قالین پر بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی گھٹنوں میں منہ دیے دھواں دار رو رہی تھی مکتوم کو اس کے رونے کی سمجھ نہ آئی وہ قریب چلا آیا تھا۔

"شہزاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔"ابھی اس نے پکارا ہی تھا کہ وہ سچ مچ بکھر گئی۔

"مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے معاف کر دیں میں آپ کی گنہگار ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں بد قسمت تھی اپنی ہی چیز اپنے قدموں سے ٹھکراتی رہی اس کی تذلیل کرتی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔"اس نے مکتوم کے پاؤں پکڑ لئے تھے اور وہ ہل گیا اس کی شہزاد اس کے قدموں میں۔۔۔۔۔

"یہ کیا کر رہی ہو"اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور اپنے سامنے کھڑا کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"میں۔۔۔۔۔۔میں ساری زندگی آپ کے قدموں میں گزار دوں تو بھی معافی کی حقدار نہیں بن سکتی میں نے سچ مچ بہت گناہ کیئے ہیں لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن مکتوم آپ نہیں جانتے کہ اس میں میرا ابھی اتنا قصور نہیں تھا جتنا ندرت چچی اور زرینہ وغیرہ کا تھا۔

وہ ٹھٹکا اور چونک کر دیکھا تھا۔

"شاید۔۔۔۔۔۔۔۔ندرت چچی کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ارمغان لالا مجھے پسند کرتے ہیں جبکہ بابا سائیں اور اماں سائیں کا رجحان آپ کی طرف تھا۔وہ شاید میری شادی اپ سے ہی کرنا چاہتے تھے اس لئے ندرت چچی نے بیٹے کا رستہ صاف کرنے کے لئے مجھے آپ کے خلاف بھڑکانہ شروع کر دیا تھا اس کام میں زرینہ اور کبھی کبھی حسان اور ارمغان لالا بھی شامل ہوتے تھے اور انہوں نے کچھ اس طرح مجھے بد ظن کیا کہ میں آپ سے چڑنے لگی کیوں کہ اماں سائیں اور بابا سائیں ہم بہن بھائیوں سے زیادہ پیار اور توجہ آپ کو دیتے تھے اور اس ناانصافی کا غصہ میں آپ پر اتارنے

لگی تھی میری ماں کا مجھ پر اثر نہیں ہوا مگر چچی مجھے اپنے رنگ میں رنگ گئیں میں وہی کچھ بولنے لگ گئی جو وہ بولتیں تھیں لیکن جب رشتوں کی بات ہوئی اور آپ کا رشتہ زرینہ سے طے ہوا تو وہ لوگ کافی خوش تھے اور میں حیران تھی ان کو جائیداد کا تنہا وارث مل رہا تھا خیام چچا کی ساری پراپرٹی آپ ہی کی تو تھی اور یوں ان کے ایک تیر سے دو نشانے لگے، بیٹی بھی اور بیٹا بھی، لیکن میرے کڈنیپ کے بعد ان کے رنگ ہی بدل گئے تھے، وہ نظر ملانا بھول گئے تھے۔

"بے شک۔۔۔۔میرا رشتہ ارمغان لالا سے طے ہوا تھا لیکن میں خوابوں میں رہنے والی لڑکی نہیں تھی میں نے کبھی ان کے حوالے سے کچھ نہیں سوچا کیونکہ انسان انہی کے مطعلق سوچتا ہے جس کے ساتھ کوئی دل کا دھاگہ بندھا ہو جبکہ میرے لئے وہ ارمغان لالا ہی تھے جب تک شادی نا ہوتی میں محبت کا نہیں سوچ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔جب شادی ہو گی تو پھر محبت بھی ہو جائے گی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں اپنے دل کو محبت سے نہیں بچا سکی میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی میں آپ کی بے رخی سے مر جاؤں گی

میرا ابھی کوئی اپنا نہیں آپ کے سوا۔۔۔۔۔۔۔پلیز مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔۔"

"وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی تھی اور مکتوم شاہ سکتے کی سی کیفیت میں کھڑا تھا اور اسے خاموش دیکھ کر اسے پھر سے رونا آنے لگا وہ اس شخص کے سامنے تمام عمر ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی تو اف نا کرتی آج وہ اس کی محبت کی جھلک دیکھ چکی تھی اس محبت کی جو وہ شہزاد سے بھی چھپائے پھر رہا تھا لیکن مومنہ پھپو اور مکتوم شاہ کے درمیان ہونے والی گفتگو نے آج یہ راز بھی عیاں کر دیا تھا وہ سب سن چکی تھی جب ہی ندامت کا احساس زیادہ تھا۔

www.novelsclubb.com

."اس سے پہلے کہ وہ مایوس ہو جاتی مکتوم نے اس کے ہاتھ کھینچ کر انتہائی محبت اور شفقت سے چوم لئے تھے اور پھر اسی شدّت سے کھینچ کر بانہوں میں بھینچ لیا تھا۔

یہ بدن یہ نگاہیں میری امانت ہیں

یہ گھیسوئوں کی گھنی چھائوں ہے میری خاطر

یہ ہونٹ اور یہ بانہیں میری امانت ہیں

کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے

کہ جیسے تجھ کو بنایا گیا ہے میرے لئے

وہ سر گوشی کہ انداز میں گنگناتا اسکا ہاتھ اپنے دل پے رکھے ہوے تھا اور شہر زاد اسکے بازو پر سر رکھے سونے کی تیاری کر رہی تھی مگر وہ آج شاید سونے کے موڈ میں نہیں تھا

www.novelsclubb.com

"سو جاییں مجھے بھی نیند آ رہی ہی۔" اسنے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر مکتوم نے اسکا ہاتھ اپنے رخسار پر رکھ لیا۔

"یار مجھ سے باتیں کرو مجھے ابھی نیند نہیں آرہی اسکا سچ مچ ابھی سونے کا ارادہ نہیں تھا وہ اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا مگر شہرزاد پر نیند کی دیوی بری طرح سے مہربان ہو چکی تھی اور پھر اسکی گلابی آنکھوں کو دیکھ کر وہ بے ساختہ مسکرایا۔

"او کے سو جاو" وہ اسکے بالوں کو سہلانے لگا لیکن کچھ دیر بعد بے ساختہ کچھ یاد آنے پر پکار بیٹھا تھا۔

"شہرزاد پھوپھو بتا رہی تھیں کیہ تم ڈاکٹر کے پاس گیئی ہو اور ابھی دوبارہ بھی چیکاپ کروانا ہے۔ کیا ہوا؟ تم ٹھیک تو ہو؟ وہ اسکے اچانک پکارنے پر نیند کے شکنجے سے باہر آیی۔ پھر ٹھٹھک گیئی۔ پھر اسکی بات سمجھ کر جھجھک گی۔

آپ پھوپھو یا مسز کاظمی سے پوچھ لیجیئے گا میں مسز کاظمی کے ساتھ ہی گیئ تھی۔ اسنے ٹالنا چاہا۔ "کیوں کویی پریشانی والی بات ہے؟" وہ مفکر۔ ہوا"۔ نہیں بلکہ خوشی والی بات۔۔۔۔۔۔" وہ کہتے کہتے لب کاٹنے لگی اگر کمرے میں ملگجا سا اندھیرا نا ہوتا تو

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اسکے چہرے پر بکھرنے والی شرم کی سرخی سے ہی سمجھ جاتا مگر اب بنا بتاے کوئی رستہ بھی نہیں تھا۔"ہاں بولو چپ کیوں ہو گئی ؟"

"وہ میں۔۔۔۔۔پریگ۔۔۔آ"آپ سمجھ کیوں نہیں جاتے"وہ جھنجھلا گیئ تھی"ہاں اب کہ بھی دو"وہ اسکے اسرار کے باوجود بول نہیں پا رہی تھی اور اسکی جھجھک سے مکتوم کے دماغ میں جھماکا ہوا تھا۔

"میں بابا بنے والا ہوں یہی کہنا چاہتی ہو ناں۔؟"اسنے شرارت سے پوچھا تو شہر زاد اثبات میں سر ہلا کر جھجھکتے ہوے اسکے گریبان میں چہرہ چھپا گیئ تھی اور وہ خوشی سے مسرور ہو رہا تھا"تھینک یو شہر زاد تم نے میرے سارے گلے شکوے میری ساری تشنگی مٹا دی ہے اے اللہ میرا تیرا گنہگار اس قابل نہیں تھا جتنا تو نے مجھے نواز دیا ہے میرے گناہ معاف کر دے۔۔۔"وہ خوشی کے ان لمحات میں اپنے رب کا شکر گزار ہو رہا تھا۔

"آؤ فون کرتے ہیں" وہ یکدم اٹھ کر بیٹھ گیا تھا آج وہ اتنا خوش تھا کہ اتنی خوشیاں سنمبھالی نہیں جا رہی تھیں اور وہ ان خوشیوں کو سب کے ساتھ بانٹنا چاہتا تھا۔

."کس کو؟"

"تائی ماں کو۔۔۔۔۔"

"اس وقت؟ شہر زاد کو اچھنبا ہوا۔

"ہاں اٹھو۔۔۔۔۔" وہ اسے اٹھا کر فون سیٹ کے قریب کھینچ چکا تھا۔

"اگر کسی کو پتہ چل گیا تو۔۔۔۔۔؟" شہر زاد کو تشویش ہوئی تھی۔

."ہم اپنی ماں سے بات کریں گے پتہ چلتا ہے تو چلتا رہے ہم نے وہ گاؤں وہ قبیلہ اور وہ وہ حویلی چھوڑی ہے اپنے ماں باپ اور رشتے دار نہیں چھوڑے کم آن یار نمبر ڈائل کرو" وہ اسے نمبر ڈائل کرنے کا کہہ رہا تھا اور پھر رات کے تین بجے متواتر بجتے فون کو میراں بی بی نے ہی ریسیو کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

."آپ نانی بننے والی ہیں" مکتوم نے چھوٹتے ہی سسپنس پھیلانے والے گھمبیر انداز اور لہجے میں کہا تھا اور میراں بی بی ہکا بکا رہ گئی تھیں جبکہ شہر زاد اس کی شرارت پر ہنسی روک رہی تھی۔

"کون ہو تم؟"

"آپ کا بیٹا جو باپ بننے والا ہے"

"مکتوم؟ وہ خوشی سی چلائیں۔

"جی تائی ماں آپ کا مکتوم آپ کا بیٹا آپ کا داماد کیسی ہیں آپ؟" وہ اب اپنے اصل لہجے میں لوٹ آیا تھا اور پھر شہر زاد بھی باتوں میں شریک ہو گئی کبھی وہ فون چھین لیتا کبھی وہ فون جھپٹ لیتی اسی طرح باتوں اور شرارتوں میں مگن رات گزرنے کا پتہ ہی نا چلا تھا شاید خوشیوں میں یہی حال ہوتا ہے لمحے ہوا کی جھونکوں کی مانند گزرتے چلے جاتے ہیں سب کچھ سہل سا لگنے لگتا ہے بلکل ایسے جیسے انسان کے دل

WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں غم کا پہاڑ سرک جائے تو وہ کھلی فضاؤں میں لمبی لمبی خوشگوار سانسیں لینے لگتا ہے ان کے دلوں سے بھی غم کدورت اور شکایتوں کے پتھر ہٹ گئے تھے وہ بھی خوشی کی فضا میں کھل کر جی رہے تھے اور اس جینے میں ان کا بیٹا بھی شامل ہو چکا تھا۔

."جس روز شہر زاد نے خوبصورت بیٹے کو جنم دیا اسی روز توقیر شاہ میراں بی بی اور بی بی جان کو سب سے چھپ کر ملانے کے لئے لائے تھے پیر سائیں ملنے تو نہیں آئے تھے مگر اپنے نواسے اور پوتے کا عقیقہ بڑی دھوم دھام سے کیا تھا۔

."پہلی سالگرہ پر مومنہ پھپھو اور ان کی فیملی مکتوم شاہ اور شہر زاد کے گھر رہنے کے لئے آئی تھی وہ بے پناہ خوش تھے کیوں کہ ان کے اپنے بھی ان کی خوشیوں میں شریک ہوتے رہتے تھے بس ابھی باقاعدہ نہیں آئے تھے مگر انہیں یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن وہ ان سے ملنے سب کے سامنے آئیں گے اور تمام فرسودہ اور جاہلانہ رسم ورواج اپنا وجود کھو بیٹھیں گے کیوں کہ آدھا وجود تو ابھی بھی کھو ہی چکا

تھا صرف آدھا باقی تھا اور اس آدھے جاہلانہ پن کو ختم کرنے کے لئے کسی اور بہادر اور ٹھوس فیصلہ کی دیر تھی بس کسی اور کو قدم آگے بڑھانا تھا صرف ایک قدم صرف ایک فیصلہ اور پھر اس قدم پہ اس فیصلہ پہ قائم رہنا تھا اپنی ذات پہ اعتماد رکھنا تھا اور اپنے رب پہ کامل یقین۔

-.-------------*-----------------*-------------.

(ختم شد)

www.novelsclubb.com